تعلیمِ الٰہی



624.00
330.00
460.00

1414.00

پادری بنیامین

اے۔ آر۔ پی۔

گِل

دیاری

Scanned with CamScanner

تعلیمِ الٰہی

مُصنّف

جے۔ ای۔ چرچ، ایم۔ اے ایم۔ آر۔ سی ایس

مُترجم

ڈبلیو۔ ڈی۔ چوہدری، ایم۔ اے

ناشرین

مسیحی اشاعت خانہ

۳۶ فیروز پور روڈ لاہور نمبر ۱۶

طابع ــــــ ایچ۔ بخت

مطبع ــــــ کیمبرج پرنٹنگ پریس

تعداد ــــــ ایک ہزار

قیمت ــــــ ۵۰/۳ روپے

بار ــــــ سوم

بار اوّل۔ جولائی ۱۹۷۵ء۔ تعداد ۱۰۰۰
بار دوم ستمبر ۱۹۶۶ء تعداد ۱۰۰۰

جولائی ۱۹۷۵ء

پیش لفظ

بائبل کے یہ اسباق اُس روحانی بیداری کا نتیجہ ہیں جو رُوآنڈا اور گردونواح کے وسطی اور مشرقی افریقہ کے ممالک میں ۱۹۳۲ء سے پھیلتی رہی ہے۔

اِن اسباق کو حلقۂ تحریر میں لانے کے لئے بارہ ۱۲ سال کا عرصہ لگا اور اِن بارہ ۱۲ سالوں میں یہ ضروری سمجھا گیا کہ مسیحی جماعتوں کو خداوند کے کلام میں سے عقائد و ایمان کی ابتدائی حقیقتیں صاف و سادہ اور گہرے طور پر مہیّا کی جائیں۔ لہٰذا بشارتی خدمت کے لئے تبلیغی گروہ وجُود میں آگئے اور جب انہوں نے کلیسیاؤں اور کنونشنوں میں درس دئے تو اِس کتاب کے بعض مضامین کا خاکہ استعمال کیا گیا۔ اِن اسباق کو کتابی صُورت میں شائع کرنے کا یہ مُدعا تھا کہ تبلیغی گروہ کے ممبران کے لئے کاغذ کے چھوٹے چھوٹے پُرزوں پر حوالے لکھنے کی بجائے ایک مُفید کتاب مہیّا کی جا سکے۔

لیکن ۱۹۳۷ء کے دَوران میں جب انگلستان میں مشنری نمائندے تبلیغی کام کر رہے تھے، تو یونیورسٹی کے طلبا اور دیگر لوگوں کی طرف سے بائبل کے ان اسباق کو مہیّا کرنے کی درخواستیں موصول ہوئیں۔ اور جب اِن اسباق کی اشاعت کا سوال اُٹھا تو انہیں موجُودہ صورت میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ اِن کی افادیت کا حلقہ وسیع ہو جائے۔

اِس کتاب کی غرض و غائیت یہ ہے کہ یہ کتابِ مُقدّس کے مطالعہ کے لئے نوٹ بک کا کام دے اور تمام بائبل میں سے حوالے بہم پہنچائے اور اُن پر کم سے کم تبصرہ کیا جائے۔ ہمارا ایمان ہے کہ کتابِ مقدّس انسان کے لئے خدا کا الہام ہے۔ اِسی لئے یہ ہماری داد رسی کا آخری ٹھکانہ ہے اور اِس کی تفسیر کرنے کے لئے ہم انسانی فہم و فراست کا سہارا نہیں لیتے

بلکہ ہم خداوند مسیح کے اُس وعدے پر بھروسہ رکھتے ہیں جو اُس نے ہمارے ساتھ یوحنّا ۱۶:۱۳ میں کیا ہے "جب وہ یعنی رُوحِ حق آئیگا تو تم کو تمام سچّائی کی راہ دکھائے گا۔" مُدعا یہ ہے کہ طالب علموں اور مسیحی کارندوں کے سامنے وہ نظریات پیش کئے جائیں، جو کتابِ مُقدّس بڑے بڑے مضامین کے متعلق سِکھاتی ہے تاکہ ہمارا ایمان کلام کی کسی ایک آیت کی تفسیر پر نہیں بلکہ سارے کے سارے کلام پر مبنی ہو۔

مَیں بہت سے دوستوں کا ممنُون ہوں جنہوں نے اِس کتاب پر تنقید کی ہے اور اصلاح فرمائی ہے۔ خاص طَور پر میں پادری ایچ۔ ای۔ گلبآڈ، ڈاکٹر ڈگلس جانسؔن، مسٹر کلیرنس فاسٹر، اور پادری جی۔ ٹی۔ مینؔلی کا شکرگزار ہُوں، جنہوں نے اس کتاب کی موجُودہ صُورت میں تالیف میں گرانقدر مدد دی ہے۔ بعض معلومات جو مَیں نے اِس کتاب میں درج کی ہیں اُنکے ماخذ کے بارے میں یاد رکھنا میرے لئے ممکن نہیں لیکن میں اُن مُصنفّین کا بھی تہ دل سے ممنُون ہوں، جنہوں نے میرے دل میں خُداوند کے بیش بہا کلام کی گہری تحقیق کی رُوح پھُونکی ہے۔

میری نہایت مخلصانہ اور انکسارانہ التجا ہَے کہ رُوح پاک اِس کتاب کو خُدا کے جلال کے لئے اِستعمال کرے اور قارئین کے ایمان کو مضبوط اور خالص بنائے جو اِن خطرناک ایام میں افرؔیقہ یا دیگر ممالک میں اِنجیل کی بشارت دے رہے ہیں۔

جے۔ ای۔ چرؔچ



فہرستِ مضامین

Scanned with CamScanner

کتابِ مُقدّس

بلاشک وشُبہ دنیا کی تمام کتابوں میں سے کتابِ مُقدّس یعنی بائبل مُقدّس سب سے افضل واعلٰے کتاب ہے مگر خدشہ ہے کہ اِس دنیا کی دوڑ دھوپ میں اِسے نظر انداز کر دیا جائے۔ اِس زمانہ کے لوگوں کو فرصت نہیں کہ بائبل مُقدّس جیسی ضخیم وبلیغ کتاب کا مُطالعہ کر سکیں۔

لہٰذا ضروری ہے کہ اہم تعلیم جو بائبل مُقدّس میں پائی جاتی ہے صاف اور سلیس بنائی جائے اور ایسے رنگ میں پیش کی جائے کہ جلدی اور آسانی سے پڑھی جا سکے۔

آیئے ہم اِس اُمّ الکتاب کی تواریخ کے چند اہم امور پر نظر ڈالیں۔

کتابِ مُقدّس بنی نوعِ انسان کے ساتھ خدا کے سلوک اور برتاؤ کا تذکرہ کرتی ہے۔

اِس میں چھیاسٹھ ۶۶ کتابیں ہیں اور اُن سب کا مرکزی مضمون مسیح اور نجات ہے۔

پُرانے عہدنامے کی اصل کتابیں پہلے پہل عبرانی میں لکھی گئیں۔ یہ خاص وعام جانتا ہے کہ کتابِ مُقدّس کی عبارت کو صحیح صحیح نقل کرنے میں فقیہوں (یہودی عُلماء) نے بہت عرق ریزی سے کام لیا۔

پُرانے عہدنامے کا پُرانے سے پُرانا ترجمہ جس کا ہمیں علم ہے مصر میں تیسری صدی قبل از مسیح یونانی میں کیا گیا۔ چونکہ یہ ترجمہ ستّر عالموں نے کیا تھا لہٰذا یہ اُنہی کے نام سے "ہفتادی ترجمہ" کہلایا۔

لاطینی میں مکمّل بائبل کا ترجمہ جیرؔوم نے ۳۸۳-۴۰۵ء میں ختم کیا جو کہ "ولگیٹ[1] ورژن"

---

[1] Vulgate Version

کہلاتا ہے۔

تب یورپ پر رُوحانی تاریکی چھا گئی اور کئی صدیوں تک بائبل ایک بھُولی بسری داستان بنی رہی اور لاطینی میں اس کا مُطالعہ صرف خادمُ الدّینوں تک ہی محدود رہا۔ ۱۳۸۰ء کی بات ہے کہ جب بعض لوگوں نے بائبل کا ترجمہ عوام کی زبان یعنی انگریزی میں کرنا شروع کیا تو نئے دَور کا آغاز ہُوا۔ جنہوں نے یہ بیڑا اُٹھایا اُن سب میں سے معرُوف آدمی جان وِکلف[1] تھا۔ اُس پر لعن طعن کی بوچھاڑ ہونے لگی اور اس پر الزام لگایا گیا کہ "وہ عوام کو اُس کتاب سے روشناس کرا رہا ہے جو صرف پریسٹوں یعنی خادم الدّینوں کے لئے وقف ہے۔" انہوں نے مزید کہا کہ "اِس طرح سے کلامِ مُقدّس کے موتی اِدھر اُدھر بکھیرے جا رہے ہیں کہ سؤر اُن کو پاؤں تلے روند ڈالیں۔"

اِس کتاب کے باعث بہتوں کو شہید کیا گیا، جن میں سب سے زیادہ قابلِ ذکر ٹنڈیل[2] ہیں جنہوں نے تمام بائبل کا ترجمہ انگریزی میں کیا۔ اُس زمانے میں توہّمات اور تعصّب اِتنا زوروں پر تھا کہ ۱۵۳۰ء میں اُنہیں زندہ جلا دیا گیا۔ لیکن بازی جیتی جا چکی تھی۔ چند ہی سال بعد یعنی ۱۵۳۸ء میں کرامویل[3] نے آرچ بشپ کرانمر[4] اور دیگر بشپوں کو حکم دیا کہ تمام ملک کے ہر ایک گرجے میں بائبل کا انگریزی ترجمہ رکھا جائے اور اُسے پُلپٹ کے ساتھ باندھا جائے۔ جب یورپ میں علوم وفنون کی ترقی اور اصلاحات کا سیلاب آ گیا تو اُس وقت سے لے کر انگلستان کبھی بھی بائبل مُقدّس کے انگریزی ترجمہ سے محروم نہیں رہا۔

گذشتہ صدی میں بڑی تبلیغی بیداری رُونما ہوئی ہے اور ساتھ ساتھ چھاپائی اور آخر کار ریڈیو میں بھی تیزی سے ترقی ہوئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ خدا کا کلام بہت سی زبانوں میں چھپ چکا ہے اور دُنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گیا ہے۔

---

[1] John Wyclif [2] Tyndale [3] Cromwell
[4] Cranmer

مُطالعہ کے لئے چند ہدایات

(ا) مضامین

یہ مضامین گناہ سے شروع کر کے سلسلہ وار دیئے گئے ہیں اور کلام کی تعلیم کے بڑے حصّے پر حاوی ہیں۔ اِن اسباق کو مختصر کیا گیا ہے تاکہ اگر ممکن ہو سکے تو چند ہی صفحوں پر چھپ سکیں اور اس طرح سے تمام مضمون عنوان کے ساتھ آسانی سے پڑھے جا سکیں۔ عنوان کے نیچے سلیس اور سادہ زبان میں اِس کے معانی کی تشریح بھی دی گئی ہے۔

(ب) طریقہ تشریح

چُونکہ بائبل کے کسی مضمون کو بھی صاف طَور پر نہیں سمجھا جا سکتا، جب تک کہ اُس کے تمام مفہوم سے واقفیّت نہ ہو، لہٰذا اسباق کو پُورے طور پر سمجھنے کے لئے جہاں کہیں ممکن ہے پیدایش سے لے کر مکاشفہ تک کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ اس طرح مضامین پر سلسلہ وار غور وخوض ہو سکتا ہے اور کسی خاص آیت پر زور دینے سے گریز کیا جا سکتا ہے۔ آیات کی بہت کم تشریح کی گئی ہے تاکہ ترتیب وار دیئے ہوئے حوالہ جات خُود بخُود اپنے اپنے مطلب کو واضح کر دیں۔

(ج) اضافی نوٹ

بعض حالتوں میں مضامین کے آخر میں نوٹ دیئے گئے ہیں اور کچھ جگہ خالی چھوڑی گئی ہے تاکہ بعد ازاں طالب علم خُود اپنے حوالے اور نوٹ درج کر سکے۔

(د) تنہائی کا وقت، تعلیم دینا اور خاندانی دُعا

ہر روز چند حوالوں کو لے کر اُن پر تنہائی میں غور و خوض کرنا کسی مضمون کے مُطالعہ میں مفید اور معاون ثابت ہوگا۔ اِس طرح مضمون کا مطالعہ اچھی طرح ہو جائیگا اور تمام بائبل کی روشنی میں اِس کا مطلب بھی سمجھ میں آ جائے گا۔ یہی اصول کسی جماعت کو پڑھانے یا وعظوں کا سلسلہ پیش کرنے یا پیغامات کے بارے میں بھی صادق آتا ہے۔ اِس طرح ایک مضمون مہینوں بلکہ اِس سے بھی زیادہ عرصہ تک جاری رکھا جا سکتا ہے۔

(ہ) تختہ سیاہ کا اِستعمال

تجربہ سے کنونشنوں اور دیگر مجلسوں میں بائبل کے مطالعہ کے دوران تختہ سیاہ کا اِستعمال فائدہ مند ثابت ہُوا ہے۔ بائبل کے مطالعہ کے دوران مضمون کا عنوان اور حوالے وغیرہ تختہ سیاہ پر لکھے جا سکتے ہیں۔ مطالعہ میں حصّہ لینے والوں کو چاہیئے کہ نوٹ بک ساتھ لے کر آئیں۔

رُوحانی بیداری کا تعلق ہمیشہ بائبل سے محبّت اور شخصی مطالعہ کے ساتھ رہا ہے۔

(و) بائبل کا جماعتی مُطالعہ

یہ اشد ضروری ہے کہ مُطالعہ کے اِس طریقہ کو صحیح طور پر سمجھا جائے۔ بائبل مُقدّس فضل حاصِل کرنے کا ایک وسیلہ ہے۔ اگر ہم ایمان کے ساتھ خداوند سے میل ملاپ کر کے کلامِ مُقدّس کا مُطالعہ کریں، تو خُداوند کے ہاتھ سے ہم ضرور فضل حاصِل کرینگے۔ وہ ہر بھُوکے کو خوراک اور پیاسے کو آبِ حیات بخشتا ہے اور جو ٹھنڈے پڑ گئے ہیں ان کو سرگرم بھی کر سکتا ہے۔

سو خواہ ہم دو دو، تین تین یا اِس سے زیادہ اکٹھّے ہوں، ہمیں بحیثیت بہن بھائی پیار و محبّت سے ملنا چاہیئے تاکہ خُداوند سے نعمتیں حاصِل کریں۔ ایک شخص مضمون تیار کرے اور رہبری کرے لیکن ہر ایک کو آزادی ہونی چاہیئے کہ کسی نہ کسی طرح حصّہ لے، خواہ کوئی آیت پڑھ کر یا کسی مسئلے پر بحث کر کے خُداوند کی میز پر ڈر، شرم، تکرار اور برتری

کی گنجائش نہیں۔ بائبل صرف وہیں کام کرتی ہے جہاں آزادی اور محبت کا دَور دورہ ہو۔ یوحنّا عارف مکاشفہ کی کتاب میں (۲: ۷، ۱۱، ۱۷، ۲۷ اور ۳: ۶، ۱۳، ۲۲) سات مرتبہ کہتا ہے کہ "جس کے کان ہوں وہ سُنے کہ رُوح کلیسیاؤں سے کیا فرماتا ہے"۔

ہماری بد قسمتی ہے کہ دُنیا بھر کی کلیسیاؤں میں یہ بات رواج پا گئی ہے کہ بائبل کو سمجھانے کے لئے یا تو کوئی ماہرِ کلام ہو یا پاسٹر۔ اگرچہ ہم شکرگزاری کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں کہ پاسٹر اکثر اوقات کلام کے سمجھانے میں معاون و مددگار ہو سکتے ہیں اور ہوتے بھی ہیں، تاہم کسی انسان پر تکیہ کرنا ایک فاش غلطی ہے۔ اگر ہم انسانی عقل پر بھروسہ کریں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم رُوحِ پاک کی طاقت، قدرت اور رہبری پر شک کرتے ہیں۔

آخر میں ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ بائبل کو سمجھنا ذہنی خوبیوں پر مبنی نہیں ہے۔ رُوحانی باتوں کو سمجھنے کے لئے ایک ادنیٰ سا دماغ جس نے مسیح خداوند کو اپنایا ہو، اعلےٰ دماغ سے زیادہ تیز اور عاقل ہو سکتا ہے۔

✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲

" اَے نادانو اور نبیوں کی سب باتوں کے ماننے میں سُست اعتقادو! کیا مسیح کو یہ دُکھ اُٹھا کر اپنے جلال میں داخل ہونا ضرور نہ تھا؟ پھر مُوسےٰ سے اور سب نبیوں سے شروع کر کے سب نوشتوں میں جتنی باتیں اُس کے حق میں لکھی ہوئی ہیں وہ اُن کو سمجھا دیں (لُوقا ۲۴ : ۲۵ - ۲۷)۔

" پھر اُس نے اُن سے کہا یہ میری وہ باتیں ہیں جو مَیں نے تم سے اُس وقت کہی تھیں جب تمہارے ساتھ تھا کہ ضرور ہے کہ جتنی باتیں موسےٰ کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں اور زبُور میں میری بابت لکھی ہیں پُوری ہوں۔ پھر اُس نے اُنکا ذہن کھولا تاکہ کتابِ مُقدّس کو سمجھیں اور اُن سے کہا یُوں لکھا ہے کہ مسیح دُکھ اُٹھائے گا اور تیسرے دِن مُردوں میں سے جی اُٹھیگا اور یرُوشلیم سے شروع کر کے سب قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی اُس کے نام سے کی جائے گی۔ تم اِن باتوں کے گواہ ہو" (لوقا ۲۴ : ۴۴ - ۴۸)۔

۱ - گُناہ

گُناہ کیا ہے؟ گُناہ خُدا کے خلاف بغاوت اور دشمنی ہے۔ اِس کا اظہار تین[۳] طرح سے ہوتا ہے۔ اپنے اعمال و افعال سے، اپنی رغبت اور ارادے سے اور اپنی حالت سے۔ مثال کے طَور پر چوری ایک ایسا فعل ہے جو گناہ ہے۔ ریاکاری گناہ کا رُجحان ہے اور نجات کے بغیر ہونا گناہ کی حالت ہے۔ لٰہذا انسان طبعی طَور پر تینوں پہلوؤں سے یعنی جسم، جان اور رُوح کے لحاظ سے اَیسی حالت میں ہے جو خُدا سے علیحدہ ہے۔

گنُاہ کی ابتدا کا تذکرہ صرف بائبل میں پایا جاتا ہے۔ دُنیا میں گُناہ کی حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ گناہ کی سیاہ کاری بائبل کی تمام کتابوں میں پائی جاتی ہے۔ مثلاً

پیدائش ۲ : ۱۷ ؛ ۳ : ۴ - ۱۳ ، ۱۸ ، ۱۹ ؛ ۱۳ : ۱۳ -

گنتی ۳۲ : ۲۳

زبُور ۱۵ : ۵

امثال ۱۴ : ۹

یسعیاہ ۱ : ۵ ، ۶ ؛ ۱۴ : ۱۲ - ۱۴ -

مرقس ۷ : ۲۰ - ۲۳

فعلی یا ارتکابی گُناہ

گلتیوں ۵ : ۱۷ - ۲۱

رُجحانی یا رغبتی گُناہ

متی ۵ : ۲۱ ، ۲۲ ، ۲۸ ؛ ۲۳ : ۲۸

زبُور ۶۶ : ۱۸ -

لوقا ۱۸ : ۱۱ - ۱۴

یعقوب ۲ : ۸ ، ۹

یُوحنّا ۱۶ : ۸ ، ۹

یعقوب ۴ : ۱۷

گناہ کی حالت میں ہونے کے گناہ

رومیوں ۷ : ۸ ؛ ۸ : ۲۲

۱ - کرنتھیوں ۱۵ : ۲۱ ، ۲۲

گلتیوں ۳ : ۲۲

۱ - یوحنّا ۱ : ۵ ؛ ۸ ؛ ۳ : ۴ ، ۸ ؛ ۵ : ۱۷ ، ۱۹

*

<u>گناہ ہمہ گیر ہے</u> - طبعی طور پر ہم گناہ کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں - گناہ ایک طبعی میلان ہے جس کی جانب ہر انسان راغب ہوتا ہے - گناہ ایک قسم کی بیماری ہے جو طبیعت میں متعدی اثرات رکھتی ہے - اِن اثرات سے پاک وصاف ہونا از حد ضروری ہے (مقابلہ کریں یوحنا ۱۳ : ۱۰) - گناہ انسان پر ایک بوجھ ہے جسے اُتارنا اور دفن کر دینا چاہیئے - صرف مسیح بے گناہ تھا -

رُومیوں ۳ : ۹ ، ۲۳ ؛ ۵ : ۱۲ ؛ ۷ : ۲۴ ، ۲۵ -
اعمال ۱۷ : ۲۶ -
افسیوں ۲ : ۱ - ۳ -
عبرانیوں ۴ : ۱۵ -
۱ - یوحنا ۳ : ۵ -
۱ - پطرس ۲ : ۲۲
پیدائش ۳ : ۸ - ۱۰ ، ۲۳ ، ۲۴ ، ۶ : ۷ -
یسعیاہ ۴۸ : ۲۲ -
یشوع ۷ : ۱۰ - ۱۲ ، ۲۵ ، ۲۶ -

<u>آدم کے وقت سے خُدا نے گناہ کا علاج مہیا کر دیا تھا</u> - قربانی گزراننے والا اگر سچی توبہ کرتا اور قربانی کے اثرات پر ایمان رکھتا تھا تو قربان ہونے والے جانور کا خون اس کے لئے کفارہ بن جاتا تھا - لیکن وقت کے پُورا ہونے پر خُدا خود ابنِ آدم یعنی خدا کے برّے کی صورت میں اِس دنیا میں آیا اور تمام دنیا کے گناہ کے بدلے اپنی مرضی سے ایک ہی بار قربان ہوا - تب سے اُس کے خُون پر جو ہمارے لئے بہایا گیا ایمان لانا ہی گناہ کی مزدوری یعنی مَوت اور خُدا سے ہمیشہ کی جدائی سے بچنے کا واحد علاج ہے -

حزقی ایل ۱۸ : ۴ ، ۲۰ -
یسعیاہ ۱ : ۱۳ - ۱۸ -
اعمال ۴ : ۱۲ ؛ ۱۳ : ۳۸ -
یُوحنا ۱ : ۲۹
عبرانیوں ۹ : ۲۶ - ۲۸
۱ - یوحنا ۱ : ۷ -
رومیوں ۵ : ۱۹ ؛ ۶ : ۱۱ ، ۱۲ ، ۲۳ -
۲ - کرنتھیوں ۵ : ۱۴ ، ۲۱ -
متی ۱۱ : ۲۸ -

۲ - توبہ

حقیقی توبہ یہ ہے کہ انسان گناہ سے خدا کی طرف پھرے اور گناہ کے سبب سے دلی رنج محسوس کرے اور دل کی تبدیلی واقع ہو جائے - اصل میں توبہ ایک ذہنی اور عملی کیفیت ہے - یونانی زبان میں جو لفظ توبہ کے لئے استعمال ہوا ہے اس کا لغوی ترجمہ "دل کے خیالات یا اندازِ فکر کا بدلنا" ہے - کسی غلطی یا گناہ کے لئے صرف پشیمان ہو جانا یا اعتراف کر لینا ہی سچی توبہ نہیں -

متی ۲۱ : ۲۸ - ۳۱ ؛ ۲۷ : ۳ - ۵ -
لوقا ۱۵ : ۱۷ ، ۱۸ ، ۲۰ -
۲ - سموئیل ۱۲ : ۱۳ - ۱۸ -
زبور ۵۱ : ۱۰ -
اعمال ۸ : ۲۱ ، ۲۲ -
۲ - کرنتھیوں ۷ : ۹ ، ۱۰ -
لُوقا ۱۵ : ۷ -

<u>نئی پیدائش سے پہلے توبہ ضروری ہے</u> - اس کی منادی دُنیا بھر میں ہونی چاہیئے - توبہ وہ چابی ہے جو اس دروازے کو کھولتی ہے جس میں انسان ایمان کے ذریعے گزر کر ہمیشہ کی زندگی میں داخل ہوتا ہے - توبہ کے بغیر نجات بخش ایمان ناممکن ہے -

متی ۳ : ۲ ، ۸ ؛ ۴ : ۱۷ ؛ ۹ : ۱۳ -
لوقا ۲۴ : ۴۷ ، ۴۸ -
اعمال ۲ : ۳۸ ؛ ۱۷ : ۳۰ ؛ ۲۰ : ۲۰ ؛ ۲۱ ؛ ۲۶ : ۱۹ ، ۲۰ -

<u>توبہ سے اِنکار، انسان کو اندھا کر دیتا ہے</u> اور بالآخر اُس کے ضمیر کو بے حِس بنا دیتا ہے -

متی ۱۱ : ۱۵ ، ۲۰ ، ۲۲ -
یسعیاہ ۱ : ۱۳ - ۱۵ -
لوقا ۱۳ : ۳ -
۱ - یُوحنا ۱ : ۶ ، ۸ ، ۱۰ -
عبرانیوں ۶ : ۶ -

جو انسان توبہ نہیں کرتا اُسے خُدا بار بار آگاہ کرتا ہے۔ لیکن گنہگار کو قبول کرنے کے لئے اُس کے ہاتھ ہمیشہ پھیلے رہتے ہیں۔

حزقی ایل ۱۸ : ۳۱، ۳۲۔	رومیوں ۱۰ : ۲۱۔
مکاشفہ ۲ : ۵، ۱۶، ۲۱؛ ۳ : ۳، ۱۹۔	لوقا ۱۵ : ۲۰؛ ۱۵ : ۷۔
۲۔ کرنتھیوں ۵ : ۲۰؛ ۶ : ۲۔	

نوٹ :۔ گُناہ کا علانیہ اقرار۔

کیا گناہ کا علانیہ اقرار ایک مسیحی کے لئے ضروری ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جو رُوحانی بیداری کے دوران اکثر اُٹھتا رہتا ہے۔ جب کبھی کِسی انسان کو رُوح القُدس مجرم ٹھہراتا ہے تو وہ اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مگر محتاط رہنا چاہیئے کہ کوئی رُوح القُدس کی تحریک کے رُخ کو بدلنے کی کوشش نہ کرے۔ فنی صاحب اِس بات کی ترجمانی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "جہاں کہیں بیداری واقع ہوئی ہے وہاں خُداوند کے حضور اپنی مرضی سے، اپنے پوشیدہ گناہوں کا کھُلم کھُلا اقرار ضرور ہوا ہے۔ اصل میں یہ وہ دروازہ ہے جو کھُل جائے تو برکتوں کا سیلاب اُمنڈ آتا ہے۔"

لیکن دوسری طرف افسیوں ۵ : ۱۲ کی روشنی میں یہ صاف ظاہر ہے کہ کچھ ایسے گناہ بھی ہیں، خاص کر جنسی گناہ، جن کا ذکر کرنا بھی شرم کی بات ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بعض سننے والے ٹھوکر کھا جائیں۔ ایسے اقرار کو روکنے کے لئے بڑی حکمت کی ضرورت ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ علانیہ توبہ کرنا ہمیشہ ضروری نہیں ہوتا۔ انسان تنہائی میں بھی خدا کے حضور اقرار کر سکتا ہے۔

گُناہ کے اِقرار کے بارے میں خُدا کا کلام کیا سکھاتا ہے؟

ا۔ گناہ کا اقرار خُدا کے حضور کرنا چاہیئے۔ گناہ کا اقرار خواہ آدمیوں کے سامنے کیا جائے یا تنہائی میں، خدا کے حضور کیا جائے۔ ہر دو صورت میں مرکزی بات یہ ہے کہ اقرار خدا سے کرنا ہے، کیونکہ تسلیم یہ کیا جاتا ہے کہ گناہ خدا کے خلاف کیا گیا ہے۔

"مَیں خُدا کے حضور اپنی خطاؤں کا اقرار کروں گا" (زبُور ۳۲ : ۵)۔

"مَیں نے فقط تیرا ہی گناہ کیا ہے" (زبُور ۵۱ : ۴)۔

ہم خُداوند کے حضور گناہ کا اقرار کر کے تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح کا خون ہی ہمیں تمام گناہوں سے پاک کرتا ہے (۱۔ یُوحنّا ۱ : ۷)۔

گناہ کا اقرار خستہ اور شکستہ دِل سے ہوتا ہے (زبُور ۵۱ : ۱۷)۔

ب۔ گناہ کا اِقرار ضروری ہے۔ خُدا نے معاف کرنے کا جو وعدہ کیا ہے اُس کا انحصار اقرار اور توبہ پر ہے (۱۔ یوحنّا ۱ : ۹)۔

پوشیدہ گناہ جن کا اقرار نہ کیا جائے اُس سے بیداری رُک جاتی ہے۔ یشوؔع عکنؔ سے منّت کرتا ہے کہ اپنے پوشیدہ گناہوں کا اظہار کرے (یشوع ۷ : ۱۹)۔

جب تک گناہ کا اقرار نہ کیا گیا، شکست لازمی امر تھی اور یہی اصول خُداوند کی کلیسیا کے لئے بھی ابد تک ہے۔

نہایت ضروری ہے کہ گناہوں کے اقرار کے ساتھ ساتھ گناہوں کو "ترک" بھی کیا جائے (امثال ۲۸ : ۱۳)۔

ج۔ جِس پر زیادتی ہُوئی ہو اُس کے سامنے اِقرار۔ خُدا نے بنی اسرائیل کو مندرجہ ذیل ہدایات دیں:۔

"اگر کوئی مرد یا عورت خداوند کی حکم عدولی کر کے کوئی ایسا گناہ کرے جو آدمی کرتے ہیں اور قصوروار ہو جائے، تو جو گناہ اُس نے کیا ہے وہ اُس کا اقرار کرے اور اپنی تقصیر کے معاوضہ میں پُورا دام اور اُس میں اُس کا پانچواں حصّہ اور ملا کر اُس شخص کو دے جِس کا اُس نے قصور کیا ہے" (گنتی ۵ : ۶، ۷)۔

یعقوبؔ کہتا ہے "تم آپس میں ایک دوسرے سے اپنے گناہوں کا اِقرار کرو" (یعقوب ۵ : ۱۶)۔

مسیح اِس بات پر زور دیتا ہے کہ اُس کے پاس آنے سے پہلے توبہ اور بعض حالات میں تلافی ضروری ہے۔

"اگر تُو قربان گاہ پر اپنی نذر گزرانتا ہو اور وہاں تجھے یاد آئے کہ میرے بھائی کو مجھ سے کچھ شکایت ہے، تو وہیں قربان گاہ کے آگے اپنی نذر چھوڑ دے اور جا کر پہلے اپنے بھائی سے ملاپ کر تب اپنی نذر گزران" (متی ۵ : ۲۳-۲۴)۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ اُن حالات کے بارے میں ہے جہاں مظلوم کو معلوم ہو کہ اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر اگر اُسے آپ کے متعلق کوئی شک نہ ہو تو آپ کا یہ اظہار اُسے خواہ مخواہ رنج پہنچائے گا کہ آپ اُس کے بارے میں بُرا خیال رکھتے تھے۔

ایسے معاملات کے حل کے لئے ایک تجربہ کار مسیحی سے بات چیت کرنا مددگار ثابت ہوگا۔ لیکن یاد رہے کہ اگرچہ کسی کے سامنے گناہ کا اقرار دل کو تسلی دے تو بھی یہ ضروری نہیں کہ یہ خالص توبہ ہو۔ ہو سکتا ہے کہ یہ اس معمول سے زیادہ نہ ہو، جو اعتراف کی صورت میں رومن کیتھولک پریسٹ کے سامنے کیا جاتا ہے۔

۵۔ کلیسیا کے سامنے اقرار۔ یہ اقرار کلیسیا کے سامنے خدا کے حضور کیا جانا چاہیئے۔ علانیہ گناہوں کا اقرار اُس صورت میں مناسب ہے جبکہ اقرار کنندہ کا گناہ مشہور ہو چکا ہو اور دوسروں کے لئے ٹھوکر کا باعث ہو۔

عوام کی موجودگی میں یشوعؔ عکنؔ سے منت کرتا ہے اور کہتا ہے: "اے میرے فرزند مَیں تیری منت کرتا ہُوں کہ خداوند اسرائیل کے خُدا کی تمجید کر اور اُس کے آگے اقرار کر اب تو مجھے بتا دے کہ تُو نے کیا کیا ہے اور مجھ سے مت چھپا" (یشوع ۷: ۱۹)۔

۶۔ بُری نیت سے اقرار۔ اقرار بے سُود ہے اگر اقرار کنندہ یہ خیال کرے کہ:-

(۱) علانیہ اقرار کرنے سے گناہ خود بخود رفع ہو جاتا ہے اور جو کچھ مسیح نے صلیب پر ہمارے لئے کیا ہے اُسکی بجائے اس کھلم کھلا اقرار پر ہی بھروسہ کر بیٹھے۔

(۲) اقرار سے دوسرے مسیحی میری تعریف کریں گے۔

(۳) دُوسرے مسیحیوں کے نمونے پر عمل کرنے کیلئے اسے بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے۔

(۴) وہ اقرار کرنے سے مشہور ہو جائے گا۔

(۵) اگر وہ علانیہ اقرار نہ کریگا تو وہ دوسروں کی رفاقت سے محروم ہو جائیگا۔

ہمیں محتاط رہنا چاہیئے کہ دوسروں کے اقرار میں ہم بُری نیت سے دلچسپی نہ لیں اور دوسروں کو نیک و بد ٹھہرانے کیلئے صرف یہی کسوٹی نہ برتیں کہ آیا انہوں نے کھلم کھلا اقرار کیا ہے کہ نہیں۔

۳۔ ایمان

خُدا پر پُورے دل سے اعتماد رکھنا کہ وہ اپنے کلام میں دیئے ہُوئے وعدوں کو پُورا کرنے والا ہے اور کہ یسوعؔ مسیح ہمارا نجات دہندہ اور خُداوند ہے، ایمان کہلاتا ہے۔

ایمان ایسی شے ہے جو اندیکھی چیز کو حقیقت بنا دیتی ہے (عبرانیوں ۱۱: ۱)۔

پُرانے عہدنامے میں ایمان کے ذریعے نجات کئی مثالوں سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور ساتھ ہی خدا کے بار بار وعدوں اور عہد و پیمان میں حقیقی ایمان پایا جاتا تھا۔

پیدائش ۶: ۲۲؛ ۱۲: ۵؛ ۱۳: ۱۴-
۱۸۔ مقابلہ کیجئے عبرانیوں ۱۱: ۷-
۱۰۔
پیدائش ۱۵: ۶ مقابلہ کیجئے رومیوں
۴: ۲-۵؛ عبرانیوں ۱۱: ۱۱، ۱۲۔
پیدائش ۲۲: ۱-۱۹ مقابلہ کیجئے عبرانیوں
۱۱: ۱۷-۱۹
پیدائش ۵۰: ۲۴؛ ۲۵؛ مقابلہ کیجئے
عبرانیوں ۱۱: ۲۲۔
خرُوج ۹: ۲۰، ۲۱۔
خروج ۱۲: ۲۱-۲۵۔ مقابلہ کیجئے
عبرانیوں ۱۱: ۲۸۔
یشوع ۶: ۲۰ مقابلہ کیجئے عبرانیوں
۱۱: ۳۰
رُوت ۲: ۱۲۔
زبُور ۵۶: ۳۔

نئے عہدنامے میں مسیح نے پُرانے عہدنامے کے وعدوں کو پُورا کرنے کا دعویٰ کیا ہے لہٰذا آئندہ مسیح پر ہی ایمان رکھنا ہوگا۔

متی ۱۶: ۸۔
مرقس ۶: ۵-۶؛ ۹: ۲۳؛ ۱۰:
۵۲۔
لوقا ۷: ۵۰؛ ۸: ۵۰؛ ۱۷: ۵،
۶؛ ۲۲: ۳۲۔
یُوحنّا ۱: ۱۲؛ ۳: ۱۵، ۱۶، ۳۶؛
۶: ۳۵-۳۶۔
یُوحنّا ۷: ۳۸؛ ۸: ۲۴؛
۱۱: ۲۵-۲۶؛ ۱۲:
۴۶۔

Scanned with CamScanner

رسُول دُنیا میں صرف ایک پیغام لے کر گئے تھے "خُداوند یسوع مسیح پر ایمان لاؤ۔"

اعمال ۳: ۱۶؛ ۴: ۱۲؛ ۸: ۵، ۳۵؛ ۱۰: ۴۳۔
رومیوں ۳: ۲۱-۲۲؛ ۵: ۱-۲؛ ۱۰: ۴، ۹۔
۱-کرنتھیوں ۱: ۲۳؛ ۲: ۲۔
۲-کرنتھیوں ۴: ۵۔
گلتیوں ۲: ۱۵-۱۶، ۲۰؛ ۳: ۲۲۔
۲-تھسلنیکیوں ۱: ۳
۱-پطرس ۱: ۸، ۲۱؛ ۲: ۷۔

ہم ایمان کے وسیلے سے بچتے ہیں لیکن اس ایمان کے پھل ہماری زندگی کے کاموں سے ظاہر ہوں گے۔ ایمان پر کوئی فخر نہ کرے کیونکہ یہ تو صرف اُس نجات کو حاصل کرنے کا وسیلہ ہے جو خُدا بخشش کے طَور پر دیتا ہے۔

رومیوں ۴: ۱-۵؛ ۱۰: ۹-۱۰۔
یعقوب ۲: ۱۴، ۱۶، ۲۴۔
طِطُس ۳: ۴-۸۔
گلتیوں ۲: ۲۱۔
افسیوں ۲: ۸-۱۰؛ ۶: ۱۶۔
۱-تیمتھیس ۶: ۱۲؛ ۱-یُوحنّا ۵: ۴۔

"گواہوں کا بادل" وہ لوگ جو ایمان ہی کے وسیلے سے زندہ رہے اور ایمان کی حالت میں مرے۔

عبرانیوں ۱۲: ۱-۲ مقابلہ کیجئے عبرانیوں ۱۱ باب

۴۔ کفّارہ

پُرانے عہدنامے میں کفّارے کا جو ترجمہ کیا گیا ہے وہ عبرانی لفظ "کفر" سے کیا گیا ہے، جس کے معانی ہیں "ڈھانپنا"۔ قُربانی کے خُون سے گناہ ڈھانپے جاتے ہیں اور گنہگار اور خُدا میں ملاپ ہو جاتا ہے۔ لیکن اَب علمِ الٰہی میں مسیح کے خُون کے وسیلے سے نجات کے تمام موضوع کو کفّارے میں شامل کر لیا گیا ہے۔ صرف ایک مرتبہ نئے

عہدنامے میں یعنی رومیوں ۵: ۱۱ میں لفظ کفارہ آتا ہے۔ اُردو میں اس کا ترجمہ "میل" کیا گیا ہے۔ (مزید دیکھئے سبق نمبر ۵ اور مخلصی سبق نمبر ۶)۔

پُرانے عہدنامے میں صلیب کی پیش بینی میں خُدا گناہوں کو ڈھانپ دیتا تھا۔ وہ شخص جو حقیقی طور پر تائب ہوتا اور بے عیب جانور کی قربانی گذرانتا۔ اُسے یقین ہوتا تھا کہ اگر وہ خُون کی قربانی پیش کریگا تو خُدا اُسے گناہ سے پاک وصاف کرنے کے وَعدے کو پُورا کرے گا۔

خرُوج ۳۰: ۱۰
عبرانیوں ۱۰: ۴
احبار ۱: ۳-۴؛ ۴: ۲۷-۳۱
احبار ۱۶: ۱۱-۱۷، ۳۰؛ ۱۷: ۱۱؛ ۲۳: ۲۷

جانوروں کی قربانیاں مسیح کی قربانی کا عکس تھیں۔

عبرانیوں ۱۰: ۱۔
یُوحنا ۱: ۲۹
۱-یُوحنّا ۲: ۲۔
عبرانیوں ۹: ۱۳-۱۵، ۲۲، ۲۶؛ ۱۰: ۱۰، ۱۴۔
رومیوں ۳: ۲۵۔
رومیوں ۸: ۳۔
۱-کرنتھیوں ۵: ۷۔

اور اب فضل کے تحت اپنے گناہوں سے توبہ کرنے اور مسیح کے خُون پر ایمان لانے سے جو ہمارے لئے بہایا گیا، خُدا سے ہمارا ملاپ ہو گیا ہے۔ کفّارہ دیا جا چکا ہے۔ اُس کا خُون دنیا کی مخلصی کی قیمت تھی۔ دنیا کی تواریخ میں مسیح کی مَوت ایک عظیم واقعہ ہے۔

مرقس ۱۰: ۴۵۔
یوحنا ۱۰: ۱۱۔
رومیوں ۳: ۲۱-۲۵؛ ۵: ۱۰، ۱۱۔
۲-کرنتھیوں ۵: ۲۱۔
افسیوں ۱: ۷۔
۱-پطرس ۱: ۱۸-۱۹۔
۱-یُوحنّا ۴: ۱۰۔

نوٹ :- اصطلاحات جو کفّارے کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہو سکتی ہیں۔

۱- مسیح اپنی موت میں بنی نوع انسان کا نمائندہ تھا۔ دیکھئے عبرانیوں ۲ : ۱۴-۱۷، اور رومیوں ۵ : ۱۹- اُس نے اِنسانی صورت اختیار کی تاکہ کامل انسان بن کر بنی نوع اِنسان کے لئے اپنی جان دے دے۔

۲- مسیح نے اپنی موت کے وسیلے سے اِنسان کا کفارہ دیا۔ مسیح کی موت ہمیں خُدا کے سامنے منظور و مقبول بناتی ہے۔ انسان کی اپنی کوشش سے یہ ناممکن ہے (۱- یوحنا ۴ : ۱۰)۔

۳- مسیح اپنی موت میں انسان کا عوضی بنا۔ چُونکہ مسیح نے گنہگاروں کی خاطر جان دی لہٰذا اُس کی موت ایک عوضی موت تھی (یسعیاہ ۵۳ : ۵-۶ ؛ ۱- پطرس ۲ : ۲۴)۔

۵- قربانی

قربانی کا حقیقی مطلب ایک بے عیب جانور کو کسی اِنسان کے گناہوں کی خاطر قربان کرنا ہے۔ جب قربانی کے ساتھ حقیقی توبہ اور ایمان بھی ہوتا تھا تو خُدا بہائے ہُوئے خُون پر نگاہ کرکے صلیب کی پیش بینی میں گنہگار کے گناہوں کا کفارہ منظور کر لیتا تھا۔

قربانی جسے خُدا نے پُرانے عہدنامے میں مقرر کیا مسیح کی موت کا جو کہ اصلی قربانی ہے عکس تھی۔ لیکن قائن کی ناجائز قربانی جسے خدا نے رد کر دیا تھا، وُہ قریباً عالمگیر گمراہ کُن قربانیوں کا پیش خیمہ تھی، جن میں بت پرستی اور بداخلاقی موجود ہوتی ہے۔

پیدائش ۴ : ۳-۵ ؛ ۸ : ۲۰ ؛ ۲۲ :
۸، ۱۳ ؛ ۳۱ : ۵۴ ؛ ۴۶ :
۱-
خروج ۱۸ : ۱۲ ؛ ۱۲ : ۳-۱۳-
احبار ۱ : ۲-۴ ؛ ۱۶ باب

استثنا ۳۲ : ۱۶-۱۷
۱- سموئیل ۱۵ : ۲۲-
امثال ۱۷ : ۱-
عبرانیوں ۱۱ : ۴ ؛ ۱۰ : ۱
۱- کرنتھیوں ۱۰ : ۲۰-

شریعت کے ماتحت کفارے کے لئے دو چیزیں ضروری تھیں۔

۱- ایمان- جو خُون کی قربانی پر رکھا جاتا تھا عبرانیوں ۱۱ : ۲۸-

۲- توبہ- یسعیاہ ۱ : ۱۳، ۱۶، ۱۸ ؛ گنتی ۵ : ۷-

نوٹ :- قربانی گذراننے کی رسم میں نہانا دھونا خاص اہمیت رکھتا تھا۔ یہ اِس چیز کی علامت تھی کہ گناہ کی گندگی سے صاف و پاک ہونا ضروری ہے۔ یہ بات بپتسمہ کا پیش خیمہ ہے (احبار ۱۴ : ۸-۹ ؛ گنتی ۱۹ : ۱۳ ؛ ۸ : ۷)۔

نئے عہدنامے کا دور یُوحنا بپتسمہ دینے والے کے فاتحانہ نعرے "دیکھو! خُدا کا برّہ" اور بائبل مُقدس کا اختتام مکاشفہ کی کتاب میں اُس برّے کے جلال سے "جو بنائے عالم کے وقت سے ذبح ہُوا ہے" ہوتا ہے۔

یوحنا ۱ : ۳۶ ؛ ۳ : ۱۶-
۱- کرنتھیوں ۵ : ۷-

عبرانیوں ۹ : ۱۳-۱۴-
مکاشفہ ۱۳ : ۸-

مسیح کی قربانی دُنیا کے گناہ کے لئے مکمل تھی۔ گناہ کی مُعافی کے لئے نہ اور کوئی وسیلہ ہے اور نہ اور کوئی خوشخبری۔ ہیکل کا پردہ تار تار ہوگیا۔ یہی وجہ ہے کہ شروع سے حقیقی مسیحیوں نے جانوروں اور خوشبوؤں کی قربانی جاری رکھنے کو مناسب نہ سمجھا اور روحانی قربانیوں مثلاً دُعا، حمد و ثنا، شکرگزاری اور شکستہ و تائب دِل جن کی مسیح کو قدر ہے، پسندیدہ سمجھا۔ اب چُونکہ گناہ کی قربانی باقی نہیں رہی لہٰذا کاہن کی ضرورت بھی نہیں رہی۔

یُوحنا ۱۷ : ۴ ؛ ۱۹ : ۳۰-
گلتیوں ۳ : ۱۳-
۱- پطرس ۲ : ۲۴ ؛ ۱ : ۱۸-۱۹-
یُوحنا ۱۰ : ۱۸-
افسیوں ۱ : ۷-
۱- کرنتھیوں ۶ : ۲۰-

رُومیوں ۳ : ۲۵-
۲- کرنتھیوں ۵ : ۱۹-
گلتیوں ۱ : ۲۱-۲۲-
یُوحنا ۱۲ : ۳۲-۳۳
رُومیوں ۵ : ۹-
عبرانیوں ۹ : ۱۲ ؛ ۱۰ : ۱۰-۱۸-

فضل کے ماتحت کفارے کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں۔

۱- ایمان، جو مسیح یسوع کے خون پر رکھا جاتا ہے رومیوں ۳ : ۲۴-۲۵ ؛ عبرانیوں ۱۰ : ۱۲-

۲- توبہ- اعمال ۲۰ : ۲۱ ؛ متی ۵ : ۲۳ ؛ ۲۴-

نوٹ :- مسیحی بپتسمہ دل کی پاکیزگی کا ایک ظاہری نشان ہے۔
(پُرانے عہدنامے کی طہارت کے بارے میں مندرجہ بالا نوٹ ملاحظہ فرمایئے)۔
(۱- پطرس ۳ : ۲۰ - ۲۱ اور سبق نمبر ۴ بپتسمہ)۔

۶- مخلصی

سادہ الفاظ میں مخلصی کے معنے دُو طرح سے بیان کئے جا سکتے ہیں۔

(ا)- کسی قیدی کو پُورا پُورا فدیہ دے کر رہا کرا لینا۔

(ب) کسی چیز کو جو بِک چکی ہو پھر پُورے داموں پر خرید لینا۔

جب رُوحانی معنوں میں مخلصی کا لفظ استعمال ہوگا تو اِس کا مطلب یہ ہوگا کہ کسی گنہگار کو شیطان، گناہ اور موت کی غلامی سے مسیح کے قیمتی خُون کے وسیلہ سے خرید لینا۔ وہ مخلصی دینے والا بھی ہے اور فدیہ بھی ہے۔

پُرانے عہدنامے میں چھڑانے والے رشتہ دار کی خوبصورت مثال ہمارے مخلصی دینے والے مسیح پر خوب صادق آتی ہے۔ دو شرائط تھیں۔ وہ رِشتہ دار ہو اور پُوری قیمت ادا کرنے کی توفیق رکھتا ہو۔

احبار ۲۵ : ۲۵ ، ۲۷ ؛ ۲۵ : ۴۸ - ۴۹-
رُوت ۳ : ۱۲ - ۱۳ ؛ ۴ : ۴ - ۶-
ایُوب ۱۹ : ۲۵-
زبُور ۱۹ : ۱۴-
یسعیاہ ۵۹ : ۲۰-

نئے عہدنامہ کی مخلصی، پُرانے عہدنامہ کی تمام مثالوں کی تکمیل ہے۔ مندرجہ ذیل تین یونانی الفاظ مخلصی اور فدیہ کے لئے اِستعمال ہوئے ہیں لیکن اُردو ترجمہ میں کئی مرتبہ چھڑانا، آزاد کرنا بھی استعمال ہُوا ہے۔

(ا) اگورازو[1] غلاموں کی منڈی میں خریدنا۔

(ب) "ایکس اگورازو[2]- غلاموں کی منڈی میں سے خریدنا۔

(ج) "لتڑو[3]"۔ فدیہ دے کر موت یا غلامی سے چھڑا لینا۔

مرقس ۱۰ : ۴۵-
لوقا ۱ : ۶۸-
رومیوں ۳ : ۱۰ ، ۱۹ ، ۲۴ ؛ ۷ : ۱۴ ؛ ۸ : ۲-
۱- کرنتھیوں ۱ : ۳۰-
افسیوں ۱ : ۷ ، ۱۴-
گلتیوں ۳ : ۱۰ ؛ ۴ : ۴ ، ۵-
۱- تیمتھیس ۲ : ۶-
ططُس ۲ : ۱۴

قیمت خرید سونا اور چاندی نہیں بلکہ مخلصی دینے والے کا خُون ہے جو کلوری پر بہایا گیا ہے۔ اِس سے ہم نے جرُم، سزا اور گناہ کی عملداری سے رہائی پائی ہے۔

یُوحنّا ۱ : ۲۹-
متی ۲۰ : ۲۸-
زبُور ۴۹ : ۱۵-
۲- کرنتھیوں ۵ : ۲۱
گلتیوں ۳ : ۱۳-
۱- پطرس ۱ : ۱۸ ، ۱۹-
مکاشفہ ۵ : ۹-

تین شرائط کو پُورا کرنا ضروری ہے۔

ا- گناہ کے غلام کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مخلصی دینے والے پر پُورا بھروسہ رکھے۔

ب- وہ بھروسہ رکھے کہ اُس کے گناہوں کے لئے جو قیمت ادا کی گئی ہے وہ کافی ہے اور اُسے رہا کرا سکتی ہے۔

ج- جب مالک بُلائے تو اُٹھ کھڑا ہو اور اپنی غلامی کے جُوئے کو اُتار پھینکے۔ جب غلام رہا ہو جائے تو پھر کبھی بِکنے کے لئے پیش نہیں کیا جاتا۔

---

[1] Agorazo [2] Exagorazo [3] Lutroo

یوحنا ۳ : ۱۸-۱۹؛ ۸ : ۳۲
زبور ۳۱ : ۵-
یسعیاہ ۴۳ : ۱-
رومیوں ۶ : ۲۰-۲۳ (مقابلہ کیجئے

اعمال ۸ : ۱۳، ۲۱ - ۲۳)-
رومیوں ۸ : ۲-
گلتیوں ۴ : ۳۱؛ ۵ : ۱۳-
عبرانیوں ۲ : ۱۴، ۱۵

۷-راستباز ٹھہرنا

راستباز ٹھہرنے کا کیا مطلب ہے؟ راستبازی کا لفظ جب عدالت میں کسی انسان کے متعلق استعمال ہوتا ہے، تو اِس کا مطلب ہے قانونی طور پر بے قصور ثابت کیا جانا (دیکھئے یسعیاہ ۵ : ۲۳ اور امثال ۱۷ : ۱۵)- اِسی طرح خدا کی نظر میں ایماندار راستباز ٹھہرایا جاتا ہے- یہ اُسی خدا کی جانب سے ایک بخشش ہے جس کے خلاف ہم نے گناہ کیا ہے- مُنصف خُود پکار اُٹھتا ہے کہ راستباز ایماندار عدالت میں صرف یہ سننے آیا ہے کہ اُس کے خلاف کوئی جُرم نہیں-

یسعیاہ ۵۰ : ۸-
یُوحنّا ۵ : ۲۴-
رومیوں ۵ : ۱؛ ۳ : ۱۹-۲۰، ۲۵،
۲۶؛ ۴ : ۵، ۸؛

رومیوں ۸ : ۳۱ - ۳۴-
۱-کرنتھیوں ۱ : ۳۰ -
۲-کرنتھیوں ۵ : ۲۱ -

ہم راستباز ٹھہرائے گئے ہیں کیونکہ مسیح نے صلیب پر ہمارے گناہ اُٹھا لئے ہیں- خدا بحیثیت مُنصف کہتا ہے کہ جو مسیح کو نجات دہندہ مانتے ہیں وہ راستباز ہیں-

رومیوں ۵ : ۹؛ ۸ : ۱-

راستباز ٹھہرنا سراسر فضل کا کام ہے- یہ ہمارے نیک اعمال پر ہرگز مبنی نہیں ہے- "مگر راستبازی کے کاموں کے سبب سے نہیں جو ہم نے خود کئے ہیں"

نیک کام، منت وسماجت، جسمانی ریاضت اور اپنا تمام مال ومتاع دے دینا بے سُود ہے-

رومیوں ۳ : ۲۴، ۲۸-۳۰ ؛ ۵
۵ : ۱۶-۱۸-

گلتیوں ۲ : ۱۶؛ ۳ : ۸، ۱۱، ۲۴؛ ۵ : ۴-
لُوقا ۱۸ : ۱۴

پہلے ہمیں منصف کے سامنے، جو سراپا عدل وانصاف ہے، جاکر اپنے جُرم کا اقرار کرنا ہے- تب ہم ایمان سے راستباز ٹھہریں گے- اِس کے بعد زندگی ایمان واقرار کے مطابق بسر کرنی چاہیئے-

افسیوں ۲ : ۸-۱۰-
طِطُس ۳ : ۴، ۵، ۷

یعقوب ۲ : ۲۱-۲۴
۱-یُوحنّا ۱ : ۹-

۸-خوشخبری

مسیح نے یہ خوشخبری اپنے پیراؤں کے سپُرد کی کہ وہ تمام دنیا میں مشتہر کریں کہ نجات سب کو حاصل ہو سکتی ہے- یہ خوشخبری نجات کی پیش کش کرتی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتاتی ہے کہ نجات کیسے حاصل ہوتی ہے-

ایک نجات دہندہ کا وعدہ جو دنیا کو مخلصی بخشنے والا ہے، پُرانے عہدنامے کی تمام کتابوں میں پایا جاتا ہے-

پیدائش ۳ : ۱۵؛ ۱۲ : ۱-۳-
یسعیاہ ۴۱ : ۲۷؛ ۵۲ : ۷-

یسعیاہ باب ۵۳- مقابلہ کیجئے-
گلتیوں ۳ : ۸-

جب مسیح دنیا میں آیا تو اِن وعدوں کو پُورا کرنے کا دعویٰ کیا-

یسعیاہ ۶۱ : ۱-۲-
لوقا ۴ : ۱۶-۲۱؛ ۲۰ : ۱-
متی ۳ : ۱-۲؛ ۴ : ۲۳-

مرقس ۱ : ۱۵، ۸ : ۳۵؛ ۱۰ :
۲۹-۳۰-
لوقا ۲ : ۱۰؛ ۹ : ۶-

خُداوند مسیح کے شاگردوں کو حکم کیا گیا کہ دُنیا کی انتہا تک اُس کے نام کی منادی کریں "تب خاتمہ ہوگا"۔

متی ۲۴ : ۱۴ ۔
مرقس ۱۳ : ۱۰ ؛ ۱۶ : ۱۵ ۔
اعمال ۸ : ۱ ، ۴ ، ۲۵ ؛ ۱۳ : ۱-۴ ؛
۱۴ : ۲۱ ؛ ۱۵ : ۷ ۔

اعمال ۱۶ : ۹ - ۱۰ ۔
رومیوں ۱ : ۱ ، ۱۶ ؛ ۱۵ : ۱۸ - ۲۰ ۔
۱۔کرنتھیوں ۱ : ۱۷ ؛ ۹ : ۱۲ ۔
۲۔کرنتھیوں ۱۰ : ۱۶ ۔

مسیح نے کہا کہ اُس کی موت کے بعد رُوح پاک یعنی مددگار آئے گا اور بے قیاس فضل کی خوشخبری پھیلانے میں اُن کی راہنمائی کریگا۔

یُوحنا ۱۴ : ۱۶ ، ۲۶ ؛ ۱۵ : ۲۶ - ۲۷ ؛
۱۶ : ۷ ، ۱۳ - ۱۴ ۔
رومیوں ۲ : ۱۶ ؛ ۱۶ : ۲۵ ۔
۱۔کرنتھیوں ۱ : ۱۷ ؛ ۹ : ۱۷ - ۱۸ ۔

افسیوں ۳ : ۱ - ۸ ؛ ۶ : ۱۹ ۔
اعمال ۲۰ : ۲۴ ۔
۱۔تھسلنیکیوں ۱ : ۵ ؛ ۲ : ۲ ۔
مکاشفہ ۱۴ : ۶ ۔

دو تنبیہیں۔ اوّل یہ کہ "اُس خوشخبری کے سوا، کوئی اور خوشخبری ملعون و مردُود ہے۔ دوئم۔ خُدا نے کبھی ضمانت نہیں دی کہ حقیقی خوشخبری کے سننے والے سب کے سب اُسے قبول کر لیں گے بلکہ بعض ردّ بھی کریں گے۔

گلتیوں ۱ : ۶ - ۹ ؛ ۲ : ۱۱ - ۱۴ ۔
کلسیوں ۲ : ۱۶ - ۱۸ ۔
۲۔کرنتھیوں ۱۱ : ۱ - ۴ ، ۱۳ - ۱۵ ،

۲۔کرنتھیوں ۲ : ۱۵ - ۱۶ ؛ ۴ : ۳ -
۴ مقابلہ کیجئے متی
۱۳ : ۱۵ ۔

پولس رسُول کہتا ہے کہ "مجھ پر افسوس ہے اگر خوشخبری نہ سناؤں۔"
۱۔کرنتھیوں ۹ : ۱۶ مقابلہ کیجئے ۱۔کرنتھیوں ۴ : ۱ - ۲ ۔

۹۔ مُعافی

خُداوند کے کلام کی روشنی میں معافی کا بنیادی مطلب یہ ہے کہ جیسے کسی قُلی کا بوجھ اُتارا جاتا ہے اور وہ خود آرام پاتا ہے، ویسے ہی گنہگار اپنے گُناہ کے بوجھ سے الگ کیا جاتا ہے اور وہ چھٹکارا حاصل کرتا ہے۔ سزا نہ دینا، انسانی معافی ہے۔ لیکن حتمی یا کلّی طور پر بری الذمہ کر دینا، الٰہی معافی ہے۔ یونانی زبان میں مُعافی کے لئے جو لفظ "افیمی"[1] اِستعمال ہوا ہے اُس کا مطلب ہے دُور بھیجنا، نکال دینا، بدر کرنا۔ نئے عہدنامے میں یہ لفظ بطور معافی اور چھٹکارے کے استعمال ہوا ہے۔

پُرانے عہدنامے میں جو کوئی حقیقی[2] توبہ کر کے شریعت کے مطابق خُون کی قُربانی گزرانتا تھا، اُسے مُعافی مِل جاتی تھی۔ لیکن "ممکن نہیں کہ بیلوں اور بکروں کا خون گناہوں کو دُور کرے" (عبرانیوں ۱۰ : ۴)۔ پہلی قربانیاں مسیح کی قُربانی کا صرف عکس تھیں جو پُرانے عہد کے زمانے میں اور آج کل بھی تمام معافی کا حقیقی سبب ہے (رومیوں ۳ : ۲۵ - ۲۶)۔

پیدائش ۴ : ۱ - ۵ ۔
احبار ۴ : ۲۰ ، ۲۶ ؛ ۵ : ۱۰ ، ۱۸ ۔
گنتی ۱۵ : ۲۵ - ۲۶ ۔
زبُور ۳۲ : ۵ ؛ ۶۶ : ۱۸ ۔

زبُور ۱۰۳ : ۱۲
یسعیاہ ۳۸ : ۱۷ ؛ ۴۴ : ۲۲ ۔
یرمیاہ ۳۱ : ۳۴ ۔
عبرانیوں ۹ : ۲۲ ۔

مسیح نے کہا۔ "یہ میرا وہ عہد کا خون ہے جو بہتیروں کے لئے گُناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے۔" دُوسری جگہ ہم پڑھتے ہیں "بغیر خُون بہائے معافی نہیں۔"

[1] Aphiemi
[2] توبہ میں اقرار اور تلافی لازمی ہے۔ دیکھئے سبق نمبر ۵ "قربانی"

متّی ۹: ۲، ۵-۶؛ ۲۶: ۲۸۔
افسیوں ۱: ۷۔
عبرانیوں ۹: ۲۲۔

اب فضل کے وسیلے سے مُعافی بالکل مُفت اور غیر مشروط ہے۔ ہمارا کام توبہ کرنا اور مسیح کو بطور نجات دہندہ قبول کرنا ہے۔ لیکن حقیقی توبہ ناممکن ہے جب تک ہم اپنے قصورواروں کو معاف نہ کریں۔

متّی ۶: ۱۲، ۱۴-۱۵؛ ۱۸: ۲۱، ۳۲-۳۳، ۳۵۔
رُومیوں ۳: ۲۴؛ ۴: ۷۔
افسیوں ۴: ۳۲۔
کُلسیوں ۲: ۱۳؛ ۳: ۱۳۔
اعمال ۱۰: ۴۳۔
۱-یُوحنّا ۱: ۷؛ ۲: ۲۔

خُدا اپنی بے انتہا محبّت کے باعث ہمیں قبول کرنے اور قطعی طَور پر مُعاف کرنے کے لئے ہمیشہ انتظار کرتا رہتا ہے۔ لہٰذا یہ ہم پر منحصر ہے کہ مُعافی حاصل کریں یا نہ کریں۔ لیکن "دیکھو یہ نجات کا دن ہے"، شاید پھر وقت ہاتھ نہ آئے۔

لوقا ۱۳: ۲۴-۲۷؛ ۲۳: ۳۴، ۴۲-۴۳۔
اعمال ۱۳: ۳۸۔
۲-کرنتھیوں ۶: ۲۔

۱۰-ابدی زِندگی

ہمیشہ کی زندگی خُدا کی بخشش ہے۔ بقاہر ایک اِنسان کے لئے اٹل ہے۔ یا تو وہ ہمیشہ کی زندگی ہوگی یا ہمیشہ کی موت یعنی خدا سے ہمیشہ کی جدائی۔ نئے سرے سے پیدا ہوکر ہم ہمیشہ کی زندگی میں داخل ہوجاتے ہیں۔ خُدا ابدی خدا ہے۔ وہ ایسا خُدا ہے "جو ہے اور جو تھا اور جو آنے والا ہے"۔ لیکن انسان گرجانے کی وجہ سے اب صرف خدا کی شرطوں پر ہی ابدی زِندگی حاصل کرسکتا ہے۔ مستقبل کے متعلق جو کچھ ہمیں معلوم ہے وہ بائبل میں پایا جاتا ہے۔ اِس معاملہ میں ایک مسیحی کے لئے معلُومات کا اور

کوئی وسیلہ نہیں)۔

خرُوج ۳: ۱۴
مکاشفہ ۲۲: ۱۳؛ ۱: ۸، ۱۸؛ ۲۱: ۶۔
۱-یُوحنّا ۱: ۱-۲۔
یُوحنّا ۵: ۲۶؛ ۱: ۱-۴۔

اَبدی زِندگی نئی پیدائش کے وقت ہر ایک حقیقی ایماندار کو بخشی جاتی ہے۔

طِطُس ۱: ۲۔
یُوحنّا ۳: ۳-۱۶۔
متّی ۱۹: ۲۹؛ ۲۵: ۴۶۔
یُوحنّا ۳: ۳۶؛ ۵: ۲۴؛ ۵: ۴۰
یُوحنّا ۶: ۲۷، ۶۸؛ ۸: ۱۲؛ ۱۰: ۱۰؛ ۱۱: ۲۵؛ ۱۲: ۲۵؛ ۲۰: ۳۱۔
۱-تیمتھیس ۶: ۱۲۔

اَبدی زندگی اُس وقت شروع ہوتی ہے جب ہم میں نئی اِنسانیت پیدا ہوتی ہے اور ہم نئے مخلوق بن جاتے ہیں۔

رومیوں ۶: ۴، ۲۲-۲۳؛ ۸: ۲، ۶، ۱۰۔
۲-کرنتھیوں ۴: ۱۰؛ ۵: ۱۷۔
گلتیوں ۲: ۲۰؛ ۶: ۸۔
افسیوں ۴: ۱۷-۱۸۔
فلپیوں ۲: ۱۶۔
یعقوب ۱: ۱۲۔
۱-یُوحنّا ۳: ۱۴-۱۵؛ ۵: ۱۲، ۱۳۔

کلامِ پاک میں مسیح کو "زندگی کا مالک" کہا گیا ہے۔

اعمال ۳: ۱۵؛ کلسیوں ۳: ۴۔

ایمانداروں کے نام کتابِ حیات میں درج ہیں۔

خرُوج ۳۲: ۳۲
فلپیوں ۴: ۳
مکاشفہ ۳: ۵؛ ۱۳: ۸؛ ۱۷: ۸؛ ۲۰: ۱۲، ۱۵۔

مکاشفہ ۲: ۷ اور پیدائش ۳: ۲۲-۲۴ بھی مُلاحظہ کیجئے۔

١١- نئی پیدائش

نجات کے لئے نئی پیدائش ضروری ہے۔ نئی پیدائش سے دل اور زندگی بدل جاتے ہیں۔ جب انسان حقیقی مسیحی بن جاتا ہے، تو اُسے اِس کا تجربہ ہوتا ہے۔ جیسے بچہ اپنے آپ کو پیدا نہیں کر سکتا، ویسے ہی نفسانی انسان اپنی نئی پیدائش کا موجب نہیں ہو سکتا۔ نئی پیدائش، مسیح کو قبول کرنے والے کے دل اور زندگی میں رُوحِ پاک کی تحریک ہے۔ انسان کی زندگی میں نئی پیدائش ایک اہم واقعہ ہے۔ یہ اس کا دوسرا جنم ہے۔ نیا جنم اِنسان کے باطن میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ جب وہ اپنی زندگی اور گناہ مسیح کے حوالے کر دیتا ہے اور اُسے نجات دہندہ تسلیم کر لیتا ہے تو پھر نئی پیدائش وقوع میں آتی ہے۔

نفسانی آدمی خُدا کی باتوں میں اندھا ہوتا ہے۔ اشد ضروری ہے کہ ہم گناہ سے دُھل جائیں اور بُری فِطرت کو بے بس کر ڈالیں۔

- یُوحنا ٣ : ٣ ؛ ٥، ٦۔
- زبُور ٥١ : ٥۔
- یرمیاہ ١٧ : ٩۔
- مرقس ٧ : ٢١ - ٢٣۔

- ١۔کرنتھیوں ٢ : ١٤۔
- رومیوں ٦ : ٦ ؛ ٨ : ٧ - ٨۔
- افسیوں ٢ : ٣۔

خداوند کو قبول کرنے کا فیصلہ ایمان سے اِرادتاً اور نہایت سوچ بچار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ توبہ اور مسیح کے خُون پر ایمان کے بعد نئی پیدائش معجزانہ طور پر حاصِل ہوتی ہے۔ یہ فرزندیت ہمیں ایک ہی بار ہمیشہ کے لئے قطعی طور پر دی جاتی ہے۔ اگر کوئی ایماندار گر بھی جائے تو بھی خدا کا فرزند رہتا ہے۔ بے شک ضروری ہے کہ گمراہی کے بعد وہ انکساری سے تائب ہو کر خدا کے پاس آئے لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ اُس کی دوسری یا تیسری نئی پیدائش ہے۔

- متی ١٨ : ٣۔
- یُوحنا ١ : ١٢ - ١٣ ؛ ٣ : ١٤ - ١٥ ؛ ٥ : ٢٤۔

- اعمال ٣ : ١٩ ؛ ٤ : ١٠ ؛ ١٦ : ٣٠ - ٣١
- گلتیوں ٣ : ٢٤ - ٢٦۔

نئی پیدائش اپنی جدوجہد یا اپنی اصلاح سے نہیں مِلتی بلکہ رُوح القُدس کے تخلیقی عمل سے جو کلامِ پاک کے سُننے سے ظہور میں آتا ہے۔ انسان کے پاس ایسی طاقت نہیں جس سے وہ یہ تبدیلی پیدا کر سکے اور نہ ہی یہ بپتسمے سے واقع ہوتی ہے۔ (١۔کرنتھیوں ٤ : ١٥)۔

- یُوحنا ٣ : ٥۔
- اعمال ٢ : ٣٧ - ٣٨۔
- رومیوں ٦ : ٢، ٤ - ٥ ؛

- رومیوں ٨ : ١٤ - ١٦۔
- گلتیوں ٣ : ٢۔
- ٢۔کرنتھیوں ٥ : ١٧۔

لازمی ہے کہ نئی پیدائش کے بعد زندگی میں ترقی ہو۔ نیا مخلوق ذاتِ الٰہی میں اور مسیح کی زندگی میں شریک ہو جاتا ہے۔

کیا آپ نے ایسی توبہ اور ایسے ایمان کا تجربہ کیا ہے؟

اگر آپ کو یہ تجربہ ہے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ آپ کو نجات مِل چُکی ہے۔ (ملاحظہ کیجئے نجات کے یقین کا سبق نمبر ١٢)۔

- ٢۔کرنتھیوں ٥ : ١٧۔
- افسیوں ٢ : ١٠ ؛ ٤ : ٢٤۔
- گلتیوں ٢ : ٢٠ ؛ ٦ : ١٥۔
- کُلسیوں ٣ : ١ - ١٠۔

- ١۔پطرس ١ : ٢٣۔
- ٢۔پطرس ١ : ٤۔
- ١۔یوحنا ٥ : ١١ - ١٢۔

۱۲-نجات کا یقین

نجات کے یقین کا کیا مطلب ہے؟ یہ ایماندار کا وہ اٹل اور مضبوط اعتقاد ہے جو اُس کے دل میں یہ بات پکی کر دیتا ہے کہ ایمان کے وسیلے سے اُسے نجات مل چکی ہے اور وہ ہمیشہ اُسی حالت میں رہے گا۔ یہ اعتقاد اُن احساسات پر مبنی نہیں جو بدل سکتے ہیں، بلکہ لاتبدیل خُدا پر جو اپنے وعدوں میں سچّا اور برحق ہے۔ پھر جُوں جُوں ایماندار کی زندگی گزُرتی جاتی ہے اُس میں سکُون پیدا ہوتا جاتا ہے اور وہ تجربے سے معلوم کرتا جاتا ہے کہ مسیح اُس کی زندگی میں جاگزین ہے اور کسی بھی ہنگامی اور ناگہانی صورتِ حالات سے نپٹ سکتا ہے۔

نجات کے یقین کے ۲ دو پہلو ہیں۔ فوری طور پر حصول فرزندیت کی تسلّی ہر ایک ایمان لانے والے کی مِیراث ہے لیکن روز بروز کی فتح محض ایسے مسیحی کا ورثہ ہے جس نے حقیقی طور پر اپنے تئیں یسوعؔ مسیح کے حوالے کر دیا ہو۔

یہُوداہ باب ۱-
یسعیاہ ۳۲ : ۱۷
۱-پطرس ۱ : ۵-
۲-تیمتھیس ۱ : ۱۲ ؛ ۳ : ۱۴-۱۵؛ ۴ : ۸، ۱۸-
رومیوں ۸ : ۱۵-۱۶، ۳۸-۳۹-

حقیقی یقین اور تسلّی کیسے حاصِل کی جاتی ہے؟ سب سے پہلے خدا کے کلام پر ایمان رکھنے (یُوحنّا ۵ : ۲۴) اور اپنی زبان سے آدمیوں کے سامنے مسیح کے خداوند ہونے کا اقرار کرنے سے (رومیوں ۹ : ۱۰)-

دوسری بات یہ ہے کہ فتح مند ہونے کے یقین کا دار و مدار پاکیزہ ضمیر پر ہوتا ہے اور ساتھ ہی یہ کہ ہمارے خدا اور اس کے بندوں کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ ہو۔ جہاں ایسا نہ ہو وہاں پاک رُوح مجرُم ٹھہراتا ہے اور فتح کا یقین دھندلا جاتا ہے، جب تک کہ حائِل شدہ چیز کو ہٹا نہ دیا جائے اور مسیح کے ساتھ دفن ہو جائے۔

جھوٹی تسلّی سے جو ذاتی کامیابی، اپنی جد و جہد یا آدمیوں کی تعریف پر مبنی ہو خبردار رہیں۔

متّی ۷ : ۲۲، ۲۳-
طِطس ۱ : ۲-
یُوحنا ۱۰ : ۱۰-۱۴، ۲۷-۲۹ ؛ ۱۱ : ۲۶ ؛ ۱۷ : ۱۱
رُومیوں ۸ : ۲۸-۳۴ ؛ ۱۱ : ۳۶؛ ۱۴ : ۵-
کُلسیوں ۲ : ۲ -
عبرانیوں ۶ : ۱۱ ؛ ۷ : ۲۵؛ ۱۰ : ۱۹، ۲۲، ۲۳-
۲-کرنتھیوں ۱ : ۱۰-
افسیوں ۱ : ۱۳ ؛ ۴ : ۳۰-
فلپیوں ۱ : ۶-
یہُوداہ ۱ : ۲۴-
مکاشفہ ۳ : ۱۰-
زبُور ۱۷ : ۸ ؛ ۹۱ : ۱۱ ؛ ۱۲۱ : ۳، ۸-
یسعیاہ ۲۶ : ۳-

۱۳-علیحدگی

علیحدگی سے کیا مُراد ہے؟ مسیحی نقطۂ نظر سے علیحدگی سے مُراد ایک راہب کی زِندگی نہیں اور نہ ہی یہ مطلب ہے کہ کسی خانقاہ یا حجُرے میں بند ہو کر زندگی گزاری جائے۔ اِس کے برعکس ایک حقیقی مسیحی کو رُوحانی طور پر ایسی زندگی گزارنی ہے "جو دُنیا میں تو ہو لیکن دنیا کی نہ ہو۔" یعنی دنیا کی خواہشات اور خوشیاں مسیح کی فطرت سے جو دِل کو معمور کرتی ہے، مغلوب ہو جائیں۔

بَدی سے کِسی بھی رنگ میں سمجھوتہ کر لینا ایک مسیحی کی برکات کو روک دیتا ہے۔ پولسؔ رسول کہتا ہے "بے ایمانوں کے ساتھ ناہموار جُوئے میں نہ جُتو۔"

۲-کرنتھیوں ۶ : ۱۴-۱۷-
۱-یوحنا ۲ : ۱۵-۱۷-
مکاشفہ ۱۸ : ۴-۵-

<u>دُنیا سے علیحدگی</u>، اسرائیل کے مصر سے نکل آنے کی مثال سے خوب واضح کی گئی ہے۔ فرعون شیطان کی مثال ہے۔ جب بنی اسرائیل مصر کو خیرباد کہنے کو تیار تھے، تو فرعون نے انکے سامنے بہت سی تجویزیں پیش کیں۔

(ا) <u>پہلی تجویز</u>۔ "اپنے خدا کے لئے اِسی ملک میں قربانی کرو۔" یعنی جہاں ہو مسیحی رہو۔ "خوب کوشش کرو۔" "نئے سرے سے پیدا ہونے کی کیا ضرورت ہے؟" اور "مصر کے ملک کو چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

خروج ۸ : ۱، ۲۵ ؛ ۲ : ۱۰-۱۱ ؛ ۶ : ۴-۵، ۹ ؛ ۷ : ۱۴-

(ب) <u>دوسری تجویز</u>۔ "تم بہت دور مت جانا۔ یعنی "مسیحی بن جاؤ لیکن تنگ خیال مت بنو۔" "زیادہ جوشیلے نہ بن جاؤ۔ فلاں فلاں کی طرح مت بنو۔"

خروج ۸ : ۲۸-
گلتیوں ۱ : ۴ مقابلہ کیجئے افسیوں ۵ : ۱۱-

(ج) <u>تیسری تجویز</u>۔ تم مرد ہی مرد جاکر خداوند کی عبادت کرو۔" یعنی خود مسیحی بنے رہو لیکن اپنے خاندان اور اپنی ازدواجی زندگی کی پرواہ نہ کرو۔ تمہارے خیالات اور جنسی زندگی مصر ہی میں رہیں (خروج ۱۰ : ۱۱)-

(د) <u>چوتھی تجویز</u>۔ "تم جاؤ۔ فقط اپنی بھیڑ بکریوں اور گائے بیلوں کو یہیں چھوڑ جاؤ"، یعنی مسیحی بنے رہو لیکن اپنے کاروبار کو دنیوی طریقہ سے کرو۔ مثلاً آپ کے کاروباری تعلقات اور مال وزر ملکِ مصر میں ہوتے ہوئے بھی آپ سرگرم خاندان سمجھے جا سکتے ہیں۔ خروج ۱۰ : ۲۴-

۱- سموئیل ۱۵ : ۳-۹ ؛ ۱۵ : ۱۳-۱۵، ۲۲-۲۳-

موسیٰ اپنی بات پر اڑا رہا اور کہا۔ "ایک کھر تک بھی پیچھے نہیں چھوڑا جائے گا۔" اور مزید کہا "مَیں پھر تیرا مُنہ کبھی نہیں دیکھوں گا۔" تب سے وہ ملکِ مصر کو چھوڑنے کی تیاری کرنی شروع کر دیتا ہے۔ مقابلہ کیجئے پولس کے الفاظ۔ "اُن میں سے نکل کر الگ رہو۔"

خروج ۱۰ : ۲۶ ؛ ۱۰ : ۲۹-

<u>**مسیحیوں کو گناہ سے کبھی بھی سمجھوتہ نہیں کرنا چاہیئے۔**</u>

پیدائش ۱۲ : ۱-
خروج ۳۳ : ۱۶-
احبار ۲۰ : ۲۴-
استثنا ۲۲ : ۱۰-
عزرا ۶ : ۲۱-
نحمیاه ۹ : ۲-
یُوحنّا ۱۵ : ۱۸-۱۹ ؛ ۱۷ : ۶، ۱۴-۱۷

رُومیوں ۱۲ : ۲-
۱- کرنتھیوں ۵ : ۲، ۶، ۷، ۱۳ ؛ ۱۰ : ۲۰-۲۱-
۲- تھسلنیکیوں ۳ : ۶، ۱۴-
۱- تیمتھیس ۶ : ۵-
۲- تیمتھیس ۲ : ۱۹-۲۶-
عبرانیوں ۱۱ : ۲۴-۲۵ ؛ ۱۳ : ۱۳-
۲- یُوحنّا ۱ : ۱۰-۱۱-

۱۴- تقدیس

(پاکیزگی)

یُونانی زبان میں تقدیس کا مطلب ہے رُوح اُلقدُس کا کسی زندگی کو خُدا کے جلال کے لئے الگ کر دینا۔ تقدیس اندرونی پاکیزگی ہوتی ہے اور کلّی طور پر خدا کی بخشش ہے۔ ایک مُقدّس کی پاکیزہ زندگی روز بروز دُنیا کی گھما گھمی میں بسر کی جاتی ہے۔ تقدیس نئی اِنسانیّت کی معموری ہوتی ہے۔ یہ مسیح کی فطرت ہے جو دنیا میں تو رہا لیکن دنیا کا نہ تھا۔

پُرانے عہدنامے <u>میں ہیکل میں خدمت کرنے والوں یا ہیکل میں استعمال ہونے</u> والی چیزوں کو مخصوص یعنی اُن کو الگ کرنے کے لئے خاص رسم ادا کی جاتی تھی۔ ہیکل میں کام کرنے والوں کے لئے شخصی پاکیزگی کی بھی ضرورت تھی۔ (مقابلہ کیجئے

احبار ۱۹ : ۲۰۰۲ : ۲۶)۔
خروج ۳۰ : ۳۰۔
احبار ۸ : ۱۵۔
یشوع ۶ : ۱۹ ؛ ۷ : ۱۳۔

۲۔ تواریخ ۳ : ۵، ۶۔۷ ؛ ۴ :
۱۹۔ ۲۲ ؛ ۵ : ۱۔

نئے عہدنامے میں نئی پیدائش کے وقت ایماندار "الگ" کیا جاتا ہے اور بعدازاں جس حد تک وہ اپنے آپ کو رُوحُ القُدس کے سپرد کرتا ہے پاک کیا جاتا ہے۔ مگر یہ اپنے آپ کی اصلاح نہیں۔

ایک مسیحی کی زندگی میں تقدیس کا دوگونہ مطلب ہوتا ہے۔

(ا) ابتدائی تقدیس۔ ایمان سے نئی پیدائش کے وقت ہر ایماندار کو رُوحُ القُدس مِل جاتا ہے۔

"جس میں مسیح کا رُوح نہیں وہ اُس کا نہیں" (رومیوں ۸ : ۹)۔

(ب) مکمل تقدیس یعنی رُوحِ پاک کی معموری۔ فاتحانہ زندگی کے لئے رُوحِ پاک کی معموری ضروری شرط ہے۔ رُوحُ القُدس کی معموری حاصل کرنے کے لئے پُوری تابعداری ضروری ہے۔ ابتدائی تقدیس کی مانند اسے بھی ایمان سے قبول کیا جاتا ہے۔

جب ہم خُدا کی کامل معموری میں داخل ہو جائیں تو رُوحِ پاک کے ذریعے سے پاکیزگی میں مسلسل ترقی ہونی چاہیئے۔

۱۔ کرنتھیوں ۶ : ۱۹۔
یُوحنّا ۱۷ : ۱۷۔
۲۔ کرنتھیوں ۳ : ۱۸۔
افسیوں ۵ : ۱۸، ۲۶۔
۱۔ تھسلنیکیوں ۵ : ۲۳۔۲۴۔
۲۔ کرنتھیوں ۶ : ۱۶۔۱۷ ؛ ۷ : ۱۔

افسیوں ۱ : ۴ ؛ ۲ : ۲۱۔
کُلسیوں ۳ : ۱۲۔
عبرانیوں ۲ : ۱۱ ؛ ۱۰ : ۱۰، ۱۴ ؛
۱۲ : ۱۴ ؛ ۱۳ : ۱۲
۱۔ پطرس ۱ : ۱۶ ؛ ۲ : ۵،
۹۔

جیسے کہ مسیح نے ہیکل کو پاک وصاف کیا تھا ویسے ہی ضروری ہے کہ اگر گناہ ہمارے اندر آجائے تو مسیح ہمارے دلوں کو بدستور پاک وصاف کرتا رہے۔ ہمارے اندر کوئی گندی چیز نہیں رہنی چاہیئے۔

۲۔ تمیتھیس ۲ : ۲۱۔
۱۔ کرنتھیوں ۳ : ۱۶، ۱۷۔
۲۔ کرنتھیوں ۷ : ۱۔

یُوحنّا ۲ : ۱۳۔۱۷ اور ۲۱۔
مقابلہ کیجئے
۲۔ تواریخ ۲۹ : ۵، ۱۶۔۱۷۔

پاکیزہ زِندگی کو برقرار رکھنے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں :۔

(ا) ہر روز شخصی دُعا اور کلام کے مُطالعہ کے لئے باقاعدہ وقت مقرر کرنا چاہیئے۔ خدا کے ساتھ رفاقت رکھنے کے لئے اِس پر کافی انحصار ہے (متی ۲۶ : ۴۱)۔

(ب) کلامِ پاک کے وسیلے سے رُوحِ پاک اور ضمیر کے جو بھی احکام ہوں اُن کی فوری تابعداری لازمی ہے (اعمال ۵ : ۳۲)۔

نوٹ :۔ خُدا ہمیں کس طرح گناہ سے نپٹنے اور پاکیزہ زندگی گزارنے کے قابل بناتا ہے ؟ عُلماء کے تین مختلف نظریے ہیں :۔

۱۔ گناہ کا مٹایا جانا، یعنی انسان کی فطرت میں سے گناہ کے بڑے اصولوں کو جڑ سے اُکھاڑا جا سکتا ہے۔ یہ خدا کے کلام کے خلاف ہے۔

۲۔ گناہ کا دبایا جانا، یعنی ہم ہر وقت مقابلہ کرنے والے دشمن کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اِس نظریے کا نتیجہ مسلسل باطنی کشمکش ہوتا ہے۔ یہ بھی کلامِ مُقدس کے مطابق نہیں۔

۳۔ گناہ کا بیکار کیا جانا، یعنی بُری خصلت بے بس کر دی گئی ہے (یونانی لفظ "کاتارگیو"لے کا مطلب ہے "بیکار کر دینا" جیسے رومیوں ۶ : ۶ میں مرقوم ہے)۔ یہ بے بسی کی حالت میں رہے گی جب تک کہ فاتحانہ زِندگی کی شرائط قائم رہتی ہیں۔ لیکن جب اِن شرائط کو توڑا جاتا ہے تو پُرانی انسانیت عود کر آتی ہے۔

لے Katargeo

۱۵۔ فاتحانہ زندگی

۱۔ بیابان میں سفر

مسیحی زندگی ایک سفر کی مانند ہے۔ مصر اور اس کی غلامی تو چھُٹ چکی لیکن ارضِ موعودہ یعنی مُلکِ کنعان پہنچنے کے لئے بیابان کو پار کرنا ہے (مقابلہ کیجئے ۱۔کرنتھیوں ۱۰: ۱۱)۔

بیابان میں "سنگِ میل" ہیں۔ یہ محض تصویر ہے جس پر زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں لیکن بہتوں نے اپنے تجربات میں یہ "سنگِ میل" دیکھے ہوں گے۔ ذیل میں "سنگِ میل" درج کئے گئے ہیں لیکن ضروری نہیں کہ اِن کی ترتیب اِسی طرح ہو۔

روانگی پر ہدایات :۔ اپنے نجات کے حاصل کرنے کے دن کو یاد رکھیئے۔ آپ کی راہنمائی کے لئے دن کو "بادل کا ستون" اور رات کو "آگ کا ستون" ہوگا۔ "بڑھتے جائیے۔ آپ کے سامنے وہ مُلک ہے جس میں دودھ اور شہد بہتا ہے۔ یہ آپ ہی کے لئے ہے" (خروج ۱۳: ۳، ۱۷؛ ۱۴: ۲۰-۲۲)۔

پہلا سنگِ میل۔ خوف :۔ پیچھے مصری تھے آگے سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ لیکن خداوند نے کہا "چپ چاپ کھڑے رہو"، اور بعد ازاں بنی اسرائیل نے اپنے دشمنوں کی لاشیں سمندر پر تیرتی دیکھیں۔ وہ کون سے خوف ہیں جو ایک مسیحی کو پریشان کرتے ہیں؟ یہ ہیں ٹھٹھوں میں اڑائے جانے، ناکامی، بیماری اور غربت کا خوف وغیرہ، وغیرہ۔

خروج ۱۴: ۳-۱۰، ۱۳، ۱۹، ۳۰ مقابلہ کیجئے۔ یسعیاہ ۴۱: ۱۰؛ ۵۸: ۸۔

دُوسرا سنگِ میل۔ پیاس :۔ پانی کڑوا تھا۔ مثال کے طور پر ہمارا کام ناخوشگوار ہو یا ہمارے ساتھی ناپسندیدہ ہوں لیکن درخت نے پانی کو میٹھا کر دیا۔ مسیح

زِندگی کی تمام تلخیاں دُور کر سکتا ہے۔

خروج ۱۵: ۲۲، ۲۳، ۲۵-۲۷۔
مقابلہ کیجئے گلتیوں ۳: ۱۳۔

رومیوں ۵: ۳، ۴،
یوحنا ۴: ۱۴؛ ۷: ۳۷، ۳۸۔

تیسرا سنگِ میل۔ شکوہ و شکایت :۔ خوراک کم ہوگئی اور بنی اسرائیل بڑبڑانے لگے۔ مُوسیٰ نے انہیں یاد دلایا کہ وہ خُدا کے خلاف بُڑبڑا رہے تھے، اُسی خدا کے خلاف جس نے انہیں رہائی بخشی تھی۔ موسیٰ نے اُن کو سمجھایا کہ اُنہیں خدا کی طرف دیکھنا چاہیئے نہ کہ موسیٰ اور ہارون کی طرف۔

بڑبڑانا اُس رُوح کی علامت ہے جسے خوراک نہ ملی ہو۔ یعنی شخصی دُعا اور کلامِ مُقدّس کا مُطالعہ نظر انداز کیا گیا ہے۔

خُروج ۱۶: ۲، ۸ مقابلہ کیجئے
۱۔کرنتھیوں ۱۰: ۱۰

فلپیوں ۲: ۱۴

چوتھا سنگِ میل۔ بھُوک :۔ وہ بھُوکے تھے۔ یہ بھُوکی رُوح کی "علامت" تھی (تیسرے سنگ میل سے مقابلہ کیجئے) لیکن خُدا نے انہیں مَن یعنی "آسمان سے روٹی" دی۔ خدا کا کلامِ زندگی کی روٹی ہے جو ہر روز تازہ کھانی چاہیئے اور وہ کلام مسیح ہے (دیکھئے یُوحنّا ۱: ۱)۔

خروج ۱۶: ۳-۴، ۱۸-۲۰

یوحنّا ۶: ۳۳، ۳۵، ۴۱، ۴۹، ۵۱۔

پانچواں سنگِ میل۔ شک اور آزمائش :۔ بنی اسرائیل نے شک کیا اور کہا "خُداوند ہمارے بیچ میں ہے یا نہیں"؟ اسی طرح شخصی زندگی میں شک آجاتا ہے کہ آیا میں واقعی تبدیل ہوگیا ہوں کہ نہیں؟ "میں اور آگے نہیں بڑھ سکتا۔ مجھے یہ راستہ پسند نہیں"۔ یہ ایسی حالت ہے جب انسان خُداوند کی بجائے اپنے آپ کی زیادہ پرواہ کرتا ہے۔ موسیٰ دُعا کرنے کے لئے پہاڑ پر چڑھ گیا اور خدا نے عمالیقیوں کو اجازت دی کہ اسرائیلیوں پر حملہ کرنے سے اُنہیں آزمائیں۔ "ہم جسم" کا مقابلہ کرتے ہیں اور ہمارا شافع یعنی مسیح فتح حاصل کرتا ہے۔ شک نے اندرونی کشمکش پیدا کر دی لیکن موسیٰ آفتاب کے غروب ہونے تک دُعا کرتا رہا۔ "مسیح ہماری شفاعت کرنے کے لئے ہمیشہ زندہ

ہے"۔ مسیحی زندگی میں بیابان کی سی کشمکش کے بارے میں گلتیوں ۵ : ۱۷ ملاحظہ کیجیے۔

خروج ۱۷ : ۷-۱۶۔	رومیوں ۸ : ۲۶ - ۲۸۔
رومیوں ۷ : ۲۴، ۲۵؛	عبرانیوں ۷ : ۲۵۔

چھٹا سنگِ میل - بت پرستی :- موسیٰ اور غالباً بادل کا ستون عارضی طور پر آنکھوں سے اوجھل ہو گئے - ایمان کمزور پڑ گیا اور لوگوں نے کسی ایسی چیز کا مطالبہ کیا جسے دیکھ کر وہ خدا کو سجدہ کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم ہارون کا یہ مقصد تھا کہ بچھڑا یہوواہ کو پیش کرے۔ (پہلے کی نہیں بلکہ دوسرے حکم کی عدولی ہوئی) - آج کل بھی جو لوگ رسم ورواج کے قائل ہیں عبادت میں مدد لینے کے لئے بُت اور صلیب پر مسیح کے مجسمے کو سامنے رکھ لیتے ہیں کیونکہ اُنہیں اندیکھے خدا پر ایمان رکھنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ عبادت کے لئے کسی ٹھوس شے کے طلبگار ہوتے ہیں۔ بیابان میں یہ خواہش دنیاداری اور شہوت پرستی سے مِلی جُلی تھی۔ لیکن موسیٰ ٹوٹے ہُوئے دل سے شفاعت کرتا ہے۔ یہ دُعا کتابِ مُقدّس کی دل سوز اور عجیب دُعاؤں میں سے ہے۔ اِس طرح "رُوح خود ایسی آہیں بھر بھر کر ہماری شفاعت کرتا ہے جن کا بیان نہیں ہو سکتا"۔

خروج ۳۲ : ۱-۲۰، ۳۰-۲۴، ۲۵-۳۱-۳۲۔	مقابلہ کیجیے رومیوں ۹ : ۳؛ زبور ۱۰۶ : ۲۰ - ۲۱۔

جیسے کہ بچے کو اُنگلی پکڑ کے چلاتے ہیں، اِسی طرح خدا اِس باغی اور سرکش قوم کو ملکِ موعُود کی سرحد پر لے آیا۔

وعدہ کی ہُوئی زمین میں داخل ہونے کے متعلق سبق نمبر ۱۷ دیکھئے۔ یہ مکمل تابعداری اور رُوح کی معموری کا تجربہ ہے۔

۱۶- فاتحانہ زِندگی

ب- مُکمّل تابعداری

ارضِ موعودہ میں داخلہ

بیابان کا کٹھن مگر ضروری سفر ختم ہو گیا تھا۔ اپنی غلطیوں کے باوجود بھی بنی اسرائیل اب وعدہ کئے ہُوئے ملک کی سرحد پر پہنچ چکے تھے۔ یردن کی وادی کے پار اب وہ سرسبز پہاڑیاں اور درختوں سے ڈھکی ہوئی ڈھلوانیں دیکھ سکتے تھے۔ جیسا ملکِ مصر کے چھوڑنے کے بعد ہوا، اب بھی اُنہیں خُداوند تعالیٰ سے حکم ملتا ہے کہ "جاؤ۔ داخل ہو جاؤ"۔ لوگوں میں سے جاسوس چُنے گئے۔ کامیابی کا وعدہ ہو چکا تھا۔ بارہ[۱۲] جاسوس ملک کے حالات معلوم کرنے کو گئے اور اُس ملک کے پھل بھی چکھے اور معلومات حاصِل کر کے لَوٹے۔ لیکن وہ ایمان میں کمزور ہو گئے۔ وہ دیو جو اُنہوں نے دیکھے تھے اُن کے ذہنوں پر چھا گئے اور وہ خائف ہو گئے۔ یہ دیو ہماری اُس آزاد مرضی کی علامت ہے جو ہم پر غالب آ سکتی ہے۔ خُدا ہمیں ہماری مرضی کے خلاف مجبور نہیں کرتا۔ اگرچہ خُدا نے انہیں اُس ملک کے دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن ان دیوؤں کے خوف سے وہ پہلی مرتبہ اُس ملک میں داخل نہ ہو سکے۔

مسیحی تجربے میں اِن دیوؤں سے کیا مُراد ہے؟ یہ ایک اہم اور دل کو ٹٹولنے والا سوال ہے، کیوں کہ بہت سے ایسے مسیحی ہیں، جنہیں حقیقی تسلّی، اطمینان اور فتح کبھی نہیں ہوتی۔ اِن دیوؤں نے کئی مسیحی خاندان تباہ کر دئے ہیں اور کئی خاندانوں کو یقین نہیں رہا کہ کوئی وعدہ کیا ہوا ملک ہے بھی کہ نہیں۔ ہم نجات یافتہ مسیحیوں کے ان گناہوں کو معلوم کریں کیونکہ خدا کی نظر میں یہ غیر نجات یافتہ مسیحیوں کے گناہ کی نسبت بہت زیادہ

سنگین ہیں۔ اِن تمام دیوؤں کا مرکز خُودی ہے۔ بارہ گناہ نیچے دئیے گئے ہیں اور یہ اُن بارہ۱۲ پتھروں کی مثال ہیں جو یردؔن کی تہ میں بعد میں دفن کئے گئے تھے۔

پہلا دیو۔"بے اعتقادی"

بے اعتقادی انسان کے اندر ایک ایسی چالاک آواز ہے جو خُدا کے بارے میں شک اور عدمِ اعتماد پیدا کر دیتی ہے۔ اگر ہم اِس پر توجہ دیں تو ہمارا ایمان کمزور ہو جاتا ہے اور ہم ڈرنے لگ جاتے ہیں اور خدا سے کہتے ہیں"مَیں بہت ہی کمزور ہوں فلاں فلاں شخص مجھ سے زیادہ خوبیوں کا حامل ہے۔ یا مجھ سے زیادہ خوش حال ہے، یا مجھ سے زیادہ خوبصورت ہے یا مجھ سے زیادہ ہوشیار ہے۔ یا ہم یہ کہتے ہیں کہ "مَیں یہ کام نہیں کر سکتا۔ یہ میرے بس کا روگ نہیں ہے"!

میرا خیال ہے کہ یہ"میرے لئے ممکن نہیں شاید یہ دوسروں کے لئے تو ٹھیک ہے لیکن میرے لئے ٹھیک نہیں"!

ایسے تمام حالات میں بجائے"خُدا"کے"مَیں"پر ہی زور دیا جاتا ہے۔ حقیقت میں یہ بت پرستی ہے۔ یاد رکھئے یہ ضروری ہے کہ خودی مسیح کے ساتھ مصلوب ہو جائے جب یہ تمام بہانے مسیح کے پاس لائے جاتے ہیں اور ترک کئے جاتے ہیں تو بے اعتمادی کا دیو جان توڑ دیتا ہے۔

گِنتی ۱۳ : ۲۳ ، ۳۳ -
خرُوج ۴ : ۱۰ - ۱۴ -
قضاۃ ۶ : ۱۵ -
مرقس ۶ : ۵ - ۶ -
عبرانیوں ۳ : ۱۲ -
یرمیاہ ۱ : ۷ - ۹ -
عاموس ۷ : ۱۴ - ۱۵ -

دُوسرا دیو۔"غفلت"

اِس کا مطلب یہ ہے کہ ہم فی زمانہ کی زندگی کی رَو میں بہہ جاتے ہیں۔ ہم کہہ دیتے ہیں"بھئی، میرے پاس ایسی چیزوں کے لئے وقت نہیں ہے۔ مَیں تو بہت مشغول ہوں۔ اچھا صبر کیجیئے ذرا معمّر ہو لوُں، ذرا امتحان ختم ہو لے۔ ریٹائر ہو کر اللہ اللہ کر لوُں گا۔"

ہمارے روز مرّہ کے مشاغل ہمیں بہائے جاتے ہیں اور یہ غفلت کا دیو تمام برکتوں کو چھین لے جاتا ہے۔ بسا اوقات ہم اپنے پیدائشی حق کو"دال روٹی"کے عوض فروخت کر دیتے ہیں۔ (یعقوب اور عیسؔو کی کہانی ملاحظہ کیجیے)۔

پیدائش ۲۵ : ۳۰ - ۳۴ -
متی ۱۳ : ۲۲ -
عبرانیوں ۲ : ۱ -

تیسرا دیو۔"اپنی نظر میں راست باز"

اپنی نظر میں راست بازی پر بھروسہ کرنا وہ حالت ہے، جس میں بہت سے مسیحی یا تو اپنی رُوحانی ضروریات کو سمجھنا نہیں چاہتے یا سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اِس طرح سے وہ برکتوں سے محروم رَہ جاتے ہیں۔ گویا وہ گرم اور گرد و غبار والے صحرا میں وعدہ کئے ہوئے ملک کی طرف پیٹھ موڑ کر بیٹھے ہوُئے ہیں، اور اُنہیں یقین ہی نہیں آتا کہ اُنکے لئے کوئی اچھی شے بھی ہے۔ ہیکل میں لمبی دُعا کرنے والے آدمی کی طرح وہ لمبی لمبی دُعائیں کرتے ہیں مگر اُن کے پیچھے ہاتھ پھیلائے خداوند مسیح کھڑا ہوا کہہ رہا ہے"مَیں تمہارا کہاں تک انتظار کروں؟" کاش کہ ہم اپنے آپ کو اُسی طرح دیکھیں جیسے کہ دوسرے ہمیں دیکھتے ہیں۔

یسعیاہ ۶۵ : ۲ - ۵ -
لوقا ۱۸ : ۹ - ۱۴ -
۱- یُوحنّا ۱ : ۸ - ۱۰
۱- کرنتھیوں ۸ : ۲ - ۳ -
رومیوں ۱۰ : ۳ -
مکاشفہ ۳ : ۱۷ - ۱۸

چوتھا دیو۔"خُود فریبی"

ہر طرح کی بے وفائی اور بد دیانتی اور دیگر گناہ مثلاً شیخی، مبالغہ آمیزی مصنوعی خُوش مزاجی، وضع داری، پردہ پوشی، ذمہ داری سے گریز اور ریاکاری وغیرہ بہت سے مسیحیوں میں اکثر پائے جاتے ہیں۔ اگر ہم اپنی اصلی حالت کے صاف صاف ظاہر ہونے سے اور نُور میں"جس طرح کہ وہ نُور میں ہے" چلنے سے ڈرتے ہیں، تو خداوند کے ساتھ ہماری رفاقت نہیں ہو سکتی کیونکہ خداوند نور ہے۔ مذکورہ بالا گناہ ہماری زندگیوں میں

اکڑ رہتے ہیں کیونکہ ہم نور میں چلنے سے گریز کرتے ہیں۔ اِسی زُمرے میں مبالغہ اور جھُوٹ بھی آجاتا ہے۔ ہمیں خبردار رہنا چاہیئے، جبکہ ہم دوسروں کو درست کرنے کی کوشش کرتے اور مسیح کے متعلق سمجھاتے ہیں مگر اپنے آپ کو درست نہیں کرتے۔

مقابلہ کیجیئے ۱۔یُوحنّا ۱ : ۷۔
عبرانیوں ۴ : ۱۲ ، ۱۳۔
۱۔یُوحنّا ۴ : ۱۸

پانچواں دیو۔"عیش و عشرت"

ہم عیش و عشرت کے آسانی سے شکار ہو جاتے ہیں کیونکہ ہم اپنی مرضی پُوری کرنے میں خود مختار ہیں۔ عیش و عشرت پہلے پہل چھوٹی چھوٹی باتوں میں شروع ہوتی ہے، مثلاً آرام طلبی، کھانا پینا اور نفسانی خواہشات۔ اِس کے بعد جنسی گندگی اور کجی عموماً واقع ہو جاتی ہے اور بہت سے لوگوں کو گمراہی کے اتھاہ گڑھے میں دھکیل دیتی ہے۔

پَولس رسُول اُس کا علاج بتاتا ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی کڑا ضبط ہونا چاہیئے۔ ہمیں خداوند کے وعدوں پر تکیہ کرنا چاہیئے کہ "تم کسی ایسی آزمائش میں نہیں پڑے جو انسان کی برداشت سے باہر ہو اور خدا سچّا ہے . . . "

۱۔کرنتھیوں ۹ : ۲۴-۲۷، ۱۰ : ۶،
۱۳؛ ۶ : ۱۹، ۲۰۔
مرقس ۷ : ۲۰ - ۲۳۔
متی ۵ : ۲۸۔

چھٹا دیو۔"خُود غرضی"

اِس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ ایسی چیزیں ہیں جن کے بارے میں ہم نے مصمّم ارادہ کر لیا ہے کہ مسیح کی خاطر بھی نہیں چھوڑیں گے۔ مثلاً ایسے گناہ جو ہماری زندگی کا حصّہ بن چکے ہوں۔ مثال کے طور پر نسلی فخر، ڈگریاں، تعریف اور دولت کی ہوس، نامور لوگوں میں شمار کی خواہش، حسد، دوسروں کی ضروریات اور حقوق سے لاپرواہی، شخصی تحسین و آفرین اور دوسروں کی بدنامی اور رسوائی۔ خود غرض زِندگی بہت سے مسیحیوں کے امن و چین کو تباہ کر دیتی ہے۔ اگر ہم سے ایسی باتیں ڈھکی چھپی ہیں تو ایک باوفا دوست

ہماری مدد کر سکتا ہے کہ ہم اپنے آپ کو ویسے ہی دیکھیں جیسے ہم خُدا کی نظروں میں ہیں تاکہ فتح یاب ہونے کے لئے ہم اپنے گناہ مسیح کے حضور لے آئیں۔ بعض اوقات یہ دیو مسیحیوں کو انتقام جُو اور ظالم بنا دیتا ہے۔

۱۔تیمتھیس ۶ : ۶ - ۱۰۔
گلتیوں ۵ : ۲۶۔
رومیوں ۱۲ : ۳ ، ۱۰۔
۱۔پطرس ۵ : ۵۔
لوقا ۲۲ : ۲۶ - ۲۷۔

ساتواں دیو۔"خُود رحمی"

(چھٹے دیو کا یہ ایک خاص پہلُو ہے)۔

خود رحمی اور گِلے شکوے اور "سب کو اپنا دشمن خیال کرنا" خواہ کِسی ہی رُوپ میں کیوں نہ ہوں، سراسر غلط ہیں۔ اور اگر اُن کو اُبھرنے کا موقع دیا جائے تو وہ اِس حد تک بڑھ جائیں گے کہ فتح کے منظر کو تاریک کر ڈالیں گے۔ ایسے خیالات رُوحانی شکست کی علامت ہیں اور یہ حالت عمُوماً نا اُمیدی کے دیو سے ہمیں دوچار کر دیتی ہے۔ تھکان بعض اوقات ضبط و تربیّت کی عدم موجودگی سے ہوتی ہے۔ بڑبڑانا اور شکوہ و شکایت آسانی سے عادت بن جاتی ہے اور یہ گناہ ہے۔ مُوسیٰ نے بڑبڑانے والے اسرائیلیوں کو بُلایا اور کہا "تمہارا بڑبڑانا ہم پر نہیں بلکہ خُداوند پر ہے"۔ اگر ہم "خود رحمی" کے شکار ہو جائیں تو اپنی زندگی سے خدا کی نعمتوں کو بدر کر دیتے ہیں اور دوسروں کو اُس کی بخششوں میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔ خُود رحمی سے ذاتی مفاد اوّل درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

کیا آپ کسی چیز کے لئے خدا پر الزام لگا رہے ہیں؟ آگسٹن نے دُعا کی "خُداوند مجھے اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے سے بچا لے"۔ کیا آپ کہہ رہے ہیں کہ خُدا نے آپ کے ساتھ کسی بات میں اپنا وعدہ پُورا نہیں کیا؟ پولُس رسُول اور اوائلی کلیسیا مسیح کی خاطر دُکھ اُٹھانے میں خوش تھے۔

اعمال ۵ : ۴۰ ، ۴۱؛ ۱۶ : ۲۲،
۲۵۔
۲۔کرنتھیوں ۱۱ : ۲۴ - ۳۰؛
خرُوج ۱۶ : ۸۔
رومیوں ۵ : ۳۔
۱۔کرنتھیوں ۱۰ : ۱۰ - ۱۱۔

۲-کرنتھیوں ۱۲ : ۱۰ -
فلپیوں ۴ : ۱۲ - ۱۳ -

آٹھواں دیو "ناجائز بہانا"

اِس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی ناکامیوں کے بارے میں اپنے آپ کو بری ٹھہراتے ہیں - خاص کر جب ہم خُداوند کے معیار پر پُورے نہیں اُترتے - مثال کے طور پر اگر پاکیزہ زندگی گزارنے میں ہم ناکام ہوتے ہیں، تو بعض اوقات ہم یہ بہانا کرتے ہیں کہ پاکیزگی کی تعلیم کوئی درست نہیں سمجھتا"۔

ایک کہانی ہے کہ کسی لُومڑی نے کوشش کی کہ تاکستان میں گھُس کر انگوروں تک پہنچے، مگر ناکام رہی - سو اُس نے کہہ دیا کہ انگور کھٹے ہیں - اِسی طرح کیا ہم اپنی ناکامیوں اور مجبوریوں کے لیے جو ہماری خودداری اور وقار کو مجروح کرتی ہیں، بہانے تراش رہے ہیں؟ کیا ہم کسی عقیدے پر اِس بنا پر حملہ کر رہے ہیں کہ ہم اس کے معیار پر پُورے نہیں اُتر سکتے؟ کیا ہم کسی شخص پر اس لئے حملہ کر رہے ہیں کہ اُس کے معیارِ زندگی تک نہیں پہنچ سکتے؟

لوقا ۱۱ : ۱۴، ۱۵ ("یہ شیطان کی طرف سے ہے")۔
اعمال ۲ : ۱۳ ("وہ شراب کے نشے میں ہیں")
اعمال ۲۶ : ۲۴ - ۲۵ ("تم پاگل ہو")۔

نواں دیو "راسخ الاعتقادی"

فاتحانہ زندگی کے متعلق بہت سے مسیحی تمام نظریوں اور مسئلوں کو تو خُوب جانتے ہیں، جو اُس کے حق میں اور اُس کے خلاف پیش کیے جاتے ہیں، لیکن بذاتِ خُود وہ متزلزل اور ڈانواں ڈول رہتے ہیں اور کبھی بھی اُس زندگی کا شخصی تجربہ حاصل نہیں کرتے - وہ اپنے فرقے کے غلام ہو جاتے ہیں اور اپنے سلوک سے دوسروں کے لئے زُود رنج اور وبالِ جان بن جاتے ہیں - وہ یہاں تک راسخ الاعتقاد اور خود رائے ہو جاتے ہیں کہ دُوسروں کی اصلاح تو کرتے ہیں لیکن محبّت سے نہیں - یہ دیو بہتوں میں کام کرتا ہے اور بہت سی زندگیوں سے فتح اور حقیقی برادرانہ محبّت چھین لیتا ہے - نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رُوحانی رفاقت سلب ہو جاتی ہے - ہم یہ نہ سوچ بیٹھیں کہ میرا عقیدہ حتمی، مکمل اور بنیادی ہے اور ہر

ایک کو میرا ہی نظریہ اپنانا چاہیئے -

لُوقا ۹ : ۴۹ - ۵۰؛ ۲۰ : ۱ - ۲ -
گنتی ۱۱ : ۲۴ - ۲۹
یوحنا ۵ : ۳۹ - ۴۰ -

دسواں دیو "شعورِ ذات"

خُود احساسی کئی لوگوں کو مسیحی اطمینان اور گواہی کی خُوشی سے محرُوم کر دیتی ہے اور شرم اور ہچکچاہٹ، تنہائی اور کھچاؤ تناؤ کا سبب بن جاتی ہے - عام طور پر یہ ایک قِسم کا غرور ہوتا ہے، اور ہو سکتا ہے کہ یہ دوسروں کے ساتھ کام کرنے میں نا اہلی کا موجب بن جائے - خُدا کا مقصد ہے کہ مسیحی آپس میں رفاقت رکھیں - یہ زندہ مسیحیت اور بیداری کا نشان ہے -

لُوقا ۱۰ : ۱ -
اعمال ۱ : ۱۴ -
۱-کرنتھیوں ۱۲ : ۱۲، ۲۶ -

گیارھواں دیو "فکر و تردّد"

مسیح نے ہمیں صاف صاف کہا ہے کہ ہم خوراک اور پوشاک کے متعلق فکرمند نہ ہوں - مقابلہ کیجئے متی ۶ : ۳۱ - جہاں تک ممکن ہو سکے ہم دوڑ دھوپ تو کریں لیکن زندگی کی ہر ایک بات کے لئے خدا پر بھروسہ رکھیں - فکر و تردّد ایک عادت سی بن جاتی ہے اور عموماً بالکل بے بنیاد اور ہمیشہ غلط ہوتی ہے - دوسرے دیوؤں کی طرح یہ فکر کا دیو بھی خُداوند کے حضور لانا چاہیئے تاکہ وہی اس سے نپٹے اور اِسے دفن کر دے -

(فلپیوں ۴ : ۶ - ۷، مقابلہ کیجئے ۱- یُوحنّا ۳ : ۲۱ - ۲۲) -

بارھواں دیو "مُعاف نہ کرنے کی رُوح"

مسیح نے ہمیں صاف صاف بتایا ہے کہ اگر ہمارا ضمیر پریشان ہو یا ہمیں کسی گناہ کی معافی کی تسلی نہ ملے تو اس کا علاج بہت سہل ہے - خداوند فرماتا ہے "قربان گاہ کے آگے اپنی نذر چھوڑ دے اور جا کر پہلے اپنے بھائی سے ملاپ کر" ملاپ کی بڑی

بھاری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے لیکن خداوند اور انسان کے ساتھ صلح و صفائی پیدا کرنے کا اور کوئی طریقہ نہیں۔ معافی نہ دینے کی رُوح شک و بدگمانی کا سبب بن جاتی ہے۔ جب ہی ہم اس بات میں خداوند کی تابعداری کرنے کو تیار ہوتے ہیں تو اُس سے تسلّی اور اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔

متی ۵ : ۲۳-۲۴ ؛ ۶ : ۱۲- | رومیوں ۱۲ : ۱۹-۲۰-

"چالیس[۴۰] سالہ برگشتگی"

کنعان میں داخل ہونے کے متعلق بارہ[۱۲] چُنے ہوئے بزرگوں کے شکوک ان لوگوں میں جو اُن کی رپورٹ کے منتظر تھے، جلد پھیل گئے۔ اِس امر کے متعلق جتنی زیادہ اُنہوں نے بات چیت کی اور جتنا زیادہ اپنی طاقت کا دشمن کی طاقت سے مقابلہ کیا اُن کے شکوک اور مضبوط ہوتے گئے۔ حتّٰی کہ تمام لوگوں نے وعدہ کئے ہُوئے ملک کی طرف پیٹھ موڑلی۔ وہ آگ بگولہ ہو گئے اور خدا پر الزام لگانے اور اُس پر لعنت کرنے لگے۔ اس کی سزا یہ ملی کہ انہیں چالیس[۴۰] سال تک آوارہ پھرنا پڑا۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ کہانی ہمیں ایک سنجیدہ سبق سکھاتی ہے اور وہ یہ کہ بنی اسرائیل کی طرح ہم بھی اُس ملک سے یعنی رُوح کی معموری سے جس کا مسیحیوں کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے محروم رہ سکتے ہیں۔

پنتکُست کے اِس تحفے کا وعدہ ہر ایک مسیحی سے کیا گیا ہے۔ کسی نہ کسی صورت میں بیابان میں سے گزرنے کا تجربہ ناگزیر ہے۔ یہ اور بات ہے کہ عرصہ لمبا ہو یا کم لیکن ایک بات عیّاں ہے کہ بیابان میں بھٹکتے پھرنا "تضیع اوقات یعنی وقت ضائع کرنا ہے" اور ہمارے لئے خدا کی مرضی یہ نہیں ہے۔

گنتی ۱۴ : ۱-۳ ؛ ۱۴ : ۲۲- ۲۳، ۳۳- | ۱-کرنتھیوں ۱۰ : ۱-۱۱- عبرانیوں ۳ : ۱۷-۱۹

آخری احکام

چالیس[۴۰] سال کی برگشتگی کے بعد اُن کو پھر ملکِ موعُود میں یوُں داخل ہونے کو کہا گیا

"ڈرومت"۔ "جاؤ اور ملک کو اپنے قبضے میں کر لو"۔ اب خُدا نے برگشتگی کی بجائے امن و امان کا وعدہ کیا۔

استثنا ۱ : ۶، ۸ ؛ ۶ : ۶-۹، ۲۱ ؛ ۳۱ : ۶-۸ ؛ | استثنا ۳۳ : ۲۵، ۲۷- مقابلہ کیجئے۔ ۱-کرنتھیوں ۱۶ : ۱۳-

وَعدہ کئے ہُوئے مُلک میں داخلہ

یردن کو پار کرنا ایک معجزہ تھا۔ بنی اِسرائیل کے لئے اور بُت پرستوں کے لئے یہ خُدا کی قدرت کا ثبوت تھا۔ یشوعؔ اور بنی اسرائیل سے کہا گیا "تم اپنے آپ کو مُقدّس کرو کیونکہ کل کے دن خُداوند تمہارے درمیان عجیب و غریب کام کرے گا"۔ "مَیں نہ تجھ سے دست بردار ہوں گا اور نہ تجھے چھوڑونگا"۔ (یشوع ۱ : ۵) "خُداوند تمہارا خدا تم کو آرام بخشتا ہے" (یشوع ۱ : ۱۳) "مضبوط ہو جا اور حوصلہ رکھ" (یشوع ۱ : ۶)۔ یردن کو پار کرنے کا ایک مسیحی کے لیے کیا مطلب ہے؟ اِس کا مطلب ڈر اور خودی کی حکمرانی کو ترک کر کے دفن کرنا ہے۔ بارہ[۱۲] پتھر ان بارہ[۱۲] چیزوں (دیوؤں) کو ظاہر کرتے ہیں جو مسیحیّوں کو وَعدہ کئے ہوئے ملک میں داخل ہونے سے روکتی ہیں۔ اِن سب کو یردن میں دفن کر دینا اور اُن کی یادگار کھڑی کر دینی چاہیئے۔ ہر ایک چیز جو ہماری فتح اور اطمینان کو تباہ کرتی ہے، دفن کر دینی چاہیئے۔ جسمانی خواہشات کی حکمرانی بیابان کی علامت ہے۔

یشوعؔ ہتھیار باندھے، مگر اپنے خُداوند کے سامنے گھٹنوں کے بل پڑے ہوئے، ملکِ مَوعُود میں ہماری حالت کی تمثیل ہے۔ جس طرح اسرائیل قوم یردن کے پار ہو گئی (یشوع ۳ : ۱۷)، ویسے ہی ہمیں بھی بیابان کی سی زندگی ترک کر کے رُوح کی معمُوری کے ملک میں داخل ہونا ہے۔

نیا ملک کشمکش سے خالی نہیں ہے۔ لیکن خُدا نے دشمن کو پہلے ہی بے کار کر دیا ہے (مقابلہ کیجئے رومیوں ۶ : ۶)۔ جب تک ہم تابعدار رہیں گے دشمن بے بس رہے گا۔ تابعداری اور فتح کی یہ حالت "آسمانی مقاموں" میں رہنے کا تجربہ ہے (افسیوں ۱ : ۳)۔

وہاں رُوح کا پھل پیدا ہوتا ہے۔ وہ پھل "محبّت، خوشی، اطمینان، تحمل، مہربانی، نیکی، ایمانداری، حلم اور پرہیزگاری ہے" (گلتیوں ۵ : ۲۲-۲۳)۔

ہم اُس وقت مسیح کی مانند بن جاتے اور فتح مند زندگی بسر کرتے ہیں، جب ہم "جسم کو اُس کی رغبتوں اور خواہشوں سمیت صلیب پر کھینچ دیتے ہیں" اور "رُوح کے سبب سے زندہ" ہو کر "رُوح کے موافق" چلتے ہیں (گلتیوں ۵ : ۲۴)۔

اِس فاتحانہ اور رُوح سے معمُور زندگی کا نچوڑ محبّت ہے، جس کو پولسؔ رُوح کا افضل پھل کہتا ہے اور یہی مسیح کی حقیقی مشابہت ہے (۱-کرنتھیوں ۱۳ : ۱-۱۳)۔ رُوح کی معموری، پنتکُست کا وَعدہ ہے اور سب سے پہلے اُن چند گلیلی مردوں کی زندگیوں میں ظاہر ہوئی، جنھوں نے دنیا کی کایا ہی پلٹ دی۔ اور یہ مکمل تسلیم و رضا کی زندگی ہے جو کتابِ مُقدّس کی بلاناغہ تلاوت، دُعا اور اپنے آقا یسوؔع کی تابعداری سے ترقّی کرتی ہے۔

اپنے آپ سے سوال پوچھئے "کیا مَیں نے اپنے آپ کو مکمّل طَور پر خُداوند کے سپُرد کر دیا ہے"؟ "کیا مَیں ابھی بھی اِسی حالت میں ہوں"؟ یہی فاتحانہ زندگی ہے۔

استثنا ۳۳ : ۲۵، ۲۷۔
یشوع ۱ : ۲، ۵، ۸-۹؛ ۳ : ۱، ۵، ۱۰، ۱۷؛ ۴ : ۱، ۸-۹، ۲۳-۲۴؛ ۵ : ۱۳-۱۵؛ ۶ : ۲۰۔

رومیوں ۷ : ۲۴-۲۵ مقابلہ کیجئے باب ۱۲۔
عبرانیوں ۳ : ۱۸؛ ۱۲ : ۲۔
یُوحنّا ۸ : ۳۶۔

۱۷- رُوحُ القُدس

کتابِ مقدُس، رُوحُ القُدس کو ہم پر محض نیکی کی قوّت ہی نہیں بلکہ بطور حقیقی خُدا اور ایک شخصیّت ظاہر کرتی ہے۔ لہٰذا جو کچھ خدا کے لئے کہا جا سکتا ہے وہی رُوحُ القُدس کے لئے بھی کہا جا سکتا ہے۔ اِس لئے جب کبھی ہم رُوحُ القُدس کے متعلق کوئی بات چیت

کریں تو بڑے احترام کے ساتھ کی جائے۔ اِس تمام موضوع کو پیش کرتے وقت نہایت ہی تعظیم و تکریم کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیئے۔ پھر ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ جو رُوح پاک ہے وہ کام بھی پاک ہی کرتا ہے۔ ہمیں ہوشیار و محتاط رہنا چاہیئے کہ کبھی یہ نہ کہیں کہ رُوحُ القُدس ہمیں جو کام کرنے کو کہتا ہے وہ پاک نہیں ہے۔ جو باتیں کِسی شخصیّت کے بارے میں کہی جا سکتی ہیں وہ رُوحُ القُدس کے بارے میں بھی کہی جا سکتی ہیں اور یہ ایسی باتیں ہیں جو صِرف الٰہی ذات سے منسوب ہیں۔

متی ۲۸ : ۱۹۔
۲-کرنتھیوں ۱۳ : ۱۴۔
لُوقا ۱ : ۳۵۔
زبُور ۱۳۹ : ۷-۱۰۔
متی ۱۲ : ۳۱۔
یُوحنّا ۱۴ : ۲۶؛ ۱۵ : ۲۶؛ ۱۶ : ۱۳-۱۴

اعمال ۵ : ۳۔
رُومیوں ۸ : ۲۶-۲۷۔
گلتیوں ۴ : ۶۔
افسیوں ۴ : ۳۰
عبرانیوں ۹ : ۱۴۔
۱-یُوحنّا ۴ : ۱-۳

پُرانے عہدنامے میں رُوحُ القُدس اِنسانوں پر خاص کام کے لئے نازل ہوتا رہا۔ (لیکن مستقبل میں اُس کے نزول کا خاص وعدہ کیا گیا) اُس زمانے میں عام طور پر خدا کے لوگوں کو رُوحُ القُدس نہیں دیا جاتا تھا۔

پیدایش ۱ : ۲؛ ۶ : ۳۔
خروج ۲۸ : ۳؛ ۳۱ : ۳۔
گنتی ۱۱ : ۲۶-۲۹؛ ۲۴ : ۲؛ ۲۷ : ۱۸۔
قضاۃ ۳ : ۱۰؛ ۶ : ۳۴؛ ۱۳ : ۲۵؛ ۱۵ : ۱۴۔
۱-سموئیل ۱۰ : ۶؛ ۱۶ : ۱۴۔
۲-سموئیل ۲۳ : ۲۔
۱-تواریخ ۲۸ : ۱۲۔
۲-تواریخ ۲۴ : ۲۰۔

نحمیاہ ۹ : ۳۰۔
ایُوب ۲۶ : ۱۳؛ ۳۳ : ۴۔
یسعیاہ ۴۴ : ۳؛ ۶۱ : ۱؛ ۶۳ : ۱۰۔
حزقی ایل ۳۶ : ۲۷۔
یوایل ۲ : ۲۸-۲۹۔
حزقی ایل ۳۶ : ۲۷۔
یوایل ۲ : ۲۸-۲۹
زکریاہ ۴ : ۶؛ ۱۲ : ۱۰

رُوحُ القدُس کے بارے میں خُداوند یسوؔع مسیح کی تعلیم:- مسیح نے کہا کہ اُسے ضرور جانا ہے تاکہ اُس کی حضوری پاک رُوح کے ذریعے سے جو مددگار کہلاتا ہے، ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے۔ اِس طرح سے ہم دیکھتے ہیں کہ خُدا کے اقانیم ثلاثہ میں رُوحُ القدُس خدا باپ اور خدا بیٹے سے کیسے مختلف ہے۔

(ا) اپنے لوگوں کے دلوں میں رُوحُ القدُس بحیثیت خدا ہے۔

(ب) اپنے لوگوں کے درمیان رُوحِ پاک مسیح کی حضوری ہے۔

متی ۱ : ۱۸ ؛ ۳ : ۱۱ ؛ ۱۰ : ۲۰-
لوقا ۱ : ۱۵ ؛ ۲ : ۲۵ - ۲۷ ؛ ۳ : ۱۶ ؛ ۲۲ ؛ ۴ : ۱ ؛ ۱۱ : ۱۳-
یُوحنّا ۳ : ۵ - ۶ ، ۸ -

یوحنا ۷ : ۳۹ ؛ ۱۴ : ۱۷ ؛ ۱۶ : ۷- ۸ ؛ ۲۰ : ۲۲ -
یُوحنّا ۱۴ : ۱۶ - ۱۸ ، ۲۶ ؛ ۱۵ : ۲۶ -

پنتِکُست کے دِن دنیا پر نئے زمانے کا آغاز ہوتا ہے اور تمام ایمان لانے والوں کے لئے خدا کا رُوح فضل کی مُفت بخشش بن جاتا ہے۔

اعمال ۱ : ۴ ، ۸ ؛ ۲ : ۱ - ۷ -
اعمال ۲ : ۱۸ ، ۳۸ ؛ ۴ : ۸ ؛ ۳۱ ؛ ۷ : ۵۵ ؛

اعمال ۸ : ۱۸ - ۲۲ -
اعمال ۱۰ : ۴۴ - ۴۵ ؛ ۱۳ : ۲ ، ۴ ؛ ۱۹ : ۲ -

رُوحُ القدُس کے بارے میں تعلیم کی تشریح پوؔلس رسُول اور دیگر مُصنّفوں نے اپنے خطوں میں کی ہے۔ رُوح کا پھل محبّت، خوشی، اطمینان وغیرہ ہے (گلتیوں ۵ : ۲۲ ، ۲۳)۔ کتابِ مُقدّس رُوح کی حضوری اور معموری میں امتیاز کرتی ہے۔

عبرانیوں ۶ : ۴ ، ۶ -
مقابلہ کیجئے زبُور ۵۱ : ۱۱ -
رومیوں ۵ : ۵ ؛ ۸ : ۱ - ۲۷ ؛ ۱۴ : ۱۷ -
۱ - کرنتھیوں ۲ : ۴ ، ۱۰ - ۱۱ ، ۱۳ ؛ ۳ : ۱۶ ؛ ۱۲ : ۳ -
۲ - کرنتھیوں ۳ : ۳ ، ۶ ، ۱۷ ؛ ۱۳ : ۱۴ -

فلپیّوں ۱ : ۱۹ ؛ ۲ : ۱ ؛ ۳ : ۳ -
۱ - تھسلنیکیوں ۵ : ۱۹ -
۲ - تھسلنیکیوں ۲ : ۱۳ -
۱ - تیمتھیس ۴ : ۱ -
۲ - تیمتھیس ۱ : ۷ ، ۱۴ -
طِطُس ۳ : ۵ -
عبرانیوں ۹ : ۱۴ -
۱ - پطرس ۴ : ۱۴ -

گلتیوں ۳ : ۲ - ۳ ، ۵ ، ۱۴ ؛ ۴ : ۲۹ ؛ ۵ : ۱۷ - ۱۸
افسیوں ۴ : ۳ - ۴ ؛ ۳۰ ؛ ۶ : ۱۷ - ۱۸ -

۲ - پطرس ۱ : ۲۱ -
۱ - یوحنا ۳ : ۲۴ -
یہوداہ ۱ : ۲۰ -
مکاشفہ ۳ : ۲۰ -

آخری حکم:- "رُوح سے معمُور ہوتے جاؤ" (افسیوں ۵ : ۱۸)۔

---

۱۸ - خُدا

پُرانا عہد نامہ ایک اعلےٰ ترین ہستی کا انکشاف کرتا ہے۔ یہ ہستی ازلی اور ابدی ہے۔ اُس کا نام "مَیں ہُوں" ہے۔ وہ تمام زندگی کا چشمہ ہے۔ عبرانی زبان کا لفظ "ایلوہیم"[1] جس کا ترجمہ اُردو میں خُدا کیا جاتا ہے جمع کا صیغہ ہے۔ لہٰذا تثلیث کا بھید اِس عبرانی نام ایلوہیم میں مخفی ہے۔ پُرانے عہد نامہ کا خُدا انسان کی ہر ضرورت کے مطابق اپنے آپ کو اور اپنی صفات کو مختلف ناموں سے ظاہر کرتا ہے۔ خدا کی وحدنیّت میں تین اقنوم ہیں۔ باپ، بیٹا اور رُوحُ القدُس اور اِسی سے مراد "تثلیث" ہے۔ پُرانے عہد نامہ میں مسیح کے دنیا میں وقتاً فوقتاً ظہور کا ذکر پایا جاتا ہے جو اُس کے تجسّم سے پیشتر تھا۔

عبرانی زبان میں خدا کے مختلف نام مندرجہ ذیل ہیں:-

اُردو بائبل میں اکثر اوقات اُن کا ترجمہ "خُدا" یا "خداوند" کیا جاتا ہے۔

ایلوہیم - قادرِ مُطلق (یہاں جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے)۔ پُرانے عہد نامے میں یہ لفظ ۲۵۰۰ بار آیا ہے۔
پیدائش ۱ : ۱ وغیرہ

---

[1] Elohim

ایل[۱] - (واحد کا صیغہ) زور آور - یہ نام مُسبّبُ الاسباب کا مطلب بھی ظاہر کرتا ہے - مقابلہ کیجئے - پیدایش ۳۱ : ۱۳؛ ۴۶ : ۳ -

ایل ایلیون[۲] - خُدائے تعالےٰ یعنی بلند و بالا خُدا -

پیدایش ۱۴ : ۱۸ - ۲۲ -

ایل شیدائی[۳] - خدائے قادر سنبھالنے والا جو ہر ضرورت کو پُورا کرنے کی قدرت

پیدایش ۱۷ : ۱؛ ۴۹ : ۲۵ ؛ ۲۸ : ۳ - ۴ -

ایل اولام[۴] - ابدی خُدا

پیدایش ۲۱ : ۳۳ -

یہوواہ[۵] - بذاتِ خود وجُود رکھنے والا - واجب الوجُود - "مَیں جو ہُوں سو ہُوں" (قریباً سات ہزار دفعہ استعمال ہوا ہے) - یہ خُدا کے عہد کے ضمن میں استعمال ہوتا ہے -

پیدایش ۲ : ۴ ؛ خروج ۳ : ۱۴ ؛ ملاکی ۳ : ۶

یہوواہ ایلوہیم[۶] - خداوند خدا - بطور خالق جیسے پیدایش ۲ : ۴ میں استعمال ہوا ہے -

یہوواہ یری[۷] - خُداوند مہیّا کرے گا -

پیدایش ۲۲ : ۱۲ ، ۱۴ -

یہوواہ روفی[۸] - خُداوند شافی -

خروج ۱۷ : ۸ - ۱۵ -

یہوواہ نِسّی[۹] - خداوند میرا نشان اور جھنڈا -

خروج ۱۷ : ۸ - ۱۵

یہوواہ سلوم[۱۰] - خُداوند ہماری سلامتی -

---

[۱] El [۲] El-Elyon [۳] El-Shaddai
[۴] El-Olam [۵] Jehovah
[۶] Jehovah-Elohim [۷] Jehovah-Jireh
[۸] Jehovah-Rophi [۹] Jehovah-Nissi
[۱۰] Jehovah-Shalom

قضاۃ ۶ : ۲۴ -

یہوواہ روئی[۱] - خُداوند میرا چوپان -

زبُور ۲۳ -

یہوواہ صِدقینو[۲] - خدا ہماری صداقت -

یرمیاہ ۲۳ : ۶ ؛ ۳۳ : ۱۶ -

یہوواہ شامع[۳] - خداوند موجود ہے -

حزقی ایل ۴۸ : ۳۵ -

یہوواہ سباؤتھ[۴] - رَبّ الافواج ، لشکروں کا خُداوند یعنی جنگ کے زمانے میں آسمانی طاقتوں کا خداوند - اس کا ذکر توریت میں بالکل نہیں آتا - لیکن ۱ - سموئیل ۱ : ۳ کے بعد استعمال ہوتا ہے، جب اسرائیلیوں کو دشمنوں سے رہائی کی ضرورت تھی - یہ لفظ یرمیاہ میں ۸۰ دفعہ اور حجیّ کے دو بابوں میں ۱۴ دفعہ آیا ہے -

۱ - سموئیل ۱ : ۳ -
زبُور ۲۴ : ۱۰ ؛ ۴۶ : ۷ ، ۱۱
یسعیاہ ۶ : ۱ - ۵ ؛ ۴۴ : ۶
ملاکی ۳ : ۱۶ - ۱۷ -
لوقا ۲ : ۱۳ - ۱۵ -
یعقوب ۵ : ۱۴

خُدا کی دیگر صفات

(۱) ہر جگہ حاضر و ناظر - کوئی اُس سے بھاگ نہیں سکتا -

زبُور ۱۳۹ : ۷ - ۱۰ "مَیں تیری رُوح سے بچ کر کہاں جاؤں "-

یرمیاہ ۲۳ : ۲۴ - "کیا کوئی آدمی پوشیدہ جگہوں میں چھُپ سکتا ہے کہ مَیں اُسے نہ دیکھوں ؟"

اعمال ۱۷ : ۲۴ - ۲۸ "وہ ہم میں سے کسی سے دُور نہیں "-

---

[۱] Jehovah-Roi [۲] Jehovah-Tsidkenu
[۳] Jehovah-Shammah [۴] Jehovah-Sabaoth

(۲) قادرِ مطلق - اُس پر کوئی غالب نہیں آسکتا -

ایوب ۴۲ : ۲ "تُو سب کچھ کر سکتا ہے "

یرمیاہ ۳۲ : ۱۷ "تیرے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہے "

زبُور ۳۳ : ۶ - ۹ "آسمان خُداوند کے کلام سے . . . بنا "

متی ۱۹ : ۲۶ "خُدا سے سب کچھ ہو سکتا ہے "

ناحوم ۱ : ۳ "خُداوند کی راہ گردباد اور آندھی میں ہے "

(۳) ہمہ دان - وہ سب کچھ جانتا ہے اُسے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا -

زبُور ۱۳۹ : ۱ - ۶ "اَے خُداوند تو . . . میری سب روشوں سے واقف ہے "

۱- یوحنا ۳ : ۲۰ "خُدا . . . سب کچھ جانتا ہے "

زبُور ۱۴۷ : ۴ - ۵ "وہ ستاروں . . . کے نام رکھتا ہے "

اعمال ۱۵ : ۱۸ "خُداوند . . . دُنیا کے شروع سے اِن باتوں کی خبر دیتا آیا ہے "

(۴) یکتا و لاثانی - اُس کی کوئی برابری نہیں کر سکتا -

پَیدائش ۲۱ : ۳۳ "ابدی خُدا "

۲- تواریخ ۶ : ۱۸ "آسمان بلکہ آسمانوں کے آسمان میں بھی تُو سما نہیں سکتا "

۱- تیمتھیس ۱ : ۱۷ "ازلی بادشاہ یعنی غیر فانی نادیدہ واحد خدا کی عزّت اور تمجید ابدالآباد ہوتی رہے - آمین "

خُدا پاک ہے -

احبار ۱۹ : ۳ ؛ یسعیاہ ۶ : ۳ مقابلہ کیجئے - "خُدا نُور ہے "

۱- یُوحنّا ۱ : ۵ -

خُدا محبّت ہے - ۱- یُوحنّا ۴ : ۸ ، ۱۶ -

خدا رُوح ہے - یُوحنّا ۴ : ۲۴ -

۱۹- مسِیح

شرَع کی رُو سے، مبارک نجات دہندے خُداوند یسوؔع[4] کا لقب "مَسِح کیا ہوا"[1] یعنی مسیح ہے - اِنسان کے گِر جانے پر خُدا کے اِس دنیا میں اِنسانی صورت میں آنے اور دنیا کی خاطر جان دینے کا وعدہ کیا گیا تھا - شریعت کی رُو سے مسیح کا نام عبرانی میں "مسیاح"[1] ہے اور یونانی میں "کرِسٹوس"[2] ہے - اس کا مطلب بھی "مَسَح کیا ہوا" ہے - عبرانی میں اُس کا اِنسانی نام "جہوشوا"[3] اور یونانی میں یسوؔع[4] ہے اور اس کا مطلب ہے "بچانے والا"

پُرانے عہدنامے میں مسیح کے متعلق حوالوں کا ایک سلسلہ پایا جاتا ہے - اُس کے ذریعے سے دنیا کی سب قوموں کو برکت حاصل کرنی تھی - وہ بادشاہوں کا بادشاہ اور خُداوندوں کا خداوند ہے - اُس کا نام عجیب مشیر، خُدائے قادر اور سلامتی کا شاہزادہ ہے -

پَیدائش ۳ : ۱۵ ؛ ۱۲ : ۳ ؛ ۱۷ : ۱۹ ؛ ۲۸ : ۱۴ ؛ ۴۹ : ۱۰ -

گنتی ۲۴ : ۱۷ -

زبور ۱۱۰ : ۱ -

یسعیاہ ۹ : ۶ - ۷ ؛ ۲۸ : ۱۶

یسعیاہ ۴۲ : ۱ - ۳ - مقابلہ کیجئے

متی ۱۲ : ۱۸ - ۲۱ -

دانی ایل ۹ : ۲۵ -

زکریاہ ۲ : ۱۰ - ۱۳ -

ملاکی ۳ : ۱ - ۲ -

اہلِ یہود میں نبی، کاہن اور بادشاہ مَسَح کئے جاتے تھے - مسیح یہ تینوں عہدے رکھتا تھا - اُسے مسح ہونا تھا لیکن تیل سے نہیں بلکہ رُوح القدس سے اور اُسے اِنسانوں کے ہاتھوں کانٹوں کا تاج پہننا تھا -

---

۱- Messiah ۲- Christos ۳- Kurios
۴- Jesus

احبار ۸ : ۱۲ (مقابلہ کیجئے
عبرانیوں ۴ : ۱۴) -
استثنا ۱۸ : ۱۵، ۱۸- ۱۹
(مقابلہ کیجئے اعمال ۳ : ۲۲،
۲۳) -
۱-سلاطین ۱۹ : ۱۶ -
۱-سموئیل ۱۶ : ۱۲ - ۱۳ -
۲-سموئیل ۷ : ۱۶ (مقابلہ کیجئے
لوقا ۱ : ۳۲ ، ۳۳) -
زبور ۱۱۰ : ۴ (مقابلہ کیجئے
عبرانیوں ۵ : ۶ ، ۱۰) -
زکریاہ ۹ : ۹
یسعیاہ ۶۱ : ۱، ۲ (مقابلہ کیجئے
لوقا ۴ : ۱۸ ، ۱۹) -
متی ۱ : ۱، ۲۳ ؛ ۳ : ۱۶؛ ۲ : ۱-۶ ؛
۲۱ : ۵ ؛ ۲۷ : ۲۹ -

بیت لحم میں اُسے معجزانہ طور پر کنواری سے پیدا ہونا تھا

یسعیاہ ۷ : ۱۳ ، ۱۴ -
میکاہ ۵ : ۲ -
متی ۱ : ۲۳ -
لوقا ۱ : ۳۵ -

اُسے دُنیا کے لیے دُکھ اُٹھانا اور مرنا تھا۔ اُسے دفن ہونا تھا اور مُردوں میں سے جی اُٹھنا تھا۔

زبور ۱۶ : ۱؛ ۲۲ : ۱ - ۱۸ -
یسعیاہ ۵۰ : ۴ - ۷؛ ۵۲ : ۱۳-
۱۵ ؛ ۵۳ : ۱ - ۱۲ -
زکریاہ ۱۱ : ۱۰ - ۱۳؛ ۱۳ : ۷ -
متی ۲۱ : ۴۲؛ ۲۶ : ۳۱ ؛ ۲۷ : ۹-
۱۰ ، ۲۹ ، ۳۴ - ۳۶ ، ۵۰ -

صلیب دیا جانا - چھ گھنٹے تک وہ صلیب پر لٹکا رہا - وہ انسان کی خطاؤں کے لئے رضاکارانہ طور پر مُوا - وہ اتنی جسمانی تکلیف میں تھا جو بیان نہیں ہو سکتی - لیکن اِس سے بھی زیادہ ہولناک بات یہ تھی کہ ہمارے گناہوں کو برداشت کرنے کی وجہ سے وہ عارضی طور پر خُدا سے جُدا کیا گیا - یہ ایسی بات ہے جسے انسانی عقل کبھی بھی پُورے طور پر نہیں سمجھ سکتی (متی ۲۷ : ۴۵ ، ۴۶) - مسیح نے اُس شہر پر نظر ڈالی جس نے اسے مَوت کے حوالے کر دیا تھا - اُس کے زخمی پاؤں کے نیچے سپاہی اُس کے کپڑوں پر قُرعہ ڈال رہے تھے - یہودی کاہن اپنی فتح پر خوشی سے بغلیں بجا رہے تھے - تائب چور نے دُعا کی - بھیڑ نے اُس پر نگاہ کی - مختلف قسم کے لوگ اُس کے سامنے تھے - وہ دُنیا کے ہر قسم کے لوگوں کے لئے مر رہا تھا - تواریخ کا وہ اہم واقعہ جس پر ماضی اور مستقبل مبنی ہے وقوع

میں آ گیا -

یُوحنا ۱۲ : ۳۲ ؛ ۱۹ : ۱۷ - ۱۹ -
متی ۲۷ : ۳۳ - ۳۴ -
مرقس ۱۵ : ۲۲ - ۳۲ -
لوقا ۲۳ : ۲۷ - ۴۳ -

کفّارے کا عظیم کام مکمّل ہو گیا - تب خُداوند یسوعؔ مسیح قبر میں سے جی اُٹھا اور آسمان پر جہاں سے آیا تھا واپس چلا گیا - لیکن کتابِ مُقدّس واضح طور پر بتاتی ہے کہ وہ پھر اِس دنیا میں آئے گا اور اِس مرتبہ بحیثیت ایک بادشاہ کے جاہ و حشمت کے ساتھ - یہ خداوند کی دوسری آمد ہوگی جس کے نشانات ظاہر ہیں - اعمال ۱ : ۹-۱۱ ؛ متی ۲۴ : ۲۷ -۳۱ ، ۳۹ ؛ ۲۵ : ۶ ، ۱۳ ، ۳۱ - ۳۲ -

کتابِ مُقدّس میں مسیح کے کچھ اور نام بھی ہیں جن سے اُس کی صفات ہم پر اور واضح ہوتی ہیں -

(۱) **عمانوایل** "خدا ہمارے ساتھ" یسعیاہ ۷ : ۱۴ ؛ متی ۱ : ۲۳ -

(۲) **کلام** - یہ خیال یونانی لفظ "لوگس[1]" سے لیا گیا ہے اور یونانی، عبرانی اور ارامی[2] میں ایک ہی معنوں میں استعمال ہوا ہے - یوحنا ۱ : ۱ ؛ ۱ : ۲-۴ ؛ مکاشفہ ۱۹ : ۱۳ مقابلہ کیجیے - ۱- کرنتھیوں ۱ : ۲۴ -

خُداوند - یونانی میں "کیوریس[3]" کے معنی مالک ہیں اور عبرانی میں اِس کے لئے "ادونی[4]" اِستعمال ہُوا ہے - فلپیوں ۲ : ۱۱ میں شاید یہ یہوواہ کے لئے اِستعمال ہُوا ہو -

رومیوں ۱ : ۴ -
لوقا ۱ : ۱۰ -
۱- کرنتھیوں ۱۵ : ۴۷ -

ابنِ آدم - ابنِ آدم مسیح کا انسانی لقب ہے - یہ نئے عہد نامے میں اسّی دفعہ آتا ہے -

متی ۸ : ۲۰ ؛ ۲۴ : ۳۷ - ۴۴ -
لوقا ۱۹ : ۱۰ -
یُوحنا ۳ : ۱۳ -

ابن خُدا - "خُدا کا بیٹا" مسیح کا الٰہی لقب ہے اور یہ اُس کی اُلوہیّت کا

---

1. Logos 2. Aramaic 3. Kurios
4. Adoni

نشان ہے۔

متی ۴ : ۳ ؛ ۲۷ : ۴۳ -	فلپیوں ۲ : ۵ - ۱۱ -
مرقس ۱۵ : ۳۹ -	ططس ۲ : ۱۳ -
لُوقا ۱ : ۳۵ ؛ ۲۲ : ۷۰ -	مکاشفہ ۲ : ۱۸ -
یُوحنا ۱ : ۱۴ ؛ ۳ : ۱۶	

نوٹ :- بعضوں کا خیال ہے کہ پُرانے عہدنامے کے مندرجہ ذیل حوالے مسیح کے متعلق ہیں کہ وہ اُس زمانہ میں بھی ظاہر ہوتا رہا۔ اگرچہ ہم اُس کا یقینی طور پر ثبوت نہیں دے سکتے تو بھی ایک بات یقینی ہے کہ اُس کی ہستی دنیا سے پہلے موجود تھی اور وہ باپ کے ساتھ ایک ذات ہے۔ مقابلہ کیجئے۔ یُوحنا ۱ : ۱ ؛ ۱۰ : ۳۰ ، ۱۷ : ۵ اور کلسیوں ۲ : ۹ -

پیدائش ۱۶ : ۷ ؛ ۳۲ : ۲۴ - ۳۲ -	قضاۃ ۶ : ۱۲ - ۲۲ ؛ ۱۳ : ۳ - ۲۱ -
خروج ۳ : ۲ -	قضاۃ ۱۳ : ۱۸ سے یسعیاہ ۹ : ۶ کا مقابلہ کیجئے
یشوع ۵ : ۱۳ - ۱۵ -	۱- سلاطین ۱۹ : ۵ - ۷ -

صلیب۔ سزا دینے کے لئے رُومی چار طرح کی صلیبیں استعمال کرتے تھے۔ ان کی شکلیں ایسی ہوتی تھیں۔

I T X +

معلوم نہیں کہ ہمارے نجات دہندے کو کس قسم کی صلیب پر لٹکایا گیا۔ رومی شہنشاہ قسطنطین نے جو چوتھی صدی عیسوی میں مسیحی ہوا صلیبی سزا کو منسوخ کر دیا۔

۲۰- دُعا

دُعا، انسان اور خالق کے مابین رفاقت ہے۔ یہ جسم کے رجحان کی بجائے ذہنی رجحان پر مبنی ہے۔ اِس کا انحصار اپنی ضروریات کی رٹے کی بجائے ایمان پر ہے۔ دُعا، انسان کا خُدا سے رابطہ قائم کرنے کا ایک وسیلہ ہے، جس سے خُدا عجیب طریقے سے دنیا پر اپنی طاقت کو انڈیل دیتا ہے۔ یہ فضل کا وسیلہ ہے جو خُدا نے ہمارے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ (سبق ۲۲ کے نوٹ ملاحظہ کیجئے)۔

اِس سے پہلے کہ خدا، یسوع مسیح میں ظاہر ہُوا، پُرانے عہدنامے کے لوگ خُدا سے یوں دُعا کرتے تھے :-

(ا) وہ خدا کو رحیم و کریم اور پُرفضل کہہ کر پکارتے تھے۔

(ب) اُسے ایسے خطاب کرتے تھے جس نے اپنے لوگوں سے عہد و پیمان کیا۔

پیدائش ۱۸ : ۲۳ ، ۳۲ ؛ ۳۲ : ۹ - ۱۱ -	۱- سموئیل ۱ : ۱۰ - ۱۱ -
خرُوج ۳۲ : ۱۱ - ۱۳ ؛ ۳۳ : ۱۲ - ۱۶ -	۱- سلاطین ۸ : ۲۳ -
گنتی ۱۰ : ۳۵ ؛ ۱۴ : ۱۷ - ۱۹ -	نحمیاہ ۱ : ۵ - ۶ -
قضاۃ ۱۶ : ۲۸ -	زبُور ۵۷ -
	یوناہ ۲ : ۲ -

جب مسیح آیا تو خُدا سے نیا رشتہ قائم ہوگیا۔ اُس نے اپنے شاگردوں کو نئی طرز سے دُعا کرنا سکھایا اور یہ طرز اِس رشتے پر مبنی تھی۔ نئی پیدائش سے ہم خُدا کے فرزند بن جاتے ہیں اور خُدا کو باپ کہہ کر پکار سکتے ہیں۔ مسیح نے مجسّم ہوکر اور انسانوں کے درمیان رہ کر اس نئے رشتے کو ظاہر کر دیا۔ اُس نے سکھایا کہ اُس کے شاگرد اپنی آنکھیں اور دل، دن و رات، ہروقت، ہرجگہ اور ہرحالت میں خدا کی طرف لگائیں اور جیسے بچّے باپ سے باتیں کرتے ہیں وَیسے ہی خدا سے ہمکلام ہوں۔ اِس نئے میل ملاپ میں فضول لفظوں

کی گنجائش نہیں اور نہ ہی ایسی دُعا کی جو دکھاوے کی ہو۔ کیونکہ وہ ایسا باپ ہے جو بھیدوں کو جانتا ہے اور دلوں کو پرکھتا ہے۔

متی ۶ : ۷ - ۱۵ ، ۲۸ - ۳۲ ؛ ۱۱ :
۲۵ - ۲۶ ؛ ۲۶ : ۴۱ -
مرقس ۱ : ۳۵

لوقا ۱۵ : ۱۸ -
یُوحنا ۳ : ۳ ؛ ۱۴ : ۱۳ ؛ ۱۶ :
۲۳ - ۲۴ ؛ باب ۱۷ -

پنتکُست کے بعد یہ نیا رشتہ اور بھی گہرا اور تجربہ وسیع ہوگیا۔ خدا کے فرزند بالغ بیٹے اور بیٹیوں کے پُورے قد تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہ ضروری دُعا ہے کہ رُوح میں ہو اور اپنی خواہشوں کو اُس کے سپُرد کر دیا جائے اور اُس سے راہنمائی حاصِل کی جائے کہ ہم کس بات کے لئے دُعا کریں۔ ہم "خالص ایمان" سے یا "تمام رات" یا "رُوحوں کے لئے خاص بوجھ سے" اِس لئے دُعا کرتے ہیں کیونکہ ہمارے اندر خُداوند کا رُوح ہمیں لاشعوری طور پر اُبھارتا ہے اور ہمارے ذریعے سے شفاعت کرتا ہے۔ یہ وہ دُعا ہے جو پہاڑوں کو ہٹا دیتی ہے۔ اِسی دُعا کے ذریعے ہم مانگتے ہیں اور پا لیتے ہیں۔

یُوحنا ۱۶ : ۲۳ -
لُوقا ۹ : ۲۸ ، ۱۱ : ۱ ؛ ۲۲ : ۴۴ -
اعمال ۴ : ۳۱ ؛ ۹ : ۵ ، ۱۱ ؛ ۱۰ :
۹ ؛ ۱۲ : ۵ ، ۱۱ - ۱۲ ؛ ۱۶ :
۱۳ ؛ ۲۱ : ۵ -
افسیوں ۱ : ۱۵ - ۱۷ ؛ ۳ : ۱۴ - ۲۱ ؛
۶ : ۱۸
رومیوں ۸ : ۱۶ - ۱۷ ، ۲۶ - ۲۷ -

فلپیّوں ۱ : ۹ - ۱۱ -
۱- تھسلنیکیوں ۳ : ۱۰ -
کلسیوں ۱ : ۹ - ۱۰ ؛ ۴ : ۳
۱- تیمتھیس ۲ : ۸ -
یعقوب ۵ : ۱۶ -
یہُوداہ ۱ : ۲۰ -
۱- یُوحنا ۵ : ۱۴ - ۱۶ ؛ ۳ : ۲۲ -
مکاشفہ ۲۲ : ۲۰ -

نوٹ :- "مسیح کے نام میں" دُعا کرنے کا یہ مطلب ہے کہ ہم مسیح پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اُس نے ہمارا فدیہ دیا ہے اور یہ خُدا کے حضور منظور ہے۔ اگر ہم مسیح کی مرضی کے مطابق نہ مانگیں تو ہم کچھ بھی حاصِل نہیں کر سکتے۔

۲۱- شریعت

شریعت سے مُراد خُدا کا وہ مقرّرہ انتظام ہے جو یسوعؔ مسیح کے آنے سے پہلے دیا گیا تھا۔ شریعت فضل کی ضد ہے۔ مثال کے طور پر شریعت راستبازی طلب کرتی ہے اور فضل اُسے عطا کر دیتا ہے۔

پُرانے عہد نامے میں انسانوں کو راستبازی اِس شرط پر ملتی تھی کہ وہ شریعت کی تابعداری کریں۔ لیکن شریعت کے تحت انسان ناکام رہا کیونکہ وہ شریعت کا تقاضا پُورا نہ کر سکا۔ شریعت ایک "اُستاد" تھی اور اس نے سب کو گناہ سے آشنا کر دیا۔

یُوحنا ۷ : ۱۹ -
رومیوں ۱۰ : ۲ - ۳ -
گلتیوں ۳ : ۱۱ - ۱۲ ، ۲۲ ، ۲۴ -
خروج ۲۰ : ۱ - ۲۶ ؛ ۲۴ : ۱۲ ،

خروج ۳۱ : ۱۸ -
استثنا ۶ : ۶ - ۹ -
زبُور ۱ : ۲ ؛ ۱۹ : ۷ ، ۸ ؛ ۳۷ : ۳۱ ؛
۴۰ : ۸ ؛ ۱۱۹ : ۱ -

شریعت کے تحت اِنسان ناکام رہ گیا۔ مسیح شریعت کی تکمیل کرنے اور نئی راہ دکھانے کے لئے آیا۔ یہ نئی راہ فضل کی راہ ہے۔

یسعیاہ ۱ : ۱۳ - ۱۸ ؛ ۵ : ۲۴ -
یرمیاہ ۹ : ۱۳ - ۱۶ -
حزقی ایل ۲۲ : ۲۶ -
دانی ایل ۹ : ۸ - ۱۳ -
متّی ۵ : ۱۷ ؛ ۲۲ : ۳۶ - ۳۷ ، ۴۰ -
لُوقا ۱ : ۶ -
یُوحنّا ۱ : ۱۷ -
عبرانیوں ۷ : ۱۹ -

اعمال ۱۳ : ۳۹ ؛ ۱۵ : ۵ ،
۱۰ - ۱۱ ، ۲۸
رُومیوں ۲ : ۱۲ - ۱۴ ؛ ۳ : ۲۰ ؛ ۴ :
۱۵ ؛ ۵ : ۱۳ ، ۱۴ ؛ ۸ :
۳ ، ۴ ؛ ۱۳ : ۸ - ۱۰ -
گلتیوں ۳ : ۲۱ -
فلپیوں ۳ : ۴ ، ۶ -
یعقوب ۲ : ۱۰ -

فضل کی آزادی مسیح کے خُون کے وسیلہ سے مول لی گئی ہے۔ لہٰذا جو مسیحی کسی نہ کسی طرح سے اپنے آپ کو شریعت کے ماتحت کرتا ہے وہ خدا کے غضب کا سزاوار ہے (دیکھئے سبق نمبر ۳۷)۔

اعمال ۱۵: ۱-۲، ۵، ۱۹ -
گلتیوں ۳: ۱۰؛ ۵: ۱، ۳، ۴ -

۲۲- فضل

فضل سے مُراد خدا کی وہ مہربانی ہے جس کا انسان حقدار نہیں۔ جب کسی پر بے جا یا جس کا وہ حقدار نہ ہو مہربانی کی جائے تو اُس کو فضل کہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ فضل ہمارے منّجی خدا کی مہربانی اور انسان کے ساتھ اس کی اُلفت ہے۔ "مگر راستبازی کے کاموں کے سبب سے نہیں جو ہم نے خُود کئے"۔ فضل، شریعت اور اعمال کے برعکس ہے۔ شریعت کے تحت خدا انسان سے راستبازی طلب کرتا ہے اور فضل کے تحت وہ انسان کو راستبازی عطا کرتا ہے۔

فضل کا زمانہ مسیح کی موت اور قیامت سے اِس دنیا میں شروع ہُوا۔

طِطُس ۲: ۴-۵ -
یوحنا ۱: ۱۷؛ ۱: ۱۲-۱۳؛ ۳: ۳۶ -
رومیوں ۳: ۲۴-۲۶؛ ۵: ۶
رومیوں ۱۵-۲۱؛ ۶: ۱۴ -
۲-کرنتھیوں ۶: ۱-۳؛ ۸: ۹ -
گلتیوں ۱: ۳-۱۵؛ ۲: ۲۱؛ ۵: ۴ -

شریعت مطالبہ کرتی ہے، فضل عطا کرتا ہے۔ "تو یہ کرنا اور یہ نہ کرنا" کی جگہ "تم قوت پاؤ گے" لے لیتا ہے۔

استثنا ۵: ۱۷-۲۰ -
مقابلہ کیجئے ۱-یوحنا ۴: ۱۹
فلپیوں ۳: ۹؛ ۴: ۱۳ -
عبرانیوں ۷: ۱۹ -

یُوحنا ۱: ۱۲؛ ۳: ۱۶ -
رومیوں ۳: ۲۱-۲۴؛ ۸: ۳؛ ۱۰: ۴-۱۰ -
مقابلہ کیجئے زبور ۵۱: ۱۱ -
افسیوں ۵: ۱۸ -

شریعت نیک آدمی کو برکت دیتی ہے اور فضل شریر آدمی کو بچا لیتا ہے۔

خروج ۱۹: ۵ -
افسیوں ۲: ۱-۹ -

شریعت کے تحت دُنیا یہاں تک ناکام ہو گئی کہ آخرکار انسان نے مسیح کو مصلوب کر دیا۔ اِسی طرح فضل کے تحت اِس زمانے کا خاتمہ برگشتگی اور عدالت سے ہوگا، جیسا کہ کتابِ مُقدّس اس کی پیشین گوئی کرتی ہے۔ یاد رکھئے کہ خدا کے فضل کی تجویز ناکام نہیں ہوتی بلکہ انسان ناکام ہوتا ہے (۲-کرنتھیوں ۴: ۳، ۴)۔

۲-تیمتھیس ۳: ۱-۱۸ -
۱-یوحنا ۴: ۱-۳ -
۲-پطرس ۲: ۱ -
یہوداہ ۱: ۴، ۸، ۱۱-۱۳، ۱۶ -
۲-تھسلنیکیوں ۲: ۱۱-۱۲ -
مکاشفہ ۳: ۱۴-۱۶

فضل، دنیا کی نجات کے لئے خُدا کی آخری تجویز ہے۔ اِس کے علاوہ اگر کوئی دوسری خوشخبری ہو تو وہ ملعُون ہے۔

گلتیوں ۱: ۸-۹ مقابلہ کیجئے یُوحنا ۱۰: ۱ -

نوٹ :- فضل کے ذرائع

اس سے وہ ذرائع مُراد ہیں جن سے ہماری رُوحوں کو برکت ملتی ہے۔ یہ برکت یعنی فضل بدلتا نہیں بلکہ ہمیشہ یکساں رہتا ہے۔ یہ ہے خدا کی وہ مہربانی جو وہ نااہل انسان پر ظاہر کرتا ہے۔ فضل کی خاص قسمیں نہیں ہوتیں۔ فضل کے بڑے بڑے ذرائع مندرجہ ذیل ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ مندرجہ ذیل ترتیب اہمیت کے لحاظ سے بہترین ہو:-

۱- دُعا- (دیکھئے سبق نمبر ۲)-

دُعا فضل کے تمام ذرائع کی بنیاد ہے کیونکہ یہ خُداوند مسیح کے ساتھ ہمارے شخصی تعلقات کی چابی ہے۔

۲ - کلامِ مُقدّس کا مُطالعہ

کلامِ مُقدّس بذاتِ خود فضل کا اہم وسیلہ ہے۔ اِسی کے وسیلہ سے خدا مجرم ٹھہراتا، بچاتا، پاک کرتا اور ہدایت کرتا ہے۔ خُدا اُس کے وسیلے سے ہم سے ہمکلام ہوتا ہے۔

۳ - گواہی دینے کی خدمت

خدا اپنے فرزندوں کی خدمت اور گواہی کو دُوسروں کو مسیح کے پاس لانے کے لئے اِستعمال کرتا ہے۔ یہ بات چیت، گانے بجانے یا نمونے کی زندگی بسر کرنے کی صورت میں ہو سکتی ہے۔ اِس حقیقت کو دُوسرے الفاظ میں یوں کہا گیا ہے "عملی زندگی کے ذریعے سچائی کا اظہار"۔ ہمیں احساس ہونا چاہیئے کہ مسیح ہر ایک مسیحی مرد اور عورت کو کسی نہ کسی طرح گواہی دینے کے لئے بلاتا ہے۔ لیکن مسیحی کلیسیاؤں میں اِس کام کے لئے خُدا بعضوں کو مبشر اور خادم ہونے کے لئے چنتا ہے، تاکہ وہ پُورا وقت اُس کی خدمت میں صرف کریں۔

۴ - عبادت

عبادت گھروں میں بھی اور ایمانداروں کے مجمع میں بھی ہو سکتی ہے۔ ملاحظہ کیجئے "جہاں دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہیں وہاں میں اُن کے بیچ میں ہُوں"۔ عام طور پر اِس ذریعے سے لاپرواہی متذکرہ بالا تین ذرائع سے کوتاہی کا نتیجہ ہوتا ہے (ملاحظہ کیجئے عبرانیوں ۱۰ : ۲۵)۔

۵ - بپتسمہ (ملاحظہ کیجئے سبق نمبر ۴۰)۔

بپتسمے اور عِشائے ربانی کو "سیکرامنٹ"، یا پاک رسوم" کہتے ہیں۔ یہ مندرجہ بالا دئے ہُوئے فضل کے ذرائع سے مختلف ہیں کیونکہ یہ ظاہر انشان ہیں۔

۶ - عشائے ربّانی (ملاحظہ کیجئے سبق نمبر ۴۱)

اِن دو "۲ سیکرامنٹوں" کے بارے میں یہ بتانا ضروری ہے کہ رومن کیتھولک کلیسیا

سات "سیکرامنٹوں" کا دعویٰ کرتی ہے یعنی زندگی کی وہ سب اہم ضرُوریات جن کا "پریسٹ" کو لوگوں کیلئے انتظام کرنا چاہیئے۔ اِن سات "سیکرامنٹوں" کے جُدا جُدا نشان ہوتے ہیں۔ مثلاً "ماس" کا نشان روٹی اور انگور کا شیرہ ہے۔ "بپتسمہ" کا نشان پانی ہے۔ "توبہ" کا نشان ہے اعتراف اور توبہ کرنے کا عمل۔ "پریسٹ" کے تقرر کا نشان ہے ہاتھوں کا رکھنا "شادی" کا نشان ہے باہمی وعدے۔ "آخری مالش" کا نشان ہے تیل۔ "مستقیم" کا نشان ہے ہاتھ لگانا۔ لیکن مذہبی اصلاحات کے دَور سے لے کر "چرچ آف انگلینڈ" نے صرف دو سیکرامنٹ رکھے ہیں، یعنی بپتسمہ اور عشائے ربّانی، جن کا مسیح نے خُود خاص طَور پر حکم دیا تھا۔ رومن کیتھولک کلیسیا کی غلطی سے "سیکرامنٹ" کے لفظ کے متعلق کافی پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں اور اِس لفظ کا غلط استعمال ہوتا ہے۔ "سیکرامنٹ" فضل کا صرف ظاہری نشان ہے۔

آخر میں ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ یسوعؔ مسیح پر شخصی ایمان لائے بغیر فضل کا کوئی بھی وسیلہ کارگر نہیں ہوتا۔ اعمال ۲ : ۳۸ - ۴۱ ؛ ۸ : ۳۶ ؛ ۱ - کرنتھیوں ۱۱ : ۲۹ ؛ عبرانیوں ۴ : ۲ -

---

۲۳ - آزمائش

بنی نوعِ انسان کو گناہ میں پھنسانے اور ورغلانے کیلئے شیطان جو ذرائع اور ہتھکنڈے اِستعمال کرتا ہے اُس کو آزمائش کہتے ہیں۔ لیکن بائبل مُقدّس میں بعض اوقات یہ لفظ امتحان کے معنوں میں بھی اِستعمال کیا گیا ہے ابلیس ہمیں گرانے کے لئے آزماتا ہے لیکن خدا ہمیں پختہ کرنے کے لئے آزماتا ہے۔ ہمیں ان دونوں میں امتیاز کرنا چاہیئے۔

شروع سے لے کر آخر تک بائبل مُقدّس بتاتی ہے کہ شیطان بنی نوعِ انسان

کو آزمانے اور ورغلانے والا ہے۔ وہ پھسلا پھسلا کر انہیں گناہ میں دھکیل دیتا ہے۔

پیدائش ۳ : ۱۳۔	۱۔کرنتھیوں ۷ : ۵۔
متی ۴ : ۱، ۳ ؛ ۶ : ۱۳۔	۲۔کرنتھیوں ۱۱ : ۳۔
لوقا ۴ : ۱۳ ؛ ۸ : ۱۲ - ۱۳۔	۱۔تھسلنیکیوں ۳ : ۵۔

آزمائش مختلف شکلوں میں ہر انسان پر آتی ہے۔ نجات یافتہ اور غیر نجات یافتہ دونوں پر بچپن سے لے کر بڑھاپے تک آزمائشیں آتی رہتی ہیں۔ یسوع مسیح بھی آزمایا گیا لیکن بے گناہ رہا۔

زبور ۹۵ : ۸۔	۱۔تیمتھیس ۶ : ۹۔
لوقا ۲۲ : ۲۸۔	۱۔پطرس ۱ : ۶۔
اعمال ۲۰ : ۱۹۔	یعقوب ۱ : ۲ ، ۱۲ - ۱۵۔
گلتیوں ۴ : ۱۴ ؛ ۶ : ۱	عبرانیوں ۲ : ۱۸ ؛ ۴ : ۱۵۔

فتح کا راز صرف نجات یافتہ ہی جانتے ہیں۔

متی ۲۶ : ۴۱	یعقوب ۱ : ۱۲۔
۱۔کرنتھیوں ۱۰ : ۱۳۔	۲۔پطرس ۲ : ۹۔
	مکاشفہ ۳ : ۲۱۔

۲۴۔ دُکھ کا مسئلہ

دنیا میں تمام دُکھ، درد اور تکلیف اُس بیماری کی علامت اور نتائج ہیں جس کو گناہ کہتے ہیں کیونکہ بدکردار خود یعنی ابلیس اس دنیا کا خدا ہے۔ کتاب مقدس بتاتی ہے کہ تمام دُکھ جس صورت میں بھی موجود ہیں، "انسان کے گر جانے" کا نتیجہ ہیں۔

دُکھوں اور مصیبتوں کے متعلق ایک مسیحی کا کیا رویہ ہونا چاہیئے؟

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے موت اٹل اور ناگزیر ہے، اسی طرح دکھ اور بیماری سے رہائی بھی ممکن نہیں۔ لیکن ایک ایماندار کو اُن کا ہمت اور دلیری سے سامنا کرنا اور برداشت کرنی چاہیئے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مسیح بھی اُن میں سے گزرا، ان کا تجربہ کیا اور اُن پر غالب آکر فتح پائی۔ جب ہماری زندگی کی مسافرت کے دوران دُکھ اور بیماریاں آتی ہیں تو وہ خدا کی اجازت سے آتی ہیں۔ ہمیں خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ ہمارا باپ ہے اور اس کی اجازت کے بغیر ہم کو کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات ہمیں خدا کی صاف اور خالص کرنے والی آگ میں سے گزرنا ہی پڑتا ہے کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ دنیا کی تمام آلائشیں جل جائیں اور صرف خالص سونا باقی رہ جائے۔

پیدائش ۳ : ۱۷ - ۱۹ ؛ ۲۲ : ۱ - ۱۶۔	اعمال ۱۴ : ۲۲۔
ایوب ۱ : ۲۱ - ۲۲ ؛ ۵ : ۱۷ ؛ ۲۳ : ۱۰۔	۱۔تھسلنیکیوں ۳ : ۲ - ۴۔
یسعیاہ ۵۳ : ۳ - ۵۔	۲۔تیمتھیس ۳ : ۱۱ - ۱۲۔
متی ۱۰ : ۲۵ ، ۲۹ - ۳۰ ؛ ۱۳ : ۲۰ - ۲۲ ؛ ۲۶ : ۳۸۔	عبرانیوں ۱۱ : ۳۴ - ۳۹۔
۱۔پطرس ۲ : ۲۰ - ۲۴ ؛ ۱ : ۶ - ۷۔	یعقوب ۱ : ۲ - ۳۔
رومیوں ۵ : ۳۔	عبرانیوں ۱۲ : ۶ - ۱۳۔
۲۔کرنتھیوں ۷ : ۱۰۔	۱۔پطرس ۳ : ۱۴ - ۱۷ ؛ ۴ : ۱۶ - ۱۹ ؛ ۵ : ۱۰۔

ایک مسیحی کو ہر قسم کے دُکھ کا مقابلہ کرنا ہے لہٰذا اُسے دلیری اور ایمان سے اُس کا سامنا کرنا چاہیئے۔ ہمیں نہ گلہ کرنا چاہیئے اور نہ شکوہ و شکایت۔ خود رحمی گناہ ہے۔ مسیح نے فتح حاصل کر لی۔ ہمارا اشک اس کے بارے میں رویا کو ماند کر دے گا۔

ہم پر جو بیماریاں اور دُکھ آتے ہیں اُن سے شفا دینے کے لئے خُدا قادر ہے لیکن ہمیں اُسے حکم نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ "ابتدا ہی سے اُسے انتہا کا علم ہے"۔ اگر خُدا چاہے تو وہ ہمیں کسی بھی بیماری سے شفا دے سکتا ہے۔ جو غالب آتا ہے فتح یاب ہوتا ہے اور زندگی کا تاج اُس کا انتظار کرتا ہے۔

زبور ۹ : ۹ ؛ ۲۷ : ۵ ؛ ۹۱ : ۱۵ ؛
۹۴ : ۱۲ ؛ ۱۲۱ : ۱ - ۸ -
امثال ۱۲ : ۱۳ ؛ ۱۵ : ۱۳ -
یسعیاہ ۳۵ : ۱۰ -
متی ۵ : ۱۱ - ۱۲ - .
یُوحنّا ۱۵ : ۲۰ ؛ ۱۶ : ۲۳ -
۲ - کرنتھیوں ۴ : ۱۷ ؛ ۱۲ : ۷ - ۱۰ -

۱ - تھسلنیکیوں ۴ : ۱۳ - ۱۴ -
۲ - تھسلنیکیوں ۱ : ۴ - ۹ -
۱ - پطرس ۴ : ۱۲ - ۱۳ -
۲ - پطرس ۲ : ۹ -
یعقوب ۱ : ۱۲ -
مکاشفہ ۳ : ۱۲ ؛ ۲۱ : ۴ -

---

۲۵ - شک اور سرد مہری کی وجوہات

بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو مسیحی زندگی میں شکوک پیدا کرتی ہیں ۔ شک مسیحیوں کا ایسا گناہ ہے جو بار بار حملہ کرتا ہے اور آخری زمانے میں یہ نمایاں طور پر ظاہر ہوگا ۔ شک ، سرد مہری اور کمزوری پیدا کر دیتا ہے ۔ (دیکھئے سبق نمبر ۱۵) - اِس کی وجہ بے اعتقادی ہے ۔

لوقا ۱۸ : ۸ ؛ ۲۱ : ۲۵ ، ۲۶
مکاشفہ ۲ : ۲ - ۴

آیئے ، ہم اُن شکوک اور سرد مہری کے اسباب پر غور کریں جن کے متعلق کتابِ مُقدّس مسیحی روش میں ہم کو محتاط رہنے کے لئے بتاتی ہے ۔

(۱) بُرا اور بے ایمان دِل

متّی ۱۷ : ۱۹ ، ۲۰ -
مرقس ۶ : ۵ - ۶ -

لوقا ۴ : ۲۰ ، ۲۲ ، ۲۹ -
عبرانیوں ۳ : ۱۲ -

(۲) کڑوی جڑ

عبرانیوں ۱۲ : ۱۵ -

(۳) مُعاف نہ کرنا

زبُور ۶۶ : ۱۸
متّی ۵ : ۲۳ - ۲۴

متّی ۶ : ۱۲ -
رومیوں ۱۲ : ۱۹ - ۲۰

(۴) شَیطان کا کلام کو چُرا لے جانا

لوقا ۸ : ۱۲

متّی ۴ : ۳ -

(۵) فخر اور امارت پرستی

یُوحنّا ۵ : ۴۴ -
لوقا ۱۸ : ۹ - ۱۴ -
رومیوں ۱۰ : ۳

۱ - یُوحنا ۱ : ۸ - ۱۰ -
۱ - کرنتھیوں ۸ : ۲ - ۳ -
مکاشفہ ۳ : ۱۷ - ۱۸ -

(۶) بحث و تکرار

متّی ۱۶ : ۸ -
رومیوں ۱۴ : ۱ -

۲ - تیمتھیس ۲ : ۱۴ ، ۱۶ ، ۲۳ -

(۷) فکرمندی

فلپیوں ۴ : ۶ - ۷

متی ۶ : ۳۱ -

(۸) قرضہ جات

" آپس کی محبّت کے سوا کسی چیز میں کسی کے قرضدار نہ ہو " رُومیوں ۱۳ : ۸

(۹) گندی ضمیر

اعمال ۲۴ : ۱۶ -

۱ - تیمتھیس ۳ : ۹ -

۱-تیمتھیس ۱ : ۱۹ -
ططس ۱ : ۱۵ -

(۱۰) ناپاکی

مرقس ۷ : ۲۰ - ۲۳ -
۱-کرنتھیوں ۹ : ۲۴ - ۲۷ -
۱-کرنتھیوں ۱۰ : ۶ ، ۱۳ -

(۱۱) عیب جوئی

احبار ۱۹ : ۱۶ -
زبور ۱۰۱ : ۵
رُومیوں ۱ : ۲۹ - ۳۰ -
یعقوب ۳ : ۲ - ۶ -

(۱۲) دُعا کی کمی

متی ۲۶ : ۴۱
لُوقا ۲۱ : ۳۶

اِس کا عِلاج کیا ہے

علاج اِس بات میں مخفی ہے کہ ہم ہمیشہ تابعدار رہیں اور جب ضرورت ہو، مُعافی کے لئے مسیح کے پاس فوراً آجائیں۔ شکی توما نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور چلایا "اے میرے خُداوند! اے میرے خُدا!"

یُوحنا ۲۰ : ۲۴ ، ۲۷ - ۲۹ -
متی ۱۴ : ۲۹ ، ۳۱ -
۱-کرنتھیوں ۹ : ۲۶ - ۲۷ -
۱-تیمتھیس ۶ : ۱۲ ؛ ۲ - ۸ -
فلپیوں ۳ : ۱۴ -
عبرانیوں ۱۲ : ۱ -

۲۶- جسم

جسم سے مُراد انسان کی وہ پُرانی اِنسانیت ہے جو اُس نے آدم سے ورثہ میں پائی اور جو فطرتاً گناہ کی جانب راغب ہوتی ہے۔ یہ بُری خصلت یعنی "پُرانی اِنسانیت" مسیحیوں پر بھی حملہ کرتی ہے اور انہیں جسمانی حالت میں دھکیل دیتی ہے۔ یوں وہ جسم کی راہ پر چلتے ہیں حالانکہ فتح ہر ایک کی راہ تاک رہی ہے۔

"جسمانیت" انسان کی پیٹھ پر ایک بوجھ ہے۔ رُومی حکومت کا دستور تھا کہ قاتل کو سزا دینے کے لئے مقتول کی لاش کے ساتھ باندھ دیتے تھے۔ (نوٹ۔ ملاحظہ کیجئے صفحہ نمبر ۸۷)۔

زبُور ۵۱ : ۵ -
یُوحنا ۳ : ۶ ؛ ۸ : ۱۵ -
رومیوں ۷ : ۱۴ - ۲۴
گلتیوں ۴ : ۲۹ -
افسیوں ۲ : ۳ -

جسم پر فتح کیسے پائی جا سکتی ہے؟ ضروری ہے کہ انسان نئے سرے سے پیدا ہو اور اُسے نئی فطرت حاصل ہو جائے۔ پھر اُسے جسم اور گناہ کی غلامی کو اُتار پھینکنے کی طاقت مِل جائے گی۔ لیکن وہ اِس طاقت کو استعمال تب ہی کر سکے گا جبکہ اُس نے مکمل طور پر اپنے آپ کو خُداوند کے حوالے کر دیا ہو۔

زبُور ۵۵ : ۲۲
یُوحنا ۱ : ۱۲ - ۱۳ ؛ ۶ : ۶۳ -
رومیوں ۶ : ۴ ، ۶ - ۸ ؛ ۷ : ۴ - ۶
رومیوں ۱۳ : ۱۴ -
افسیوں ۵ : ۱۴ -

نئے سرے سے پیدا شدہ انسان جسم کے اقتدار میں نہیں، بلکہ رُوح کے اقتدار میں ہوتا ہے لیکن جسم پھر بھی اس کے ساتھ رہتا ہے اور وہ اپنی مرضی سے

"جسم کے مطابق" یا "رُوح کے موافق" چل سکتا ہے۔ پہلی حالت میں وہ "جسمانی" ہے اور دوسری حالت میں وہ "رُوحانی" مسیحی ہے۔ چونکہ جسم بے بس ہو چکا ہے لہٰذا جو ایماندار رُوح کے موافق چلتا ہے جسم پر فتح اُس کا روزمرّہ کا معمول بن جائے گا۔ (ملاحظہ کیجئے سبق نمبر ۱۴ نوٹ نمبر ۳)۔

رومیوں ۶ : ۶ ؛ ۷ : ۲۱ - ۲۵ ؛ ۸ : ۱ - ۴ ، ۸ - ۹ -
خروج ۱۴ : ۳۰ -
۱-کرنتھیوں ۳ : ۱ - ۴ -

۲-کرنتھیوں ۷ : ۱ ؛ ۱۰ : ۳ - ۴ -
گلتیوں ۳ : ۳ ؛ ۵ : ۱ ، ۱۶ - ۱۷ -
افسیوں ۶ : ۱۱ - ۱۲ -

"جسمانی" زندگی، جب مسیحیوں میں پائی جاتی ہے تو یہ نکمّے پھلوں مثلاً خُودغرضی، حسد، فتح کو کھو دینے، تفرقوں اور "گھٹیا زندگی" سے عیاں ہو جاتی ہے۔

۱-کرنتھیوں ۱ : ۱۱ - ۱۲ ؛ ۳ : ۱ - ۴ -
فلپیوں ۱ : ۱۵ - ۱۷ -
۲-کرنتھیوں ۱۲ : ۲۰ - ۲۱

۱-یُوحنا ۲ : ۱۶ -
یہُوداہ ۱ : ۲۲ - ۲۳ -
مکاشفہ ۳ : ۱۵ ، ۱۹ -

نوٹ:۔ ممکن ہے کہ پَولُس نے رومیوں ۷ : ۲۴ میں اس سزا کی طرف اشارہ کیا ہو، جو اُس وقت رُومی حکومت قاتل کو دیتی تھی۔ فیصلہ سُنا دینے کے بعد قاتل کو مقتول کی لاش کے ساتھ باندھا جاتا تھا اور وہ مرنے تک وہیں بندھا رہتا تھا۔ لہٰذا وہ پکار اُٹھتا ہے "اِس موت کے بدن سے مجھے کون چھڑائے گا؟"

۲۷-رِیاکاری

یُونانی زبان میں رِیاکاری کا لفظ ہپوکرِسِس۱؎ سے لیا گیا ہے اور اس کا مطلب ہے

۱؎ Hypokrisis

"کسی ڈرامے کا حصّہ ادا کرنا" (کسی دوسرے کے الفاظ یا حرکات کو بعین اُسی طرح ادا کرنا)۔ رِیاکاری کی یہ تعریف اُن لوگوں پر خُوب صادق آتی ہے جو مذہب کو جامے کے طور پر پہن لیتے ہیں مگر اُن کے دل خُدا سے بہت دُور ہوتے ہیں۔ رُوحانی معنوں میں اِسکا مطلب غیر مخلصانہ رویّہ ہے

نئے عہدنامے میں مسیح نے اِس گناہ کو مسلسل بے نقاب کیا ہے۔ اِس گناہ کا، رسم و رواج اور روحانی اندھے پن سے ہمیشہ سے چولی دامن کا ساتھ رہا ہے اور آخرکار یہ برگشتگی کا باعث ہو سکتا ہے۔ بعض مسیحی حقیقی رُوحانی طاقت سے محرُوم ہو کر مذہب کی ظاہری باتوں پر زور دیتے ہیں۔ وہ رسم و رواج پر زور دیتے ہیں اور پارسانہ زبان استعمال کرتے ہیں۔ خُدا کی نظروں میں یہ ایک سنگین گناہ ہے۔ فعل کی نسبت یہ زیادہ تر "رُجحان" کا گناہ ہے۔ ہمارے خداوند کی تعلیم میں خاص طور پر کہا گیا ہے کہ اس کا مرتکب جہنّم کے لائق ہوگا۔

متی ۶ : ۲ ، ۵ ، ۱۶ ؛ ۷ : ۵ ، ۱۵ ؛ ۱۵ : ۷ - ۹ ؛ ۱۶ : ۳ ؛ ۲۳ : ۵ - ۳۳ ؛ ۲۴ : ۵۱ -
مرقس ۱۲ : ۱۵ ؛ ۷ : ۶ -
لوقا ۱۲ : ۱ ؛ ۱۳ : ۱۵ -
رومیوں ۱۲ : ۹ -

یعقوب ۳ : ۱۷ -
۱-پطرس ۱ : ۲۲ ؛ ۲ : ۱ -
اعمال ۵ : ۱ - ۱۱ -
یشوع ۷ : ۱ ، ۱۰ - ۱۲ ، ۱۹ ، ۲۲ ، ۲۶ -

رِیاکاری اور بناوٹ آخری زمانے کی مسیحیت کی خصوصیات ہوں گی۔

۱-تیمتھیس ۴ : ۱ - ۳
۲-تیمتھیس ۳ : ۵ -

۲۸-خمیر

کتابِ مُقدّس میں آٹے میں خمیر کے اثر کو، رُوحانی سبق سکھانے کے لئے تشبیہ

اِستعمال کیا گیا ہے۔ قدیم زمانہ سے ہی اہلِ یہود خمیر سے رُوحانی مطلب لیتے تھے۔ عیدِ فطیر کے موقع پر تھوڑے سے تھوڑا خمیر بھی گھر میں رکھنے کی ممانعت تھی۔ عیدِ فطیر عیدِ فسح کے بعد ہوا کرتی تھی۔ رُوحانی طور پر یہ عید ایماندار کی مخلصی کے بعد اُس کے پاکیزہ چال چلن کو ظاہر کرتی ہے۔

خروج ۱۲ : ۱۴-۱۵، ۳۴، ۳۹، ۱۳ : ۶-۷-

احبار ۱۰ : ۱۲ ؛ ۲۳ : ۶-۸

مسیح نے اپنے شاگردوں کو فریسیوں اور ہیرودیوں کے خمیر سے خبردار رہنے کو کہا تھا۔

لوقا ۱۲ : ۱-۳

مسیح نے یہ بھی کہا تھا کہ خمیر دُنیا میں مسیحیت کے پھیلنے کے کچھ پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالے گا۔

لوقا ۱۳ : ۲۰-۲۱

نئے عہدنامے میں یہ صاف طور پر واضح ہے کہ خمیر، ریاکاری کے پوشیدہ گناہ اور کلیسیا کے بُرے عقائد کو ظاہر کرتا ہے۔ پولُس رسول اور ہوسیع نبی خمیر کو چھپے گناہ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

متی ۱۶ : ۶، ۱۱-۱۲-
مرقس ۸ : ۱۵-
۱-کرنتھیوں ۵ : ۶-۱۳-

۲-کرنتھیوں ۷ : ۱-
ہوسیع ۷ : ۳-۴-

پُرانے عہدنامے میں خمیر ہمیشہ بدی کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ نئے عہدنامے میں یہ "بدی اور شرارت" کو ظاہر کرتا ہے جو صاف دِلی اور سچائی کے برعکس ہے۔ فریسیوں کا خمیر، مذہب میں ظاہرداری تھی۔ لُوقا ۱۳ : ۲۰-۲۱ میں جو تمثیل ہے، اُسکا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی ایمانداروں کو جو خوراک دی جاتی ہے، وہ جھوٹے عقیدوں سے (خمیر) خراب ہو جاتی ہے اور چھپے چھپے تمام مسیحی دنیا میں پھیل جاتی ہے۔

۱-تیمتھیس ۴ : ۱-۳، ۶-
۲-تیمتھیس ۴ : ۳-۶-

۲-پطرس ۲ : ۱-۲-
گلتیوں ۵ : ۷-۹-

۲۹-نذرانہ اور سخاوت

نذرانہ اور سخاوت کا مطلب ہے اپنی دنیوی چیزوں مثلاً وقت یا پیسہ وغیرہ کو خُدا کے نام پر دینا۔ اِسے سچّی مسیحی محبّت کا ثبوت ہونا چاہیئے، لیکن خدا کے نزدیک یہ اُس وقت تک فضول ہے جب تک کہ دل کی تبدیلی نہ ہو۔

پُرانے عہدنامے کے زمانے میں شریعت کی رُو سے دہ یکی دینے کا حُکم تھا۔

پیدایش ۱۴ : ۲۰ ؛ ۲۸ : ۲۲-
احبار ۲۷ : ۳۱-۳۲-
نحمیاہ ۱۰ : ۳۸ ؛ ۱۳ : ۱۰-۱۲-
ملاکی ۳ : ۸-۱۰-

گنتی ۱۸ : ۲۱، ۲۴-
استثنا ۱۲ : ۶ ؛ ۱۴ : ۲۲-۲۶، ۲۹-
امثال ۳ : ۹-
مقابلہ کیجئے عبرانیوں ۷ : ۴-۹-

نئے عہدنامے میں مسیح نے فریسیوں کے دہ یکی کے ناجائز استعمال کو بے نقاب کر دیا۔ اُس نے دولت مندوں اور غریب ایمانداروں پر خُدا کو خلوص اور نیک نیّتی سے دینے کا بہتر طریقہ آشکارا کیا۔ (اِس کا یہ مطلب نہیں کہ دہ یکی کو رد کیا گیا ہے، لیکن یہ مسیحیوں پر بطورِ حکم کے نہیں ٹھونسی گئی۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ خدا کو دہ یکی دینے سے بہت سے مسیحیوں نے بڑی بڑی برکتیں حاصل کی ہیں۔

متّی ۲۳ : ۲۳-
لُوقا ۱۱ : ۴۲ ، ۱۸ : ۱۲-
متّی ۱۹ : ۲۰-۲۲-
یُوحنا ۳ : ۱-۳-

متّی ۶ : ۱-۴-
۱-کرنتھیوں ۱۳ : ۳-
متی ۱۰ : ۴۲-
لُوقا ۱۰ : ۳۴-۳۵-

پنتِکُست کے دن نئے مقصد نے جگہ لی۔ لوگ مسیح کی محبّت اور فضل سے متاثر ہو کر خدا کے کام کے لئے دینے پر آمادہ ہو گئے۔ بعضوں نے اپنا سب کچھ ہی دے دیا۔ لیکن حننیاہ نے اِس کے غلط استعمال کو بھی ظاہر کر دیا۔

اعمال ۲ : ۴۴-۴۶ ؛ ۴ : ۳۲ ، ۳۴-۳۵ ، ۳۷ ؛ ۵ : ۱-۱۱-

حقیقی سخاوت رُوح کی تحریک سے ہوتی ہے۔ سخاوت کرنا ایک ایسی عادت ہے جو انسان کے دل میں خداوند کے فضل سے پیدا ہوتی ہے اور خداوند کے ساتھ حقیقی محبّت اور انسان کی جسمانی اور رُوحانی ضروریات کے بارے میں ہمدردی رکھنے سے اُبھرتی ہے۔ اس کا بیداری کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے بلکہ یہ بیداری کا نشان ہے۔ لیکن واجب طور پر سخاوت کرنے کے لئے ایماندار کو غور و فکر، دُعا اور خود ضبطی سے کام لینا چاہیئے۔ جب ہماری تمام دنیوی چیزیں اور لیاقتیں کلی طور پر خدا کے سپُرد کر دی جاتی ہیں، تو جو کچھ وہ چاہے لے سکتا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنی تمام دولت اور وقت کو خدا کی ملکیّت جان کر اپنے آپ کو محض مختار تصوّر کریں۔

۲-کرنتھیوں ۸ : ۷ ؛ ۸ : ۸-۱۴ ؛ ۹ : ۱، ۵-۸

۱-کرنتھیوں ۱۶ : ۱-۲-
فلپیوں ۴ : ۱۰، ۱۴-۱۸-

۳۰-الہام

الہام کا لفظ جب کتابِ مُقدّس کے بارے میں استعمال کیا جائے تو اس کا مطلب ہے کہ گذشتہ زمانہ میں رُوح اُلقُدس نے بعض مُصنّفوں کے خیالات اور الفاظ کو اپنے قبضے میں لیا اور اُنہیں لکھنے پر مجبور کیا۔ یہی وجہ ہے کہ جو کتابیں انہوں نے لکھیں غلطیوں سے مبرّا ہیں۔ چونکہ وہ خدا کے پاک رُوح کی تحریک سے قلمبند ہوئیں اِس لیے وہ کلامِ خُدا ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ مُصنّفین بے خود ہو گئے، اور اُن سے مشین کی طرح لکھوایا گیا یا وہ اپنی شخصیّت سے ہاتھ دھو بیٹھے بلکہ یہ کہ اُنکی ہدایت اِس طرح سے کی گئی کہ تواریخی اور دیگر غلطیوں سے بالکل بچائے گئے۔ "الہام" کا یونانی میں مطلب ہے "خُدا کا پھُونکا ہوا" (۲-تیمتھیس ۳ : ۱۶)-

جس طرح یہ بتانا مشکل ہے کہ ہمارا خُداوند یسوؔع مسیح رُوحُ اُلقُدس سے کیسے مجسّم ہُوا، ویسے ہی یہ بتانا دشوار ہے کہ پاک نوشتے کیسے الہام ہُوئے۔ لیکن اگر ہم خدا کی مکمّل اُلوہیّت کو مانتے ہیں تو یہ لازم ہے کہ اُس کے مکمل الہام پر بھی اعتماد رکھیں۔

بائبل مُقدّس صریحاً دعویٰ کرتی ہے کہ وہ اِنسان کے لئے خدا کا کلام ہے۔ ہم مسلسل یہ الفاظ پڑھتے ہیں "خدا یوں فرماتا ہے یا خدا کا کلام نازل ہُوا۔"

یسعیاہ ۱ : ۲ ؛ ۲۸ : ۱۴ ، ۱۶-
یرمیاہ ۵ : ۱۴ (اور بہت سے دیگر حوالے)
خروج ۴ : ۱۵ ؛ ۲۴ : ۴، ۷ ؛ ۳۲ : ۱۶
استثنا ۳۱ : ۲۴-
زبور ۶۸ : ۱۱-

۲-پطرس ۱ : ۲۰-۲۱-
۲-تیمتھیس ۳ : ۱۶-
حزقی ایل ۲ : ۷ ؛ ۳ : ۳-
زکریاہ ۷ : ۷-
۱-تھسلنیکیوں ۲ : ۱۳-

مندرجہ ذیل حوالہ جات تصدیق کرتے ہیں کہ خدا نے لکھنے کے لئے براہِ راست حکم دیا۔ پولُس رسول صاف طور پر کہتا ہے کہ اس کا زبانی اور تحریری کلام براہِ راست خدا کی طرف سے تھا۔

مُوسیٰ - خروج ۱۷ : ۱۴
یسعیاہ - یسعیاہ ۸ : ۱ ؛ ۳۰ : ۸-
یرمیاہ - یرمیاہ ۳۰ : ۱-۲ ؛ ۳۶ : ۱-۳۲-
حبقُوق - حبقُوق ۲ : ۲-
یُوحنا رسُول - مکاشفہ ۱ : ۱-۳، ۱۹ ؛ ۲۱ : ۵-
پولُس رسُول - رومیوں ۱۶ : ۲۵-۲۶

۱-کرنتھیوں ۱۴ : ۳۷ ؛ ۱۱ : ۲۳-
گلتیوں ۱ : ۱۱-۱۲-
۱-تیمتھیس ۴ : ۱
۱-تھسلنیکیوں ۲ : ۱۳-
افسیوں ۳ : ۳-۴-
۱-تھسلنیکیوں ۴ : ۱۵-
۱-کرنتھیوں ۲ : ۷-۱۵-

مسیح خُداوند نے پرانے عہد نامہ کو خُدا کی جانب سے ہونے کی تصدیق کی اور اپنے آسمان پر چلے جانے کے بعد رُوحُ اُلقُدس کے ذریعہ سے مزید الہام کا وعدہ فرمایا نیز اُس نے دعویٰ کیا کہ جو کلام وہ کرتا ہے خُدا باپ کے اختیار سے ہے۔

متی ۴:۴، ۷، ۱۰؛ ۵: ۱۸؛ ۱۹: ۴، ۷؛ ۲۲: ۳۱-۳۲، ۴۳-۴۵؛ ۲۶: ۵۴-	لوقا ۴: ۲۱؛ ۲۴: ۲۵، ۲۷، ۴۴-۴۵- یوحنا ۵: ۴۶-۴۷؛ ۸: ۴۷؛ ۱۲: ۴۸، ۱۶: ۱۲-۱۳؛ ۱۷: ۸-

کتابِ مُقدّس اختیار سے کلام کرتی اور مُجرم ٹھہراتی ہے۔ "یہ رُوح کی تلوار" ہے۔ جس طرح ہمارے خداوند کی الٰہی اور انسانی فطرت کو جُدا نہیں کیا جا سکتا اُسی طرح پاک نوشتوں میں الٰہی اور انسانی عناصر علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ کتابِ مُقدّس انسان کو ہر زمانے اور ہر حالت میں خدا کا مقصد اور مرضی بتانے کے قابل ہے بشرطیکہ انسان رُوح القُدس سے تعلیم پانے کے لئے تیار ہو۔ خُدا نے حکم دیا ہے کہ کتابِ مُقدّس پڑھی جائے اور پڑھائی جائے۔

افسیوں ۶ : ۱۷	۱۔تیمتھیس ۴ : ۱۳-
کلسیوں ۴ : ۱۶-	یشوع ۱ : ۸ -
۱۔تھسلنیکیوں ۵ : ۲۷-	۲۔سلاطین ۲۳ : ۲، ۲۴-
رومیوں ۱۵ : ۴	زبُور ۱ : ۱ - ۲
۱۔کرنتھیوں ۲ : ۱۴- ۱۵-	اعمال ۱۷ : ۱۱-
۲۔تیمتھیس ۳ : ۱۵؛ ۴ : ۲-	زبُور ۱۱۹ : ۱۰۵-
یعقوب ۱ : ۲۱ - ۲۲ -	

کتابِ مُقدّس میں تحریف و تخفیف کرنے والوں کو سخت تنبیہ کی گئی ہے۔

استثنا ۴ : ۲	مکاشفہ ۲۲ : ۱۸- ۱۹-
مرقس ۷ : ۱۳	

نوٹ :- اِس بات کو ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ انیسویں (19) صدی تک کلیسیا جتنی کہ کتابِ مُقدّس کی صداقت پر متفق تھی، اُتنی کِسی اور بات پر متفق نہ تھی۔

جب ہم کہتے ہیں کہ کتابِ مُقدّس بحیثیت خدا کا کلام ہونے کے ایک افضل حاکم ہے، تو اس کا یہ مطلب ہے کہ نئے نظریات والے لوگوں کی عقل اور رومن کیتھولک کلیسیا اور دیگر ایسے لوگوں کے مقابلہ میں حقیقی مسیحیوں کے لئے کتابِ مُقدّس آخری عدالت ہے۔

کتاب مُقدّس کے الہام کا مطالعہ کرتے وقت مندرجہ ذیل نکات کو یاد رکھنا چاہیئے۔

(ا) کتابِ مُقدّس کے ترجموں کا نہیں بلکہ اصلی زبان کا الہام ہُوا تھا۔

(ب) کتابِ مُقدّس کو نقل کرنے والوں سے غلطی ممکن ہے۔

(ج) کتابِ مُقدّس کے تمام نوشتے بلاشک الہامی ہیں لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض باتیں جو خدا کی جانب سے نہیں بلکہ انسان کی طرف سے ہیں، الہام سے لکھی جاتی ہیں۔ مثلاً فریسیوں کا مسیح خُداوند کے متعلق یہ کہنا کہ "اُس میں بدرُوح ہے اور وہ دیوانہ ہے" یہ درست نہیں لیکن پھر بھی الہام سے تحریر کیا گیا ہے۔

(د) مختلف نوشتوں کے لکھنے والوں کی انسانی شخصیتیں تو برقرار رہیں مگر حقیقت اور سچائی پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ ملاحظہ کیجئے ۲۔پطرس ۱ : ۲۱۔ "نبوّت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ آدمی رُوح القُدس کی تحریک کے سبب سے خدا کی طرف سے بولتے تھے۔" یونانی زبان میں تحریک کا مطلب دھکیلے جانا یا بہہ جانا ہے اور یہ بحری محاورہ ہے۔ یعنی ہَوا کے رُخ پر چلنا۔ جیسا اعمال ۲۷ : ۱۷ میں ہے۔ "وہ بہتے چلے گئے۔"

۳۱۔ اِبلیس

ابلیس کون ہے؟ صرف کتابِ مُقدّس ابلیس کی شخصیّت کے متعلق بتاتی ہے۔ بدی کے تمام مسائل اور انسان کی گمراہی شیطان کی شخصیّت کے متعلق ہیں۔ کسی زمانے میں ابلیس فرشتہ تھا اور آسمان پر کسی اعلےٰ مرتبے پر متعیّن تھا۔ اُس نے گناہ کیا اور کسی طرح سے جس کو ہمارا انسانی ذہن ابھی تک نہیں سمجھ سکتا۔ دُنیا کو، جو بے گناہ اور نہایت خوبصورت تھی گرانے کا سبب ٹھہرا۔

یسعیاہ ۱۴ : ۱۲ - ۱۴
پیدائش ۳ : ۱ ، ۱۴ - ۱۵ -
حزقی ایل ۲۸ : ۱۲ - ۱۴ -
لُوقا ۱۰ : ۱۸ -

ابلیس اب کہاں ہے اور اس کا موجودہ کام کیا ہے ؟ ابلیس "ہوا کی عملداری کا حاکم" اور اِس دنیا کا خُدا ہے ۔ دنیا کی فضول رنگینیوں اور دلفریبیوں مثلاً لالچ ، بلند نظری اور گناہ آلود عیش و عشرت سے ساری دنیا کو فریفتہ کر لینے کی اُس کے پاس طاقت ہے ۔ اِن تمام چیزوں کے صلہ میں وہ انسان کی رُوح کو کھوکھلا پن ، دُکھ اور موت دیتا ہے ۔ انسانوں کی آنکھوں کو اندھا کرنے کی اُس کے پاس قدرت ہے ۔ مسیحی بھی اُس کی چالاکی و مکاری کے حملوں کے شکار ہو جاتے ہیں ۔ وہ زیادہ تر مندرجہ ذیل طریقوں سے کام لیتا ہے :-

۱ - اپنے آپ کو نورانی فرشتہ بنا لینے سے (۲ - کرنتھیوں ۱۱ : ۱۴) -
۲ - رُوحانی وضع اور شعبدہ بازی وغیرہ سے ۔
۳ - چھوٹی چھوٹی باتوں پر بے جا زور دینے اور سچّائی کو خلط ملط کر کے مسیحیوں میں تفرقہ ڈالنے سے ۔
۴ - جعل سازی اور فریب دہی سے ۔

متی ۴ : ۸ - ۹ -
لوقا ۲۲ : ۳۱ - ۳۲ -
یُوحنا ۸ : ۴۴ ؛ ۱۲ : ۳۱ ؛ ۱۴ : ۳۰ -
رومیوں ۵ : ۱۲ - ۱۴ ؛ ۸ : ۲۲ -
۱ - کرنتھیوں ۵ : ۵ -
۲ - کرنتھیوں ۲ : ۱۱ ؛ ۴ : ۴ -
افسیوں ۲ : ۲ ، ۶ : ۱۲ -
۱ - تھیمتھیس ۱ : ۲۰ -
عبرانیوں ۲ : ۱۴ -
۱ - پطرس ۵ : ۸ -
۱ - یُوحنّا ۲ : ۱۵ - ۱۶ ؛ ۵ : ۱۹ -
واعظ ۱ : ۱۴ -

شیطان کا مقررہ انجام کیا ہے ؟ ہماری فتح اور بچنے کا طریقہ کیا ہے ؟ اِس بے درد دشمن سے جو ہماری گری ہوئی فطرت سے فائدہ اٹھاتا ہے ، بچنے کا اِنسان کے لئے صرف ایک راستہ ہے اور وہ یہ کہ انسان نئے سرے سے پیدا ہو جائے اور نئی انسانیت حاصِل کرے ۔ یسوؔع مسیح کے خُون کے وسیلہ سے نئی انسانیت کو پالینا ہر ایک انسان کے لئے ممکن ہے ۔ ایک شیطانی بھیڑ نے مسیح کو کانٹوں کا تاج پہنایا

لیکن یہ جلال کے تاج میں تبدیل ہو گیا ۔ گو شیطان اِس دنیا کا خدا ہے مگر پھر بھی مسیح کو فتح حاصِل ہو چکی ہے ۔ لہٰذا اس نے فرمایا "خاطر جمع رکھو میں دنیا پر غالب آیا ہوں" ۔ "ابلیس کا مقابلہ کرو تو وہ تم سے بھاگ جائے گا" ۔ فتح دائمی ہے اور آخرکار ابلیس اور تمام بدی "آگ کی جھیل" میں پھینک دئے جائیں گے اور سب سے آخری دشمن مَوت بھی فنا کی جائے گی ۔

یوحنا ۱۶ : ۱۱ ، ۲۳ -
رومیوں ۱۶ : ۲۰ -
۱ - کرنتھیوں ۱۵ : ۲۶ -
گلتیوں ۶ : ۱۴ -
۱ - یُوحنا ۲ : ۱۷ ؛ ۳ : ۸ ، ۴ : ۴ ، ۱۷
۲ - پطرس ۱ : ۴ -
مکاشفہ ۱۱ : ۱۵ ؛ ۲۰ : ۲ ، ۷ ، ۱۰ -

---

۳۲ - مَوت

(جِسمانی)

جسمانی مَوت عالمگیر ہے ۔ ہر انسان کو مَوت کا مزہ چکھنا ہے ۔ بچے جو جان بُوجھ کر گناہ نہیں کرتے ، مذہبی لوگ اور بدکار سب پر ایک ہی حادثہ گزرتا ہے ۔ جسمانی موت کو رُوحانی موت سے خلط ملط نہیں کرنا چاہیئے ۔ رُوحانی موت "دوسری موت" ہے ۔ وہ خدا سے ابدی جُدائی ہے ۔ جسمانی موت رُوح اور جسم کی جُدائی ہے لیکن رُوح ہمیشہ زندہ رہتی ہے ۔ دیکھئے رومیوں ۵ : ۱۲ ، ۱۴ -

عالمگیر مَوت کا سبب گناہ ہے ۔ کتابِ مُقدّس فرماتی ہے "آدمی کے سبب سے مَوت آئی" ۔ اِس موت سے حیوانی دنیا بھی اثر پذیر ہوئی ہے ۔

پیدائش ۱ : ۲۱ ، ۲۵ ، ۳۱ ؛ ۳ : ۱۷ ، ۱۹ -
رومیوں ۵ : ۱۲ ، ۱۸ - ۱۹ -
رومیوں ۸ : ۲۲ -
یسعیاہ ۱۱ : ۶ - ۹ -

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں مخلوق کے لئے جسمانی دُکھ، درد اور موت خُدا کے مقصد میں نہ تھی۔ عمر کی درازی پہلے انسانوں کی امتیازی خصوصیت تھی لیکن آخرکار بڑھاپا اور بیماری ہمارے خاکی جسموں کی موت کا سبب بن جاتے ہیں۔ عالمگیر موت کے ساتھ ساتھ عالمگیر بداخلاقی بھی پائی جاتی ہے۔

پیدایش ۱ : ۲۱، ۲۵ ؛ باب ۵ ۔	یرمیاہ ۱۷ : ۹ ۔
۱۔ سلاطین ۸ : ۴۶ ۔	مرقس ۷ : ۲۱ - ۲۳ ۔
زبُور ۱۴ : ۱ - ۳ ۔	گلتیوں ۵ : ۱۹، ۲۱ ۔
۱۔ کرنتھیوں ۱۵ : ۲۲ ۔	۱۔ پطرس ۱ : ۲۴ ۔
۲۔ کرنتھیوں ۵ : ۴ ۔	

صرف یسوعؔ مسیح ہی، جس نے اپنے آپ کو ہماری خاطر موت کے حوالے کر دیا، موت پر غالب آیا۔ اس کی قبر خالی تھی۔ وہ تیسرے دِن فاتحانہ طَور پر جی اُٹھا۔ نجات یافتہ انسان کے لئے موت ایک تجربہ ہے جس میں سے اُسے گزرنا ہے۔ اِس سے گھبرانا نہیں چاہیئے بلکہ پولسؔ رسول کی مانند خداوند کی ملاقات کا آرزومند رہنا چاہیئے لیکن جو آدمی اُسکی صلیب کو ردّ کرتا ہے اُس کے لئے موت ایک خوفناک اور ڈراؤنی شئے ہے۔

یُوحنّا ۲۰ : ۳ - ۹ ۔	فلپیوں ۱ : ۲۱، ۲۳ ۔
اعمال ۲ : ۲۴ ۔	۱۔ تھسلنیکیوں ۴ : ۱۳، ۱۸ ۔

خُدا "زندوں کا خُدا ہے۔" جو مسیح میں مرتے ہیں وہ فوراً خُداوند کی حضوری میں پہنچ جاتے ہیں یعنی دنیا کا سفر ختم کر کے آرام اور چین سے "مسیح میں سو جاتے ہیں۔" (ملاحظہ کیجیئے فلپیوں ۱ : ۲۳۔ تائب ڈاکو لُوقا ۲۳ : ۴۲ - ۴۳)۔

اعراف کے ضرر رساں عقیدے کو ردّ کرنا چاہیئے۔ پہلے زمانہ میں اعراف کا عقیدہ ۱۔ کرنتھیوں ۳ : ۱۵ کو غلط طَور پر پیش کرنے سے وجود میں آیا۔ اِس عقیدہ کی بنا پر رُومی کلیسیا نے لوگوں کے گناہ مُعاف کرنے اور معافی نامے فروخت کرنے اور مُردوں کے لئے دُعائیں کرنے سے پیسے بٹور کر اپنے خزانے بھر لئے۔ اِس عقیدے سے بے شمار مرنے والوں کے آخری لمحے جانکاہ بن گئے۔

عبرانیوں ۹ : ۲۷	لوقا ۱۶ : ۲۳، ۲۶ ؛ ۲۰ : ۳۷ - ۳۸ ۔
مکاشفہ ۲۱ : ۶ - ۷	۱۔ یُوحنّا ۱ : ۷ ۔
یُوحنا ۵ : ۲۴ ۔	

۳۳۔ موت

(رُوحانی)

رُوحانی موت اُس اِنسان کی حالت ہے جو گناہ کی وجہ سے خُدا سے دُور کیا گیا ہو اور جسے ضرورت ہے کہ نئے سرے سے پیدا ہو۔ کتابِ مُقدّس فرماتی ہے کہ ایسا انسان خُدا سے جُدا ہے اور ایسی حالت میں فردوس میں داخل نہیں ہو سکتا۔ انسان اِس دنیا میں یا تو مسیح کو قبول کرتا ہے یا ردّ کرتا ہے۔ اُس کے اِس فیصلے پر اُس کی عاقبت کا دارومدار ہوتا ہے

پیدایش ۲ : ۱۷ ۔	لُوقا ۱۵ : ۲۴ ۔
حزقی ایل ۱۸ : ۴ ۔	یُوحنا ۵ : ۲۴ - ۲۵
رومیوں ۵ : ۱۲ ؛ ۶ : ۱۶، ۲۳ ؛ ۸ : ۶، ۱۳	افسیوں ۲ : ۱ - ۳ ؛ ۴ : ۱۷ - ۱۸ ۔
۱۔ کرنتھیوں ۱۵ : ۲۱ - ۲۲ ۔	کلسیوں ۲ : ۱۳ ۔
متی ۸ : ۲۲ ۔	۱۔ یوحنا ۵ : ۱۲ ۔

انسان کی رُوح غیر فانی ہے۔ لہٰذا اگر اِس غنیمت کے موقع کے دوران خدا کی معافی کی پیش کش کو ٹھکرا دیا جائے، تو خدا سے جدائی بھی ابدی ہوگی۔ رُوحانی موت کو جسمانی موت سے خلط ملط نہیں کرنا چاہیئے۔

لوقا ۱۳ : ۲۴-۲۷
۲-کرنتھیوں ۶ : ۲
متی ۲۵ : ۴۶-

موجُودہ روحانی موت کا آخری نتیجہ ابدی مَوت ہوگا، جس کو کتابِ مُقدّس میں "دوسری موت" کے نام سے پُکارا گیا ہے۔ کتابِ مُقدّس کئی بار دہراتی ہے کہ دُوسری مَوت خُدا سے ابدی جُدائی ہے اور ایک ہولناک ابدی رنج وغم کا مقام ہے۔ لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ شیطان، گناہ اور موت کی طاقتوں کو صلیب پر کچل دیا گیا۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ایماندار پر رُوحانی مَوت کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

متی ۱۳ : ۴۲، ۴۹-۵۰-
مکاشفہ ۲ : ۱۱؛ ۲۰ : ۶، ۱۰، ۱۴-۱۵؛ ۲۱ : ۸-

۳۴- شفا

(جسمانی اور رُوحانی)

جسمانی اور رُوحانی شفا کا تمام مسئلہ گناہ کے مسئلہ کے ساتھ منسلک ہے۔ گناہ اور دُکھ انسان کے گِر جانے سے وجود میں آئے اور دونوں کو علیحدہ کرنا ناممکن ہے۔ دُکھ سے چھٹکارا پانے کے لئے ہمارے پاس مختلف طریقے ہیں مثلاً ادویات اور فنِ جراحی، علاج بذریعہ ایمان اور انسانی ہمدردی کی کوشش وغیرہ۔ لیکن اِن سب میں سے کوئی بھی طریقۂ علاج دوسرے کے بغیر حتمی اور کامل وکلّی نہیں ہے۔ ایک علاج میں آلات کی ضرورت پڑتی ہے۔ دوسرے علاج میں دَوا کی اور بعض حالتوں میں نفسیاتی علاج مفید ثابت ہوتا ہے۔ مگر ہر نجات یافتہ انسان کو دنیوی طریقۂ علاج کے علاوہ قوّت اور ایمان دیا گیا ہے۔ خدا کے خادموں کے حلقۂ اختیار میں انسانی اور الٰہی علاج کے طریقے ہوتے ہیں اور وہ انہیں رُوحُ القُدس کی ہدایت سے اِستعمال کرتے ہیں۔

۔ پُرانے عہد نامہ کے زمانے میں بعض اوقات خُدا نے معجزانہ طَور پر شفا بخشی۔

گِنتی ۱۲ : ۱۳
۱-سلاطین ۱۷ : ۲۱-۲۲-
۲-سلاطین ۴ : ۳۴-۳۵؛ ۵ : ۱۰-۱۴
یسعیاہ ۳۸ : ۵-

یسوؔع نے کہا کہ "خُداوند کا رُوح مجھ پر ہے، اِس لئے کہ اُس نے مجھے غریبوں کو خوشخبری دینے کے لئے مَسح کیا۔ اُس نے مجھے بھیجا ہے کہ قیدیوں کو رہائی اور اندھوں کو بینائی پانے کی خبر سناؤں۔ کُچلے ہوؤں کو آزاد کروں"۔

وہ ہر جگہ تعلیم اور شفا دیتا پھرا اور اپنے شاگردوں کو اپنے نقشِ قدم پر چلنے کی تعلیم دی۔ اُس نے نہ کوئی دوا استعمال کی اور نہ آلات، بلکہ صرف الٰہی قوّت۔ تمام دکھوں کے بارے میں مسیحی نظریہ نیک سامری کی تمثیل میں دیا ہُوا ہے۔

لُوقا ۴ : ۱۶-۲۰-
یسعیاہ ۶۱ : ۱-۲-
متی ۴ : ۲۳؛ ۸ : ۷، ۱۴-۱۷؛ ۱۰ : ۱، ۷-۸؛ ۱۲ : ۱۵-
متی ۱۴ : ۱۴
لوقا ۱۰ : ۱۷-۲۰، ۲۵-۳۷-
زبور ۱۴۷ : ۳-
اعمال ۴ : ۲۲، ۳۰-

خداوند یسوؔع مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد رُوحُ القُدس کے ذریعہ شاگردوں کے دلوں میں سکونت کرتا ہے تاکہ اُن کے وسیلے اپنی محبّت دکھائے۔

یہ حقیقی ہمدردی اور مسیحی محبّت پاک رُوح کا تحفہ ہے، لہٰذا یہ گمان نہ کر لینا چاہیئے کہ کوئی ڈاکٹر یا نرس یا سماجی رضا کار اپنے پیشے کی وجہ سے از خُود مسیح کی خدمت کر رہا ہے۔ شفا اور سماجی بہبود کے بارے میں صحیح مسیحی نظریہ قائم کرنے میں کافی غور و فِکر کی ضرورت ہے۔ مثال کے طَور پر جیسے کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے، خدمتِ خلق یا علمِ طِبّ میں ہمہ تن وقف شدہ شخص جب تک نئے سرے سے پیدا نہ ہوا ہو، بالکل کارآمد نہیں۔ لیکن علاج کے جدید طریقوں کے استعمال سے اِنکار کرنا بھی بیوقوفی ہو گی۔ خدا کی عظمت اور جلال کے لئے چھاپہ خانے اور ریڈیو جیسی ایجادوں کو بھی تو استعمال کرنے سے اِنکار نہیں کیا جاتا۔ جس طرح مسیحی کے لئے کاملیّت کا دعویٰ کرنا ناممکن ہے، اِسی طرح

ایک مسیحی کے لئے قطعی طور پر بیماری سے بچے رہنے کی توقع بھی غلط ہے۔

یوحنا ۱۴ : ۱۶ - ۱۸ ۔	(مقابلہ کیجئے ۱-کرنتھیوں ۱۳ : ۳)۔
فلپیوں ۲ : ۵ ۔	کلسیوں ۴ : ۱۴ ۔
گلتیوں ۵ : ۲۲ ۔	۲-کرنتھیوں ۲ : ۷ - ۹ ۔

ابتدائی زمانے میں شاگردوں اور رسولوں کو شفا کی خاص نعمت دی گئی تھی۔ (اور موجودہ زمانے میں بھی یہ نعمت بعضوں کو حاصل ہے) لیکن اس بخشش کو طب اور جراحی سے خلط ملط نہیں کرنا چاہیئے۔

اعمال ۳ : ۲-۸ ؛ ۴ : ۱۴ ؛ ۵ : ۱۶ ؛	۱-کرنتھیوں ۱۲ : ۹، ۲۸ ۔
۲۸ : ۸ ۔	یعقوب ۵ : ۱۵ ۔

اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آج کل روشنی کے زمانے میں، جس قدر خدا نے ہمیں توفیق بخشی ہے دُکھ درد سے خلاصی پانے کے لئے نئی زمانہ طریقہ علاج کے ساتھ ایمان سے دُعا بھی کرنی چاہیئے۔ خدا جو معجزانہ شفا بخشتا ہے وہ علاج کے جدید طریقوں کے ذریعہ بھی صحت عطا کر سکتا ہے۔

لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے کہ خدا قادرِ مطلق ہے اور فیصلہ اُس کے ہاتھ میں ہے۔

"اگر تم میں کوئی بیمار ہو تو کلیسیا کے بزرگوں کو بلائے اور وہ خُداوند کے نام سے اس پر تیل مل کر اُس کے لئے دُعا کریں" (یعقوب ۵ : ۱۴)۔

۲-تواریخ ۱۶ : ۱۲ ۔	لوقا ۸ : ۴۸ ۔
	۲-کرنتھیوں ۱۲ : ۷ ۔

۳۵- حقیقی کلیسیا[۱]

"کلیسیا" یونانی لفظ "ایکلیسیا"[۱] سے نکلا ہے، جس کا مطلب ہے "باہر بلائے ہُوؤں کا مجمع" (اعمال ۷ : ۳۸)۔ حقیقی کلیسیا سے مُراد ہم اُن سچے ایمانداروں کا مجمع لیتے ہیں جو نئے سرے سے پیدا ہوئے ہیں، یعنی جو شیطان کی غلامی سے چھڑائے (بلائے) گئے ہیں۔ ان میں وہ ایماندار بھی شامل ہیں جو ابدی آرام میں داخل ہو چکے ہیں۔

متی ۱۶ : ۱۸	افسیوں ۱ : ۲۲ - ۲۳ ۔
اعمال ۲ : ۱۴، ۳۸ ۔	عبرانیوں ۱۲ : ۲۳ ۔
۱-کرنتھیوں ۱۲ : ۱۲ - ۱۳ ۔	

کلیسیا کے لئے بائبل مُقدس بہت سی مثالیں استعمال کرتی ہے۔

مثلاً :-

(ا) کلیسیا کو بنی اسرائیل کے مصر سے نکل آنے سے مشابہت دی گئی ہے یعنی خون کے عہد کے تحت وہ برگزیدہ قوم تھی۔

خروج ۱۹ : ۶ ۔	۱-پطرس ۲ : ۹ ۔
مقابلہ کیجئے استثنا ۱۰ : ۱۵ ۔	اعمال ۷ : ۳۸ ۔

(ب) اِس کو انسانی بدن سے مشابہت دی گئی ہے جس کے گوناگوں کام ہوتے ہیں۔

۱-کرنتھیوں ۱۲ : ۱۲ - ۱۷	افسیوں ۵ : ۲۹ - ۳۰

(ج) کلیسیا کو ہیکل کہا گیا ہے جو مختلف شکلوں، رنگوں اور مقصدوں کے پتھروں سے تعمیر کی گئی ہے اور جس میں مسیح سکونت کرتا ہے۔

---

۱ Ekklesia

۱-کرنتھیوں ۳ : ۱۶ - ۱۷ -
افسیوں ۲ : ۲۱ - ۲۲ -
۱-پطرس ۲ : ۵ -

(د) اِس کو دلہن سے مشابہت دی گئی ہے، جس کا دُولہا خود مسیح ہے۔

افسیوں ۵ : ۲۸ - ۲۹، ۳۲
مکاشفہ ۲۱ : ۲، ۹ -

(ہ) اِس کو پاکیزہ کنواری سے مشابہت دی گئی ہے جس کی منگنی مسیح کے ساتھ ہو چکی ہے۔ وہ وفاداری، پاکیزگی اور پُوری محبت کی توقع رکھتا ہے۔

متی ۲۵ : ۱ - ۱۳
۱-کرنتھیوں ۱۰ : ۲۱ - ۲۲ -
مقابلہ کیجیے خروج ۲۰ : ۵؛ ۳۴ : ۱۴
۲-کرنتھیوں ۱۱ : ۲ - ۳ -
مکاشفہ ۱۹ : ۷ -

گو آج کل دنیا میں دوسو[۲۰۰] سے زائد فرقے اور گروہ ہیں جو مسیحی کہلاتے ہیں، لیکن خُدا کی نظر میں حقیقی ایمانداروں کی کلیسیا صرف ایک ہے۔ مگر یہ حقیقی نادیدنی کلیسیا تنظیم کی بجائے ایک زندہ بدن ہے۔

افسیوں ۴ : ۴ -
یُوحنا ۱۷ : ۲۱ -
اعمال ۹ : ۳۱ -
۱-کرنتھیوں ۱۰ : ۳۲؛ ۱۲ : ۲۸؛ ۱۵ : ۹ -
۲-کرنتھیوں ۶ : ۱۴ - ۱۸ -
افسیوں ۱ : ۲۲ - ۲۳؛ ۲ : ۱۹ -
مرقس ۱۶ : ۱۵ -
اعمال ۲ : ۴۲
یسعیاہ ۱ : ۹ -
رومیوں ۱۱ : ۲ - ۵ -
متی ۱۳ : ۴۷ - ۴۸؛ ۲۸ : ۱۹ - ۲۰ -
۲-تیمتھیس ۲ : ۱۹ - ۲۰ (مقابلہ کیجیے
۱-سلاطین ۱۹ : ۱۸) -
۱-یُوحنا ۲ : ۱۹ -

دیدنی کلیسیا کو حقیقی کلیسیا سے گڈمڈ نہیں کرنا چاہیئے۔ جب کبھی مسیح کے نام میں دو[۲] یا تین[۳] اکٹھے ہوتے ہیں تو دیدنی کلیسیا وجُود میں آجاتی ہے۔ لیکن حقیقی کلیسیا اُن لوگوں کی ہے جن کے نام برّے کی کتابِ حیات میں لکھے ہُوئے ہیں۔ ہاں! کتابِ حیات میں لکھے ہُوئے ناموں کو کلیسیا کی رسمی ناموں کی فہرست یا بپتسمے کے رجسٹر میں لکھے ہوئے ناموں سے خلط ملط نہیں کرنا چاہیئے۔

اعمال ۹ : ۳۱ کی "تمام یہودیہ اور سامریہ میں کلیسیا" کا (جو اِسی حقیقی کلیسیا کی تھی)۔ گلتیوں ۱ : ۲۲ میں "یہودیہ کی کلیسیائیں" (جو چند مقامی دیدنی کلیسیائیں تھیں) سے مقابلہ کیجیے۔

دیدنی کلیسیا خداوند یسوع مسیح پر ایمان رکھنے والوں کی ایک جماعت ہے جو دُعا، حمد و ثنا، عشائے ربّانی، انجیل کی خوشخبری اور صلاح مشورے کے لئے اکٹھی ہوتی ہے۔ ضروری ہے کہ ایسی تنظیم میں پیشوائی کے لئے بعض کو چُنا جائے تاکہ "سب باتیں شائستگی اور قرینہ سے عمل میں آئیں" (۱-کرنتھیوں ۱۴ : ۴۰)۔ یہ کلام کے مُطابق ہے اور کلیسیا کے شروع میں ایسے چنے ہُوئے لوگوں کو بُزرگ، نگہبان اور خادم کہا گیا تھا۔

(نوٹ :- ایلڈر یا "بُزرگ" کا لفظ پریسبوٹرس[۱] یہودی مذہبی تنظیم سے لیا گیا تھا اور لفظ "نگہبان" ایپسکوپس[۲] یونان کے ملکی نظام سے)۔

دیدنی کلیسیا میں "مِلی جلی بھیڑ" اور "کڑوے دانے" مسیح کے واپس آنے تک موجُود رہیں گے۔ زیادہ تر اِسی وجہ سے کلیسیا میں حقیقی ظاہری یگانگت کبھی نہ ہوگی، البتہ "جو مسیح میں ایک ہیں" اُن میں حقیقی یگانگت پائی جائے گی۔ اِس یگانگت کو ظاہری رسُومات کی متحدہ ادائیگی سے گڈمڈ نہیں کرنا چاہیئے۔

نتیجتہً یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کلیسیا میں کِسی شخص کی کسی عہدے پر ماموری اِس بات کی ضمانت نہیں کہ اُس کا مسیح کے ساتھ رُوحانی تعلق بھی ہے۔

متی ۱۸ : ۱۵ - ۱۷؛ ۱۳ : ۲۴ - ۳۰ -
فلپیوں ۱ : ۱؛ ۴ : ۳، ۱۴ - ۱۸
مکاشفہ ۳ : ۵؛ ۲۰ : ۱۲، ۱۵؛ ۲۱ : ۲۷؛ ۲۲ : ۱۴ -
اعمال ۲ : ۴۲ - ۴۷؛ ۲۰ : ۷؛ ۸ : ۱ - ۳؛ ۱۳ : ۱ - ۴ -
رومیوں ۱۶ : ۵ -
۱-کرنتھیوں ۵ : ۳ - ۵؛
۱-کرنتھیوں ۱۴ : ۲۶؛ ۱۶ : ۱۹ -
کُلسیوں ۴ : ۱۵ - ۱۶ -
عبرانیوں ۱۰ : ۲۵ -
۱-تیمتھیس ۳ : ۱۵ -
خروج ۱۲ : ۳۸ -
گنتی ۱۱ : ۴ -

---

[۱] Presbuteros [۲] Episkopos

۳۶-کہانت

انسان کے گر جانے کے بعد خُدا نے نجات اور گناہ کی مُعافی کے لئے راستہ نکالا، جس کے ذریعے سے صلیب کی پیش بینی میں ہر ایک گنہگار اپنے گناہوں کا کفارہ حاصِل کر سکتا تھا۔ کتابِ مُقدّس میں ہابلؔ، نوحؔ، ابرہامؔ اور دوسروں کی مثالیں ہیں جن کی خُدا تک رسائی قربانیوں کے ذریعہ ہوئی۔ اُس بے عیب جانور کا خُون بہاتے وقت اگر قربانی گذراننے والا حقیقی توبہ کرتا اور سچے طور پر ایمان لے آتا تو اُس کے گُناہ مُعاف ہو جاتے اور خُدا سے صلح ہو جاتی تھی (عبرانیوں ۱۱ : ۴)۔

اِس طرح سے پیدائش کی کتاب کے زمانے میں ہر ایک انسان کاہن تھا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کنبے کے بزرگ اپنے کنبے کے لئے، اور قبیلے کے سردار اور بادشاہ جیسے کہ ملکِ صدؔق اپنے لوگوں کے لئے قربانی گذران سکتے تھے۔ لیکن ہر ایک شخص کے لئے حقیقی توبہ اور خُون پر ایمان رکھنا لازمی تھا۔

پیدائش ۴ : ۴ ؛ ۲۰ - ۲۱ ؛ ۱۲ : ۷ ؛ ۱۳ : ۱۸ ؛ ۱۴ : ۱۸ ؛ ۲۶ : ۲۵ ؛
" ۳۱ : ۵۴ -

ایوب ۱ : ۵ -

اِنسان ہمیشہ باغی رہا ہے۔ "خدا کے دِئے ہُوئے طریقے" کا ناجائز استعمال کیا گیا اور دنیا نے جلد ہی ایک "نئے طریقے" کی پیروی کی جس کا آغاز قائنؔ کی غیر شرعی قربانی سے ہوا۔ سدوؔمی اور دیگر برگشتہ بُت پرست مذاہب خدا کی تجویز سے انحراف کے نتیجے کی علامت ہیں۔ پھر خدا نے ادنےٰ یہودی قوم کو چُنا تاکہ کہانت کی تجویز کو برقرار رکھ سکے اور برگشتہ اور باغی دنیا کے لئے نمونہ بنے۔ ایک طرح سے خدا تمام قوم کو "کاہنوں کی قوم" کہہ سکتا تھا (خروج ۱۹ : ۵ - ۶)۔

خروج ۳۲ : ۶ ، ۳۵ -
استثنا ۷ : ۶
گنتی ۲۵ : ۱ - ۲ -

برگزیدہ قوم میں سے خُدا نے لاوی کے فرقے کو چن لیا کہ لوگوں کیلئے قرُبانیاں چڑھائیں۔ لیکن برگزیدہ قوم نے خطا کی اور دوسری قوم کی مانند بننے کے لئے اپنی بے مثال خاصیّت سے منحرف ہو کر بادشاہ کے لئے درخواست کی۔ اِس کے بعد وہ بغاوت کرتے رہے اور غیر معبُودوں کی پیروی کی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بالآخر برگشتہ کہانت نے خدا کے برّے یسوؔع مسیح کو مصلوب کر دیا اور یُوں نوشتہ پورا ہو گیا اور مسیح تمام دُنیا کے لیے مُوا۔

یُوحنّا ۱ : ۲۹ ؛ ۱۹ : ۶ -
خروج ۲۸ : ۱ -
گنتی ۸ : ۵ - ۱۹ -
استثنا ۳۲ : ۱۵ - ۱۷ -
قضاۃ ۲ : ۱۶ - ۱۹ -
۱- سموئیل ۸ : ۵ - ۹ ، ۱۹ - ۲۰ -
۲- سلاطین ۱۷ : ۱۵ - ۱۸ -
۲- تواریخ ۳۶ : ۱۴ - ۱۶ -
یسعیاہ ۲۸ : ۷ -
یرمیاہ ۵ : ۳۱ -
ہوسیع ۶ : ۹ -

قربانیوں کا دَور ختم ہُوا۔ یسوؔع مسیح ظاہر ہوا اور دُنیا کے لئے مُوا۔ اُس نے اپنا خُون بہایا، جس کی تمام سابقہ قربانیاں ایک علامت تھیں۔ انسان کی نجات کے لئے یہ خدا کا آخری اور واحد طریقہ تھا۔ اِس طریقے سے فضل کا دَور شروع ہو گیا اور زندگی کی ایک "نئی اور زندہ راہ" کُھل گئی۔ ہیکل میں پاک ترین مقام کا پردہ چاک ہو گیا اور اب پھر جیسے کہ پہلے تھا ہر ایک انسان کی رسائی خدا تک ہو گئی۔ اِس طرح تمام ایمانداروں کی کہانت ممکن ہو گئی جو خُدا کے حضور شخصی مخصوصیّت، مسیح کے لئے جیتی ہوئی رُوحوں، حمد و ثنا اور شکر گذاری کی رُوحانی قربانیاں خدا کے حضور پیش کرتے ہیں۔ کلیسیا میں اِن معنوں کے علاوہ اور کاہن ہو نہیں سکتے۔ مگر اِن معنوں میں ہر ایک مسیحی کاہن ہے۔

خُدا اب ایک نئی برگزیدہ قوم بلا رہا ہے یعنی تمام قوموں میں سے اپنی حقیقی کلیسیا۔ (یونانی زبان کا لفظ "ایکلیسیا[1]" اِک گلیو[2] سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے "میں سے بُلانا")

---

[1] Ekklesia [2] Ek-kaleo

رومیوں ۱۲ : ۱ -
عبرانیوں ۱۰ : ۱۹ ؛ ۱۳ : ۱۵ -
۱ - پطرس ۲ : ۹ -
مکاشفہ ۱ : ۶ ؛ ۵ : ۹ - ۱۰ -

اگرچہ حقیقی کلیسیا نادیدنی ہے تاہم اِس کی ظاہر تنظیم ضروری ہے

خداوند یسوع مسیح نے اور پولس رسول نے حکم کیا ہے کہ دعا، حمد و ثنا اور روٹی توڑنے کے لئے جمع ہونا چاہیئے۔ اِس کے لئے کلیسیا میں عہدہ داروں کی ضرورت بھی پڑتی ہے ("حقیقی کلیسیا"، کا سبق نمبر ۳۵ ملاحظہ کیجئے)۔ لیکن یہ ایمانداروں کے خدا کے حضور درمیانی نہیں ہیں۔ مسیح نے کہا کہ "جہاں دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہیں۔ مَیں اُن کے بیچ میں ہوں"۔ حقیقی بزرگ "نگہبان" اور "خادم" وہ آدمی ہے جس کا یہ دعویٰ ہو کہ اُسے واقعی بلاہٹ ہوئی ہے اور اُسے کلیسیا نے چُنا ہے اور "رُوح سے معمُور" ہے۔ وہ انکساری سے پاسبان اور منتظم کے فرائض انجام دیتا ہے اور ضوابط و قوائد کی پیروی کرتا ہے۔ وہ سب کا خادم ہے۔ مگر کلیسیا کے نظام کے تحت اُس کے ذمّے کچھ فرائض ہیں۔ خداوند کے کلام کا مبلغ، ہر مسیحی ہو سکتا ہے مگر گلّے کی خدمت کے لئے خدا کی طرف سے مخصوص شدہ آدمی کی خاص ذمہ داری ہے۔ اِس کے بارے میں اُسے تنبیہ بھی کی گئی ہے کہ "حکومت نہ جتاؤ" (۱ - پطرس ۵ : ۲، ۳)۔

متی ۱۸ : ۲۰
اعمال ۶ : ۳ - ۷ ؛ ۱۳ : ۱ - ۲ ؛
۱۴ : ۲۳ ؛ ۲۰ : ۷ -
۱ - کرنتھیوں ۱۴ : ۲۶ - ۴۰ ؛ ۴ : ۱
افسیوں ۱ : ۲۲ - ۲۳ -
۱ - تیمتھیس ۳ : ۱ ؛ ۵ : ۱۷
طِطُس ۱ : ۵ - ۷ -
۱ - پطرس ۲ : ۵، ۹ ؛ ۵ : ۱ - ۳ -
یعقوب ۵ : ۱۴ -

(سبق نمبر ۳۵ "حقیقی کلیسیا"، بھی دیکھئے)۔

نوٹ :- ۱ - رسُولی جانشینی - رسُولی جانشینی دو قسم کی ہے۔ سچّی اور جھُوٹی۔ سچّی جانشینی یہ ہے کہ زندگی اور کام رسولوں کے سے ہوں۔ اس نکتہ کی رُو سے روحوں کا جیتنے والا خواہ پاسبان ہو یا کلیسیا کا عام مسیحی، رسولوں کا جانشین ہے۔ جھوٹی جانشینی ایک ناقابلِ ثبوت مفروضہ پر مبنی ہے کہ رسولوں کے زمانے سے لے کر آج تک بشپی نظام میں کبھی تعطّل پیدا نہیں ہوا۔ اگر اِس نظریہ کو درست بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی اگر کسی بشپ یا پاسبان کی رُوحانی زندگی رسُولوں کی زندگی کے مطابق نہ ہو تو یہ جانشینی فضول ہوگی۔ ایسے

لوگوں کے ذریعے خُدا کا فضل کِسی دوسرے شخص تک نہیں پہنچ سکتا۔

۲ - نئے عہد نامہ میں متّی سے مکاشفہ تک پریسٹ (کاہن) کا لفظ مندرجہ ذیل معنوں میں استعمال ہُوا ہے :-

(ا) یہودی کاہن۔
(ب) خُداوند یسوع مسیح ہمارا سردار کاہن۔
(ج) مسیحی (بِلا امتیاز پاسبان یا کلیسیا کا عام مسیحی) جو رُوحانی قربانیاں گذرانتا ہے۔

نئے عہد نامہ میں کلیسیائی نظام کا ایسا ذکر نہیں پایا جاتا جس میں کوئی رسُولی جانشینی پائی جائے اور پریسٹ، ایمانداروں اور خدا میں درمیانی ہو۔

---

۳۷ - برگشتگی کی راہیں

یُونانی میں برگشتگی کے لئے "اپوسٹیسیا[1]" کا لفظ اِستعمال ہوا ہے، جس کے معنیٰ "پیچھے ہٹنا" "واپس جانا"، "پھر جانا"، ہیں (۲ - تھسلنیکیوں ۲ : ۳)۔ یہ لفظ ایسے شخص کے لئے استعمال ہُوا ہے جو مسیحی ہونے کا دعویٰ تو کرتا تھا لیکن انجیل کے بنیادی اصولوں سے انحراف کرتا ہے۔ خطوط میں برگشتگی کے ہولناک بیانات دِئے گئے ہیں۔ مسیحیّت کی تواریخ بتاتی ہے کہ کلیسیا میں گمراہی ایک دم نہیں آئی بلکہ اس کا غاصبانہ قبضہ دھیرے دھیرے اور چپکے چپکے ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ اشد ضروری ہے کہ ان راہوں کا جو برگشتگی کی طرف لے جاتی ہیں، غور و خوض سے مطالعہ کیا جائے۔

---

[1] Apostasia

کتابِ مُقدّس برگشتگی کی تین راہوں کا ذکر کرتی ہے اور خدا کے لوگوں میں شروع کے زمانے سے یہ تین سنگین قسم کی غلطیاں اور برگشتگیاں نمایاں رہی ہیں۔

(ا) **پہلی برگشتگی "قائن کی راہ" ہے**۔ اِس کا مطلب ہے "ایک بلا خون مذہب" یعنی ایسی تعلیم جو کسی نہ کسی رنگ میں صلیب کے کسی پہلو کا انکار کرتی ہے۔

(ب) **دوسری برگشتگی "بلعام کی سی گمراہی"**۔ یعنی دنیا سے سمجھوتہ۔ اِس کا ذکر ایک سے زیادہ دفعہ کیا گیا ہے۔

(ج) **تیسری برگشتگی**، کلیسیا میں پریسٹوں کا تحکمانہ رویہ اِسے "شاید نیکلیوں کے کاموں سے پکارا جا سکتا ہے (مکاشفہ ۲ : ۶، ۱۵)۔

"قائن کی راہ" کا مسیحی زندگی میں کیا مطلب ہوگا؟ اس کے آغاز پر غور کریں، یعنی جب ایک مسیحی مسیح کے خون کے ذریعے اپنے گناہوں کی معافی حاصل کرنے کی بجائے کسی اور ذریعے سے معافی حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ مثال کے طور پر وہ خیال کرے کہ اس کا ذہن کوئی متبادل ذریعہ ڈھونڈ سکتا ہے اور وہ مسیح کی بطور نمونے کے پیروی کرنے پر قناعت کرے۔ ایسے لوگ یہ کہتے ہیں کہ نجات بذریعہ خون ایک بوسیدہ اور دقیانوسی خیال ہے اور بعض اپنے دینی اعتقادات اور خدا کے لئے سرگرمی پر ہی بھروسہ کئے ہوئے ہیں حالانکہ گناہ اُن کے دل میں بدستور موجود ہے اور وہ پاک نہیں ہیں۔ اگر ہم قائن کی سرگذشت اور اُس کے مطلب کو صحیح طور پر سمجھ لیں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ خدا کے سامنے مقبول نہ ہوا اور جب اُس نے اپنے بھائی پر نگاہ کی جس کی قربانی منظور ہو چکی تھی تو وہ آگ بگولا ہو گیا اور اُس کا دل حسد سے بھر گیا۔ غصہ اِس بات کا ثبوت ہے کہ غصہ ور کے گناہ تاحال معاف نہیں ہوئے۔ صرف فرد ہی نہیں بلکہ تمام کی تمام کلیسیا اِس راہ پر گامزن ہو سکتی ہے جس کو "قائن کی راہ" کہتے ہیں۔ نئے نظریے کی کلیسیائیں جن کے پاس کوئی ٹھوس پیغام نہیں یا انتہائی قدامت پسند کلیسیائیں جو حسد اور تفرقوں سے پاش پاش ہیں اس ذیل میں آتی ہیں۔

پیدائش ۴ : ۱-۵ (مقابلہ کیجئے
عبرانیوں ۱۱ : ۴)۔
یہوداہ ۱ : ۳، ۴، ۱۱۔

گلتیوں ۱ : ۶-۹؛ ۲ : ۱۱-۱۶؛
۳ : ۱-۴؛ ۶ : ۱۲-۱۵۔
اعمال ۱۵ : ۱، ۲، ۱۹، ۲۴؛ ۲۰ : ۳۰

کلسیوں ۲ : ۱۶، ۱۷، ۲۰ - ۲۳
(خوشخبری میں آمیزش)
فلپیوں ۳ : ۱۸، ۱۹ (گناہ کرنے کے
لئے صلیب کے عقائد کو غلط
طور پر استعمال کرنا)۔

۲-کرنتھیوں ۱۱ : ۳۔
۲-تیمتھیس ۴ : ۳، ۴۔
۲-پطرس ۲ : ۱ - ۲، ۱۴-
۱۵۔
۲-یوحنا ۷ آیت۔

"بلعام کی راہ" سے ہم کیا مطلب لیتے ہیں؟ (۲-پطرس ۲ : ۱۵)۔ مختصر الفاظ میں اس کا مطلب ہے کہ مسیحی کا دنیا سے سمجھوتہ کر لینا۔ بلعام کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اِس حریص نبی نے خدا کو دو۲ طریقوں سے مایوس کیا۔

(ا) وہ الٰہی عطیے سے لین دین کرنا چاہتا تھا (گنتی ۲۲ : ۱۲، ۱۸، ۱۹)۔

(۲) اُس نے بنی اسرائیل کو تعلیم دی کہ بُت پرستوں کے رسم و رواج سے اپنے آپ کو مکروہ کریں (گنتی ۲۵ : ۱-۳؛ ۳ : ۱۶)۔

ایک مسیحی کے لئے "بلعام کی راہ"

(ا) اُن چالاکی اور عیاری کی چالوں کو ظاہر کرتی ہے جو دولت بٹورنے، خداوند کی خدمت کو دنیوی ترقی اور ذاتی نفع کے لئے کام میں لائی جائیں۔

(۲) دنیاداری کو ظاہر کرتی ہے۔ اِس کا مطلب ہے کہ کسی نہ کسی وجہ سے انسان کی رُوح مسیح سے مطمئن نہیں ہے لہٰذا دنیوی چیزوں مثلاً دنیوی عیش و عشرت اور سماج سے تسلّی اور اطمینان پانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کلیسیا جس میں یہ رُوح پائی جاتی ہو، دنیوی طریقے استعمال کرنے پر اُتر آتی ہے اور دنیوی طریقوں سے پیسے اکٹھے کئے جاتے ہیں اور جسمانی ذریعوں پر مقصد کے حصُول کیلئے آس لگائی جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ کچھ عرصے تک یہ طریقے کامیاب معلوم ہوں مگر انجام کار اس کا ناگزیر نتیجہ کمزوری اور مُردنی ہی ہوتا ہے۔

یہوداہ ۱ : ۱۱، ۱۶۔
متی ۷ : ۱۵۔
لوقا ۱۶ : ۱۳۔
۲-کرنتھیوں ۱۱ : ۱۳ - ۱۵۔

۱-تیمتھیس ۶ : ۵، ۱۰۔
۲-تیمتھیس ۳ : ۵۔
۲-پطرس ۲ : ۱۷، ۲۰ - ۲۱۔

برگشتگی کی تیسری راہ کا کیا مطلب ہے جس کو ہم "نیکلیوں کے کام" کہہ سکتے ہیں؟ (مکاشفہ ۲ : ۶، ۱۵) (اِس لفظ کے مصدر کے لئے نوٹ دیکھئے) مسیحیت کے موجودہ فرقوں میں یہ بدعت پریسٹوں کی دنیا دارانہ روش اور مذہب کی گوناگوں نمود و نمائش اور اثر و رسوخ میں پائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر مسیح جو ہمارا سردار کاہن ہے اور جس نے ہمارے لئے پاک ترین مکان کی راہ کھول دی ہے اُس کی جگہ انسانوں کے مقرّر کئے ہوئے پریسٹ کو تعین کر دینا۔ (ملاحظہ کیجئے ۱۴۸۱ء۔ ۱۸۷۰ء کی رومن کیتھولک کلیسیا کی عدالتیں جن میں غیر رومن کیتھولک لوگوں کو سزائیں دی جاتی تھیں۔ اور اس پر بھی غور کیجئے جو کچھ آج کل رومن کیتھولک کلیسیاؤں میں ہو رہا ہے۔ اس تعلیم کے مطابق مسیحی برادری کو دو حصّوں یعنی پریسٹوں اور شرکاءِ کلیسیا میں اِس غرض سے بانٹا جاتا ہے تاکہ پریسٹ خدا اور انسانوں کے درمیانی بن سکیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پریسٹ اور عوام کا سادہ ایمان مسیح سے ہٹ کر ظاہراً رسم و رواج پر جم جاتا ہے۔ پاک کلام میں اِس کے بارے میں بہت سی تنبیہیں ہیں، اور یہ صاف طور پر ظاہر ہے کہ دنیا کے آخر میں برگشتہ کلیسیا مخالفِ مسیح کے جھنڈے تلے فراہم ہو جائے گی (دیکھئے سبق نمبر ۴۴ آمدِ ثانی)۔ "پریسٹوں" کا اقتدار ہمیشہ مذہبی ایذا رسانی کا باعث ہوتا ہے۔

(ا) یسعیاہ ۱ : ۴-۶، ۱۳-۱۵؛ ۵ : ۵-۷۔
حزقی ایل ۸ : ۹-۱۶ (خدا کے گھر میں بُت پرستی)۔
کُلسیوں ۲ : ۲۰، ۲۳۔
۱۔تیمتھیس ۲ : ۵؛ ۴ : ۱-۳

(ب) اعمال ۲۰ : ۲۹۔
۲۔تھسلنیکیوں ۲ : ۳، ۸-۱۲۔
۲۔پطرس ۲ : ۱، ۲، ۱۳، ۱۷، ۱۹، ۲۲۔
مکاشفہ ۳ : ۱۴-۱۶؛ ۱۳ : ۱۱-۱۷۔

نوٹ :- ناقابلِ معافی گناہ - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ناقابلِ معافی گناہ جس کا اناجیل میں ذکر آتا ہے وہ غالباً انتہائی اور آخری برگشتگی کی حالت ہے۔ (مُقابلہ کیجئے متی ۱۲ : ۳۱-۳۲)۔ جب خدا کی باتوں کے بارے میں متواتر ریاکاری سے یا دیدہ و دانستہ مسیح کو رَدّ کرنے سے انسان کا ضمیر انتہائی حد تک مُردہ ہو جاتا ہے، تو روحانی موت واقع ہو جاتی ہے جس سے چھٹکارا پانا ناممکن ہو جاتا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ توبہ کی خواہش ہی ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنی رُوحانی حالت کے بارے میں پریشان

ہو تو یہ اِس بات کا ثبوت ہے کہ وہ ابھی تک اس ناقابل معافی گناہ میں نہیں گرا (دیکھئے ۱۔تیمتھیس ۴ : ۲)۔

نیکلیوں اور قورح کی سی مخالفتیں - مکاشفہ کی کتاب رمزی یا اشاری کتاب ہے۔ ممکن ہے کہ نیکلی کا لفظ ایک بدعتی آدمی بنام نیکلاؤس کے پیروکاروں کے لئے استعمال ہوا ہو۔ شاید یہ زیادہ قرینِ قیاس ہے کہ یہ ایک اشاری لفظ ہے۔ اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر اس کا مطلب اس کے مصدر سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ یہ لفظ دو لفظوں کا مرکب ہے یعنی "نیکاؤ"[1] اور "لاؤس" کا۔ "نیکاؤ" فتح پانا اور "لاؤس"[2] لوگ یعنی شرکاءِ کلیسیا یعنی عام مسیحیوں پر حکومت جتانے والے۔

قورح[3] کی سی مخالفت، خُدا کی مقرّر کردہ کہانت کے خلاف بغاوت تھی۔ لہٰذا اب خُدا کے مقرّر کردہ سردار کاہن یسوؔع مسیح کی جگہ کِسی اور کو مقرّر کر دینا مسیح کے اس منصب پر چھاپا مارنا ہے

پاپائیت اور کلامِ الٰہی

آیئے، ہم مذہبی راہنماؤں کی حکومت کی چند غلطیوں پر غور کریں اور دیکھیں کہ اِس ضمن میں کتابِ مُقدّس کیا فرماتی ہے۔

۱۔ **فضل کی خوشخبری کا اِنکار** مندرجہ ذیل باتوں کی تعلیم دینے اور اُن پر ایمان رکھنے کے لئے مجبور کرنے سے ہوتا ہے۔

(ا) نیک اعمال سے نجات۔ ططُس ۳ : ۵؛ گلتیوں ۱ : ۸-۹؛ ۲ : ۱۶۔
(ب) نفس کشی، ریاضت، ایثار و قربانی وغیرہ۔ کلسیوں ۲ : ۱۶-۲۳؛ ۱۔تیمتھیس ۴ : ۳۔

---

[1] Nikao [2] Laos [3] Korah

(ج) خدمت یا اعلےٰ مذہبی زندگی کے لئے تجرّد بطور شرط۔ ۱۔تیمتھیس ۳ : ۲، ۱۲؛ ۴ : ۳-۴۔
ماسوا پولُس کے تمام شاگرد شادی شدہ تھے۔ پطرسؔ کا خاص طور پر ذکر ہے۔
۱۔کرنتھیوں ۹ : ۵۔

(د) رہبانیّت یعنی گوشہ نشینی۔ گلتیوں ۵ : ۱؛ یُوحنّا ۱۷ : ۱۱، ۱۴-۱۵۔

(ہ) اعراف کا عقیدہ۔ لوقا ۲۳ : ۴۲-۴۳؛ ۱۔یوحنا ۱ : ۷، ۹۔

۲۔ شان و شوکت، اختیار، آدمیوں سے تعریف اور دنیاداری سے مُحبّت۔ جلوس، زرق برق پوشاکیں، پوپ کی مطلق العنانی اور پیسہ پیدا کرنے کے دُنیوی ڈھنگ۔

متی ۲۱ : ۲۳؛ ۲۳ : ۵-۱۲	۱۔تیمتھیس ۶ : ۴-۵، ۱۰۔
لوقا ۲۲ : ۲۵-۲۶	۱۔پطرس ۵ : ۱-۳۔

۳۔ جہالت۔ خوف، پریسٹ کی اندھی تقلید اور مذہبی ایذا رسانی ملاحظہ کیجئے۔ سنہ ۱۴۸۱ء - سنہ ۱۸۷۰ء کے جور و ستم اور مُقدّس برتلمائی[1] کی تقریب کے موقع پر فرانس میں پراٹسٹنٹوں کا قتلِ عام۔ ہسپانیہ کی عدالتِ استیصال الحاد یعنی مذہبی عدالت میں رومن کیتھولک نے ایک ہی سال میں قریباً ۱۰۲۲۰ پراٹسٹنٹوں کو زندہ جلا دیا اور اِس سے کہیں زیادہ پر ظلم و تشدّد کیا۔

متی ۱۵ : ۱۴؛ ۲۳ : ۳۴-۳۵	اعمال ۲۱ : ۲۸؛ ۲۸ : ۲۲۔
اعمال ۶ : ۱۱-۱۵؛ ۸ : ۱-۳؛	رومیوں ۸ : ۱۵۔
۱۳ : ۵۰-۵۱؛ ۱۴ : ۲،	مکاشفہ ۱۷ : ۶؛ ۱۹ : ۲۔
۴، ۱۹، ۲۲؛ ۱۷ : ۵-۶	

۴۔ باطل عبادت (بُت پرستی) مندرجہ ذیل باتوں کے متعلق غلط تعلیم کا نتیجہ ہے۔

(ا) روٹی اور مے کی جسم اور خُون میں تبدیلی یا کوئی دیگر عقیدہ جس کی رُو سے روٹی

[1] Bartholomew

اور مے میں مسیح کی حضوری کا تصور کر لینا۔ عبرانیوں ۷ : ۲۷؛ ۹ : ۱۲، ۲۵-۲۸؛ ۱۰، ۱۲۔

(ب) ماس۔ ملاحظہ کیجئے سبق نمبر ۴۱ (عشائے ربانی)۔

(ج) روٹی اور مے، صلیب پر مسیح کے مجسموں، کنواری مریمؔ اور مُقدّسوں کے مجسّموں اور تبرکوں کی پرستش۔

خروج ۲۰ : ۳-۵؛ ۳۲ : ۴	یسعیاہ ۴۴ : ۱۴-۲۰۔
زبُور ۱۱۵ : ۴-۸	مکاشفہ ۱۹ : ۱۰؛ ۲۲ : ۸-۹۔

۵۔ جھوٹے روزے، جو محض کلیسیا کے حکم سے ظاہری ریاضت کی خاطر، نہ کہ دلی بوجھ اور رُوح کے اعتبار سے رکھے جاتے ہیں۔

یسعیاہ ۵۸ : ۳-۴	متی ۶ : ۱۶-۱۸

۶۔ سب کے لئے نجات کی مفت بخشش کا مندرجہ ذیل تعلیم کی وجہ سے انکار۔

(ا) نجات کا محدود نظریہ یعنی اپنے عقیدے یا گروہ کے ماسوا کسی دوسرے کے پاس نجات نہیں (دیکھئے سبق نمبر ۳۵ حقیقی کلیسیا)۔

(ب) رسولوں کی جانشینی (دیکھئے سبق نمبر ۳۶۔ کہانت)۔

(ج) کتابِ مُقدّس کے پڑھنے سے عوام کو محروم رکھنا۔

استثنا ۶ : ۶-۹۔	کلسیوں ۴ : ۱۶
۱۔تھسلنیکیوں ۵ : ۲۷۔	

(د) عبادت میں لاطینی زبان کا استعمال جو عام فہم نہیں۔ متی ۲۳ : ۱۳؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۴ : ۱۴-۱۹۔

۷۔ درمیانی کا عقیدہ اور اُس پر عمل یعنی پوپ اور پریسٹوں کی حکمرانی۔ (دیکھئے سبق نمبر ۳۷ برگشتگی کی راہیں)۔ یہ غلطی مندرجہ ذیل عقائد سے ظاہر ہوتی ہے:۔

(ا) پوپ کا ناقابلِ خطا ہونا اور کلیسیا کی تعلیم کا بے خطا ہونا۔ (خواہ یہ خلافِ کلام ہی کیوں نہ ہو)۔

(ب) اعترافات، پریسٹوں کا گناہ بخشنا اور معافی دینا یعنی گناہ سے خلاصی بخشنا۔

رومیوں ۵ : ۱ - ۲ -
عبرانیوں ۱۰ : ۱۹ -
۱- یُوحنّا ۱ : ۷، ۹ -

(ج) مُقدّسہ مریم اور دیگر مُقدّسین کو درمیانی سمجھ کر اُن سے التجائیں کرنا۔

مرقس ۱۰ : ۱۳ - ۱۶ -
متی ۱۱ : ۲۸ -
اعمال ۴ : ۱۲ (غور کیجئے کہ پطرس پیغام پیش کرنے والا ہے)
افسیوں ۳ : ۱۲ -
یُوحنّا ۶ : ۳۷ -

۸- جھُوٹی سرگرمی اور تعلیم کہ مقصد وسیلوں کو راست ٹھہراتا ہے۔

متی ۲۳ : ۱۵ -
رومیوں ۳ : ۷، ۸ -

۹- یسوعؔ کی ماں مریم کے متعلق جھُوٹی تعلیم اور مُقدّسین کے بارے میں کہانیاں اور روایات (۱- تیمتھیس ۴ : ۷)۔ مثال کے طور پر عقیدۂ معصومیّت کہ مریم موروثی گُناہ سے پاک تھی لوقا ۱ : ۴۷ (وہ خدا کو اپنا منجی کہتی ہے)۔

مفروضہ کہ جب مریم فوت ہوگئی تو اسکی رُوح اور جسم آسمان پر اُٹھائے گئے۔

اپنی ماں کے متعلق مسیح کے اپنے لفظ ملاحظہ کیجئے۔

لوقا ۲ : ۴۹-۵۰ ؛ ۱۱ : ۲۷ - ۲۸
مرقس ۳ : ۳۱، ۳۵ -
یُوحنّا ۲ : ۳-۴ ؛ ۱۹ : ۲۵ - ۲۷ -
متی ۱ : ۲۵ (یہ مریم کے دائمی کنوارپن کے عقیدے کے خلاف ہے)۔
مرقس ۶ : ۳ بھی ملاحظہ کیجئے۔
یُوحنّا ۷ : ۵ -

۱۰- فروعی، رسمی، جھُوٹی اور مصنوعی دُعائیں۔ مثال کے طور پر بے سوچے سمجھے طوطے کی سی رٹ اور نمائشی دعا، مرُدوں کے لئے دُعا اور روزری یعنی تسبیح اور بخُورات استعمال کرنا۔

متی ۶ : ۵ - ۷
مرقس ۱۲ : ۴۰

۱۱- جھُوٹی رسُومات۔ خوشخبری اور عبادت کی سادہ سچّائی کو بے شمار رسموں اور دستوروں سے ماند کر دیا جاتا ہے۔

متی ۱۵ : ۹ ؛ ۲۳ : ۲۳ -
کُلسیوں ۲ : ۸، ۱۶، ۲۳ -

۱۲- گناہ کے متعلق باطل تعلیم۔ گناہ کبیرہ اور گناہ صغیرہ۔ گناہ جو بخشا نہیں جا سکتا

ہے اور جو بخشا جا سکتا ہے (مندرجہ ذیل نوٹ دیکھئے)۔ گناہوں کی تقسیم کا مطلب ہے کہ انسانی عقل کے مطابق اُن کی سنگینی کا اندازہ لگانا۔ اس قسم کی بنائی ہوئی تفریق کے بارے میں خداوند کی مذمت (ملاحظہ کیجئے، متی ۲۳ : ۱۶ - ۲۲ -

متی ۵ : ۲۰ - ۲۳
یعقوب ۲ : ۱۰ -

نوٹ :- گناہ کبیرہ اور گناہ صغیرہ کی حمایت میں جو ۱- یُوحنّا ۵ : ۱۶ - ۱۷ کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے، وہ یہ نہیں کہتا کہ کچھ ایسے بھی گناہ ہیں (جمع ایک سے زیادہ) جن کا نتیجہ موت ہے بلکہ صرف ایک گناہ کا ذکر کرتا ہے جس کا نتیجہ موت ہے (دیکھئے متی ۱۲ : ۳۱، ۳۲)۔

۳۹- شراب کا مسئلہ

ہم اِس مسئلے کی "عزّت اور تحریم" کی رُوح میں تحقیق کریں گے۔ ہم کلام کے حرف کسی ایک حوالے سے نتیجہ اخذ نہیں کریں گے بلکہ یہ دیکھنے کی کوشش کریں گے کہ مجموعی طور پر بائبل کا اس مسئلے کے بارے میں کیا نظریہ ہے، جس نے چند سالوں سے بین الاقوامی اُلجھنیں پیدا کر دی ہیں۔ اپنے فیصلے کے لئے ہم بائبل کی عدالتِ عالیہ کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ پاک کلام میں اس کا حل موجود ہے۔ لیکن ہمیں کسی ایسے عقیدے کو دوسروں پر ٹھونسنا نہ چاہیئے، جس کا کلام مُقدّس میں صاف صاف بیان نہ ہو۔

میٹھے پھلوں کے رس پر خمیر کے عمل و اثر کا قدرتی نتیجہ شراب (الکحل) ہوتا ہے۔ خمیر کے جراثیم ہَوا میں مٹی کے ذرّات سے چمٹے ہوئے ہر جگہ پائے جاتے ہیں لہٰذا جب کوئی میٹھی چیز ہَوا میں کھلی رکھّی جاتی ہے، تو فوراً ہی خمیر پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے اور اس میں شراب (الکحل) پیدا ہو جاتی ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ قدیم زمانہ سے انسان شراب کا استعمال کرتا رہا ہے۔ انگور کی بیل یہودی قوم کا نشان تھا اور مال و زر کی کثرت کی نشانی تھی اور اس کا ذکر کتاب مُقدّس

Scanned with CamScanner

میں بار بار آتا ہے لیکن اِس کے ساتھ ساتھ شراب سے متوالے ہونے کے گناہ کا بھی ذکر ہے۔

یرمیاہ ۲ : ۲۱
پیدائش ۹ : ۲۰-۲۱ ؛ ۲۷ : ۳۷-
استثنا ۷ : ۱۳ ؛ ۲۱ : ۲۰-۲۱-
امثال ۲۳ : ۲۱ ، ۲۹-۳۵-
یسعیاہ ۵ : ۱۱-۱۲-
حبقوق ۲ : ۱۵-

قدیم زمانے میں فلسطین میں شراب کی مختلف قسمیں تھیں اور پُرانے عہدنامہ میں تقریباً نصف درجن الفاظ ہیں جو شراب اور دیگر خمیر شُدہ چیزوں کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔

یسعیاہ ۲۷ : ۲-
۲-تواریخ ۲ : ۱۰ (نئے عبرانی زبان میں "یا ،یین")۔
رُوت ۲ : ۱۴ (سرکہ)۔
یسعیاہ ۲۵ : ۶ (عبرانی میں شمریم)
یسعیاہ ۴۹ : ۲۶ (عبرانی زبان میں آسِس)

شراب کا اِستعمال بطور دَوا-جراثیم کو مارنے کے لئے اور رفعِ درد کے لئے، بے حِس اور بے ہوش کرنے کے لئے اِستعمال ہوتا تھا۔

مرقس ۱۵ : ۲۳ (رفعِ درد کے لئے)۔
لوقا ۱۰ : ۳۴-
۱-تیمتھیس ۵ : ۲۳-

بعض اوقات شراب کو پانی میں ملا کر بھی پیتے تھے۔

امثال ۹ : ۲، ۵-

یہ بات ماننے کے لئے کافی اسباب موجود ہیں کہ مُلک میں عام اِستعمال ہونے والی شراب نشہ آور نہ تھی، بشرطیکہ زیادہ مقدار میں نہ پی جائے۔

امثال ۲۳ : ۳۰
یسعیاہ ۵ : ۱۱-

قدیم زمانے سے بندگانِ خُدا جو منتیں مانتے تھے یا اپنے آپ کو خداوند کیلئے مخصوص کرتے تھے، شراب نوشی سے قطعی پرہیز کرتے تھے۔ مثلاً نذیر ساری عمر شراب پینے سے پرہیز کرتا تھا اور اسی طرح کاہن بھی ہیکل میں خدمت کرنے کے دوران شراب سے گریز کرتے تھے۔

گنتی ۶ : ۱-۴-
احبار ۱۰ : ۸-۹
قضاۃ ۱۳ : ۳-۴ ، ۱۴
یرمیاہ ۳۵ : ۶-۱۹-
دانی ایل ۱ : ۸ ، ۱۲-
لوقا ۱ : ۱۵ ؛ ۷ : ۳۳-۳۵-

مسیح اُس دنیا اور قوم میں آیا جہاں ظاہر داری اور مُردہ رسم و رواج کی وجہ سے نجات کی راہ قریباً قریباً سلب ہو چکی تھی۔ یہ ضروری تھا کہ اِس ریاکاری اور رسومات کی دیوار کو گرایا جائے اور آزادی کی ایک نئی اور زندہ راہ کا اعلان کیا جائے یعنی نئے دل اور فضل کی آزادی کی راہ۔

شاگردوں کو بتایا گیا تھا کہ اُن کا ایک یقینی رہنما اُن کے اندر ایک نیا دل ہوگا، جو اِنسان کے بنائے ہُوئے قوانین سے نہیں بلکہ رُوح سے پیدا ہوگا۔ (ملاحظہ کیجئے مسیح اور یُوحنا کے شاگردوں کی بحث)۔ ضروری ہے کہ مسیح کے شاگرد شریعت کے تحت نہیں بلکہ فضل کے تحت زندگی بسر کریں۔

متی ۹ : ۱۳-۱۷ ؛ ۱۵ : ۳ ، ۶ ، ۹-
گلتیوں ۵ : ۱۸ ، ۲۲-۲۳ مقابلہ کیجئے گلتیوں ۶ : ۱۵-

خداوند یسوع مسیح ہمیں بتاتا ہے کہ حقیقی پرہیز اور حقیقی روزہ وہ ہے جو ثواب اور لوگوں سے تعریف کے لئے نہ ہو۔ ہمیں سب کچھ خداوند کو خوش کرنے کی خاطر کرنا چاہیئے۔ جب مسیح چاہتا ہے کہ ہم کسی چیز کو چھوڑ دیں اور کلی طور پر اُس کی مرضی کے تابع ہو جائیں تو ہمیں خواہش پر فتح پانے کا وعدہ مل جاتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ خواہش بھی پورے طور پر ختم ہو جائے۔

متی ۶ : ۱۶-۱۸
۱-کرنتھیوں ۱۰ : ۱۳-

اگر مسیحُ مُلکِ فلسطین کی ہلکی سی شراب بھی پینے سے اِنکار کر دیتا تو ہو سکتا ہے کہ بعد ازاں اُس کے شاگرد تصور کر لیتے کہ نجات کے لئے شراب سے کُلّی پرہیز لازمی ہے۔ بعض فرقے تو قطعی پرہیز کے لئے حلف اٹھانے پر اصرار کرتے ہیں۔ یہ فضل کی اس آزادی کو ختم کر دے گا جس کے لیے مسیح نے جان دی تھی اور جو ہماری میراث ہے۔

مقابلہ کیجئے کلسیوں ۲ : ۱۶-۲۳-
"کوئی تم پر الزام نہ لگائے . . ."
گلتیوں ۲ : ۲۱

"راستبازی اگر شریعت کے وسیلہ سے ملتی ۔ ۔ ۔"

اعمال ۱۵ : ۲، ۱۱، ۱۹ (ختنے پر بحث)۔

نتیجہ ۔ بلاشک و شبہ شراب آج کل دنیا کی لعنتوں میں سے ایک لعنت بن چکی ہے۔ موجودہ دنیا میں شراب کی کثرت اور جو خرابیاں اُس سے پیدا ہوتی ہیں مسیحیوں کو نئے مسائل سے دوچار کر دیتی ہیں۔ شراب خوری اور انسانوں کے بڑے بڑے گناہوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور ایک کو دوسرے سے جُدا نہیں کیا جا سکتا۔ خدا کے سامنے ہر ایک مسیحی کو اپنا فیصلہ کرنا پڑے گا۔ لیکن پولُس کہتا ہے "ہوشیار رہو ایسا نہ ہو کہ تمہاری یہ آزادی کمزوروں کے لئے ٹھوکر کا باعث ہو جائے" (۱-کرنتھیوں ۸ : ۹)۔ مسیح خُداوند خود بھی ہمیں صفائی سے آگاہ کرتا ہے کہ "جو کوئی ۔ ۔ ۔ کسی کو ٹھوکر کھلاتا ہے اُس کے لئے یہ بہتر ہے کہ بڑی چکّی کا پاٹ اُس کے گلے میں لٹکایا جائے اور وہ گہرے سمندر میں ڈبو دیا جائے۔"

خداوند کے لئے مخصوص کی ہُوئی زندگی اور نیا دل ہی قابلِ اعتماد رہنما ہیں۔ ہر ایک مسیحی کو دُعا کے ساتھ فیصلہ کرنا چاہیئے کہ آیا اِس مسئلے میں اُس کی آزادی ایک کمزور بھائی کے لیے باعثِ ٹھوکر تو نہیں ہے؟ اُن ممالک میں جہاں شراب خوری ایک قومی گناہ ہے جس سے بے بیان مصیبتیں اور بُرائیاں پیدا ہوتی ہیں، حقیقی مسیحی کا اِس آزادی کو استعمال کرنا کہاں تک جائز ہوگا؟ اِس ضمن میں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ آیا یہ بے جا خرچ خُدا کی نظر میں درست ہے یا نہیں؟ آج کل بہت کم مسیحی ہوں گے جو شراب پی کر اپنے ضمیر کو مطمئن رکھ سکیں۔

لوقا ۲۱ : ۳۴۔
رومیوں ۱۳ : ۱۳ - ۱۴۔
۱-کرنتھیوں ۵ : ۱۱۔
گلتیوں ۵ : ۲۱۔
افسیوں ۵ : ۱۸۔

۱-تھسلنیکیوں ۵ : ۶ - ۸۔
متی ۱۸ : ۶۔
رومیوں ۱۴ : ۲۰ - ۲۱۔
۱-کرنتھیوں ۸ : ۱۱ - ۱۳؛ ۶ : ۹ - ۱۰۔

۴۰- بپتسمہ

بپتسمے کے مسئلہ پر بہت ہی زیادہ غلط فہمی پیدا ہو چکی ہے۔ لہٰذا چاہیئے کہ ہم اِسکے اصلی معنوں کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ یُونانی زبان کے لفظ بپٹیزو[1] کا مطلب ہے پانی میں "ڈبونا" یا "غوطہ لگانا"۔ نئے عہدنامہ میں یہ لفظ بپتسمہ دینے کے علاوہ چیزوں کے صاف کرنے کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے (مرقس ۷ : ۴)۔ قدیمی مسیحی وقتوں سے پانی چھڑکنے اور ڈبونے، ہر دو کی اجازت تھی۔ بپتسمے سے انسان اور خدا کے سامنے ایمان اور گناہوں سے دُھلنے اور دل کی تبدیلی کا ظاہری اقرار ہو جاتا ہے۔

بپتسمے کا آغاز ۔ طہارت کی رسم قدیم زمانہ کے لوگوں میں رائج تھی۔ ایسی ہی رسم پُرانے عہدنامے میں بھی پائی جاتی ہے (دیکھیے خروج ۲۹ : ۴)۔ شرعی ناپاکی کو دُور کرنے کے لئے تمام جسم کو پانی میں (بلکہ اگر ممکن ہوتا) تو بہتے پانی میں ڈبویا جاتا تھا (احبار ۱۴ : ۸ - ۹ اور گنتی ۹ : ۱۳)۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ موسیٰ کی مقرر کردہ طہارت میں بہت سا اضافہ ہو گیا تھا۔ مسیح کے آنے تک تمام یہودی نومریدوں سے ختنے کے ساتھ ساتھ بپتسمہ یا طہارت کا مطالبہ کیا جاتا تھا۔ اِس طرح سے پُرانے عہدنامہ کی طہارت مسیحی بپتسمے کی پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

خروج ۱۹ : ۱۰؛ ۲۹ : ۴۔
گنتی ۸ : ۷۔
۲-تواریخ ۴ : ۲، ۶۔
یوحنّا ۲ : ۶؛ ۱۱ : ۵۵۔

۲-سلاطین ۵ : ۱۰۔
زبور ۵۱ : ۲، ۷ }
یسعیاہ ۱ : ۱۶ } رُوحانی طہارت
عبرانیوں ۹ : ۱۰۔

[1] Baptizo

یُوحنّا کا بپتسمہ - جب یُوحنّا آیا اور خدا کے حکم کے مطابق بپتسمہ دینے لگا، (یُوحنّا ۱ : ۳۳) تو وہ کوئی نئی رسم کی داغ بیل نہیں ڈال رہا تھا بلکہ برگشتہ قوم کو توبہ کرنے اور آنے والے مسیح پر ایمان لانے کے لئے کہہ رہا تھا - توبہ اور ایمان کا آدمیوں کے سامنے اقرار کرنے کے لیئے یُوحنّا نے لوگوں کو دریائے یردن کے پانی میں اُترنے کو کہا - یہ اس بات کا نشان تھا کہ اُنکے گناہ دُھل گئے ہیں (ملاحظہ کیجئے مرقس ۱ : ۴) -

متی ۳ : ۱ - ۶ -
مرقس ۱ : ۴ - ۵ -
لُوقا ۷ : ۲۹ ؛ ۱۶ : ۱۶ -
یُوحنّا ۱ : ۲۸ - ۲۹ ؛ ۳ : ۲۲ - ۲۶ -

مسیحی بپتسمہ - جب مسیح اس دُنیا میں آیا تو وہ یہودی طرز کے بپتسمے پر کاربند رہا - اُس نے حکم دیا کہ اُس کے شاگرد نئے طریقے سے اِس پر عمل کریں تاکہ اس کی غرض وغایت اور گہری ہو جائے - مسیح کی کفّارہ بخش مَوت کے بعد پولُس رسُول نے اس کی خوُب وضاحت کی مسیح کے حکم سے بپتسمہ باپ، بیٹے اور رُوحِ پاک کے نام سے دیا جاتا تھا - ایک مسیحی کے لئے بپتسمے کے کئی پہلو ہیں -

(ا) مسیح کو نجات دہندہ اور خُداوند ماننے کی یہ علانیہ گواہی ہے -

(ب) یہ دیدنی کلیسیا میں شرکت کا نشان ہے

(ج) بپتسمہ گناہوں کے دُھل جانے، پُرانی انسانیت کا مسیح کے ساتھ مرنے، دفن ہونے اور اُس کے ساتھ نئی زندگی میں جی اُٹھنے کا نشان ہے - (رومیوں ۶ : ۴) - بپتسمہ "پاک رسم" بن گئی ہے یعنی نئی پیدایش کا ظاہرا نشان -

یوحنّا ۱ : ۲۶ ، ۲۹ ، ۳۳ ؛ ۳ : ۵ ؛ ۴ : ۱ - ۲ -
متی ۲۸ : ۱۹ - ۲۰ -
اعمال ۱۰ : ۳۷ ، ۴۷ - ۴۸ ؛ ۱۱ : ۱۶ ؛ ۱۳ : ۲۴ - ۲۵ ؛ ۱۸ : ۲۵ ؛ ۱۹ : ۱ - ۴ ؛ ۲۲ : ۱۶ -
رومیوں ۶ : ۱ - ۴ -
مرقس ۱۶ : ۱۶ -
لوقا ۳ : ۱۶
اعمال ۱ : ۵ ؛ ۲ : ۳۸ ؛ ۸ : ۳۶ - ۳۸
ا - کرنتھیوں ۱۲ : ۱۳ -
افسیوں ۴ : ۴ ، ۵ ؛ ۵ : ۲۶ -
کلسیوں ۲ : ۱۲ - ۱۳ -
ا - پطرس ۳ : ۲۱ -

لُب لباب یہ ہے کہ انسان حقیقی توبہ کر کے اور مسیح کے خوُن پر ایمان لا کر بچ

جاتے ہیں اور بپتسمہ کے ذریعے جو مسیحی عہد کا ظاہرا نشان ہے اس کا اقرار کرتے ہیں -

بپتسمے کی رسم کِس کو ادا کرنی چاہیئے ؟ جیسے کہ ذیل میں بپتسمے کے طریق کے ضمن میں بتایا گیا ہے، کلیسیا اِس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ روحانی لحاظ سے بپتسمے کا جائز ہونا بپتسمہ لینے والے کے ایمان پر منحصر ہے، دینے والے پر نہیں - پھر بھی یہ مناسب ہے کہ شخصی گواہی کی ایک اتنی سنجیدہ رسم کلیسیا کے عہدہ دار ہی انجام دیں - تاہم بپتسمہ لینے والے کے لئے یہ اہم نہیں کہ وہ کِس سے بپتسمہ لے کیونکہ خدا کی نظر میں بڑی بات بپتسمہ لینے والے کے دل کی تبدیلی ہے - معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے خوُد کبھی بپتسمہ نہ دیا اور پولُس رسول نے بھی شاذونادر ہی بپتسمہ دیا -

یوحنّا ۴ : ۱ - ۲
ا - کرنتھیوں ۱ : ۱۴ ، ۱۷ -

بپتسمے کا طریقہ اور اہمیّت - نشان کے نظریہ کے لحاظ سے غوطے کا بپتسمہ بہترین معلوم ہوتا ہے - لیکن بپتسمے کی صداقت کِسی طرح سے بھی پانی کی مقدار پر مبنی نہیں - اگر ایسا مقصود ہوتا تو خداوند خاص طور پر اس کا ذکر کرتا - فضل کے تحت ظاہری اور بیرونی نشانات کے بارے میں کوئی خاص طریقہ اختیار کرنا اہم بات نہیں -

جن کا ایمان ہے کہ مسیحی عہد کے لئے بپتسمے کی رسم کا مسیح نے خود حکم دیا، وہ اسکی کی ضرورت کو تسلیم کریں گے - لیکن کچھ ایسے بھی ہیں جو خداوند اور پولُس رسول کی تعلیم کو دُوسری طرح سے سمجھتے ہیں - ان کا دعویٰ ہے کہ کسی بھی رسم کا حکم نہیں ہوا - ہم مانتے ہیں کہ ظاہرا نشان کے بغیر توبہ اور ایمان سے بچ جاتے ہیں - نیز کچھ ایسے حالات بھی ہو سکتے ہیں جن کے تحت بپتسمہ ناممکن اور ناقابلِ عمل ہوتا ہے - (مثال کے طور پر وہ ڈاکو جو مسیح کے ساتھ مصلوب ہُوا) مسیح پر شخصی ایمان کے بغیر ظاہرا نشان کسی حالت میں بھی اثر انداز نہیں ہو سکتا (دیکھئے رومیوں ۲ : ۲۸ - ۲۹) -

یرمیاہ ۲ : ۲۱ - ۲۲ -
گلتیوں ۵ : ۵ - ۶ ؛ ۶ : ۱۵ -
رومیوں ۱۰ : ۹ - ۱۰

بچوّں کا بپتسمہ - بچوّں کے بپتسمے کی حمایت میں یا اس کے خلاف کتابِ مُقدّس سے کوئی ثبوت ملنا دشوار ہے - اِس ضمن میں کبھی کبھی اعمال ۲ : ۳۸ - ۳۹ ؛ ۱۶ : ۱۵ ، ۳۳ پیش کیئے جاتے ہیں - جو پروٹسٹنٹ کلیسیائیں بچوں کو بپتسمہ دیتی ہیں وہ یہ سمجھتی ہیں کہ

چونکہ ہمارے خُداوند نے حکم دیا کہ چھوٹے بچّے اُس کے پاس لائے جائیں، لہٰذا یہ خُداوند کا منشا ہے کہ اُس کے اپنے لوگوں کی اولاد شروع سے ہی خدا کے لئے مخصوص کی جائے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ خُدا کے لیے مخصوص کرنے کا بہترین طریقہ بپتسمہ ہے۔ بچّوں کو بپتسمہ اِس فیاضانہ تصوّر پر دیا جاتا ہے کہ وہ ایک نہ ایک دن مسیح پر شخصی ایمان لا کر نئی پیدائش کے دعویدار بن جائینگے، جس کا نشان بپتسمہ ہے۔ (یہ امر صرف بچّوں کے بپتسموں تک ہی محدود نہیں بلکہ بعض بالغوں کے بپتسمے میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ نشان پہلے واقع ہوتا ہے اور ایمان بعد میں آتا ہے)۔

لیکن یہ بات ناممکن ہے کہ مسیح پر شخصی ایمان لائے بغیر کوئی انسان نئی پیدائش حاصِل کر سکے (البتہ اُن کا معاملہ جو بچپن ہی میں مر جاتے ہیں مختلف ہے، وہ خدا کی محبّت میں جس کو اُنہوں نے کبھی ردّ نہیں کیا آرام پاتے ہیں)۔

ہمیں رومن کاتولیک نظریہ سے خبردار رہنا چاہیئے جن کا یہ ایمان ہے کہ بپتسمے کی رسم سے بچّہ نئی پیدائش حاصِل کر لیتا ہے۔

۱۴۔ عشائے ربّانی

یہ رسم "روٹی توڑنا" "پاک شراکت" اور "یوخارست" بھی کہلاتی ہے۔ عبادت کی یہ نہایت سادہ رسم پہلے پہل معمُولی جگہوں یعنی گھروں میں ادا کی جاتی تھی اور ابتدا میں خداوند کو پیار کرنے والوں کے لئے یہ "محبّت کی ضیافت" ہوا کرتی تھی۔ خداوند کے پیراؤں کے لئے یہ بات باعثِ ندامت ہے کہ یہ ایک بحث کا موضوع بن گئی ہے۔ چونکہ مسیحی دنیا اِس پاک رسم پر بٹ چکی ہے لہٰذا یہ ضروری ہے کہ اِس کے آغاز اور مطلب کو صاف صاف سمجھا جائے۔ اِس رسم کی بنیاد اُس وقت پڑی جب مسیح نے یہودی عیدِ فسح کو مسیحی یادگاری کی ضیافت میں تبدیل کر دیا۔ اُس نے جو ذبح ہونے والا برّہ تھا، فسح کے موقع پر بے خمیری روٹی اور مَے لی جو عیدِ فسح پر استعمال ہوتی تھی، اور اُن کو اپنے بدن اور خون سے مشابہت دی۔ یہ بات قابلِ غور

ہے کہ اُس نے عیدِ فسح کے برّے کے گوشت کو نہیں بلکہ روٹی کو اپنے جسم کے مشابہ ٹھہرایا۔ اِس طرح اُس نے پُرانے عہدنامے کی رسم کی تکمیل اور خاتمہ کر دیا جو اُس حقیقت کا سایہ تھی جو وہ خُود بن گیا تھا۔ لہٰذا عیدِ فسح عشائے ربّانی میں تبدیل ہو گئی۔ پولُس رسُول ۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۰ میں اِس رسم کو اِس نام سے پُکارتا ہے۔

پُرانے عہدنامے کا پس منظر۔ عیدِ فسح یہودی سال کے پہلے ہفتے میں منائی جاتی تھی۔ یہ از سرِ نَو مخصوص ہونے، خاندانوں کے میل جول اور خوشی کا موقع تھا۔ یہ اس بات کی یادگاری کا موقع تھا کہ مصر سے رہائی کے وقت خدا نے ان کے لئے کیا کچھ کیا تھا۔ یہ ایک سنجیدہ فریضہ تھا اور اس میں شمولیت باعثِ فخر تھی۔ تاہم یہ گناہوں کو مٹانے والی قربانی نہ تھی۔ یہ ایک علامتی رسم تھی جو پشت در پشت چلی آتی تھی۔

خرُوج ۱۲ : ۳ - ۱۳ ، ۲۱ - ۳۷ ؛
۱۳ : ۸ -
استثنا ۱۶ : ۱ - ۸ -
یشوع ۵ : ۱۰ -
۱۔ سموئیل ۲۰ : ۶ -
۲۔ تواریخ ۳۰ : ۱۵ - ۱۷ -
یسعیاہ ۳۰ : ۲۹ -
حزقی ایل ۴۵ : ۲۱ -

عشائے ربّانی کا آغاز۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ ابتدائی عیدِ فسح مسیح کی ہماری خاطر قربانی کا عکس تھی۔ اِس نے بذاتِ خود صلیب پر، ذبح شدہ برّے کی جگہ لے لی کیونکہ وہ "بنای عالم کے وقت سے ذبح ہوا ہے"۔ جب وہ مؤا تو اُس نے کہا "تمام ہُوا"۔ لہٰذا اُس کی موت پُرانے دَور کا خاتمہ تھی لیکن اپنی موت کے واقع ہونے سے کچھ ہی پہلے اس نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ وہ عیدِ فسح کو نئے طریقے یعنی عشائے ربّانی کی صورت میں منائیں۔

یُوحنّا ۱ : ۲۹ ، ۳۶
۱۔کرنتھیوں ۵ : ۶ - ۷ -
عبرانیوں ۱۰ : ۱۰ ، ۱۴
۱۔پطرس ۱ : ۱۸ - ۱۹ -
مکاشفہ ۵ : ۶ ؛ ۱۳ : ۸

عشائے ربّانی کا مطلب۔

مسیح کا گوشت کھانے اور اُس کا خوُن پینے کا رُوحانی مطلب کیا ہے؟

یُوحنّا کی انجیل کے چھٹے باب میں خداوند یسوؔع مسیح زندگی کی روٹی کے بیان میں اپنے گوشت کے کھانے اور اپنے خون کے پینے کے متعلق بہت کچھ کہتا ہے۔ ۵۳ ویں آیت اِس تعلیم

کا نچوڑ ہے۔ "جب تک تم ابنِ آدم کا گوشت نہ کھاؤ اور اُس کا خُون نہ پیُو تم میں زندگی نہیں۔" یہ الفاظ اُس وقت کہے گئے تھے جب عشائے ربّانی رائج نہیں ہوئی تھی۔ لہٰذا اس کا اطلاق اس سے نہیں بلکہ یہ الفاظ رُوحانی عمل یعنی مسیح پر ایمان لانے کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس کی عشائے ربانی علامت ہے (دیکھئے یُوحنّا ۶ : ۳۵)۔

وہ رُوحانی عمل کیا ہے؟ مسیح کے توڑے ہُوئے بدن کے کھانے اور بہائے ہوئے خون کے پینے کا مطلب اُس کی صلیبی مَوت پر ایمان لانا ہے۔ دُوسرے لفظوں میں صلیب کے ذریعے سے شخصی معافی کا یقین کرنا، اس میں شادمانی حاصل کرنا اور خداوند کی گہری رفاقت میں داخل ہونا ہے۔ اگر دل مسیح کے علاوہ کِسی اور طرف لگا ہُوا ہو، تو خداوند میں ایسی آسودگی ممکن نہیں۔ علاوہ ازیں چونکہ یہ کام دل کا ہے اور جسم کا اِس سے سروکار نہیں، لہٰذا یہ کِسی بھی وقت اور کِسی بھی جگہ کئی ایک طریقوں سے ہو سکتا ہے۔ مثلاً دُعا، گیان دھیان، تلاوت یا شاید کسی گیت کے ذریعے سے۔

عشائے ربّانی میں مسیح کا رُوحانی طور پر گوشت کھانے اور اُس کا خُون پینے کا مطلب کیا ہے؟ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں، یہ ایک مجازی یا علامتی طریقہ ہے جو ہمارے خداوند نے مقرر کیا اور اپنے شاگردوں کو اس پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ مسیح نے اپنے آپ کو شاگردوں پر اکثر تمثیلوں میں ظاہر کیا۔ مثال کے طور پر انگور کی بیل، زندگی کا پانی، اچھا گڈریا وغیرہ۔ اسی طرح یادگاری کی عشاء قائم کرتے وقت اُس نے فرمایا کہ روٹی اور انگور کا شیرہ اُس کے توڑے ہوئے بدن اور بہائے ہوئے خون کی ہمیشہ ایک مُقدّس علامت تصوّر کی جائے۔ روٹی کھانے اور مَے پینے کا ظاہرا عمل اُس اندرونی عمل کا عکس ہے جس کی روٹی اور مَے علامت ہیں۔ لہٰذا دعائے عام کی کتاب میں مرقوم ہے "اسے لے اور کھا (ظاہری عمل) اِس بات کی یادگاری میں کہ مسیح تیرے واسطے موا اور شکر کرتا ہوا مسیح کو اپنے دل میں ایمان سے کھا" (اندرونی عمل)۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ روٹی مسیح کے جسم میں تبدیل ہو جاتی ہے وہ اِس پاک رسم کا مقصد ہی تباہ کر دیتے ہیں کیونکہ منہ سے نہیں بلکہ دل میں مسیح کو کھانا ہے۔ اندرونی طَور پر دل میں مسیح کو کھائے بغیر منہ سے کھانا تو بے سُود ہے۔

لہٰذا یہ بات صاف ہے کہ وہ شخص جس نے تا حال مسیح کو ایمان سے قبول نہیں

کیا اور ہنوز گناہ میں مُردہ ہے، اُس کے لئے عشائے ربّانی میں شریک ہونا فضول ہے۔ آپ مُردہ جسم کی پرورش نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ اگر ایک مسیحی اپنے گناہوں کو برقرار رکھ کے اپنے قصوروں کو چھوڑے بغیر عشائے ربّانی میں شریک ہو جائے تو وہ دیدہ دانستہ مسیح کے پاک وصاف کرنے والے خون کو رَدّ کرتا ہے۔ ایسوں کے بارے میں پولُس رسُول نے ۱۔کرنتھیوں ۱۱ : ۲۹ میں کہا ہے۔ "جو کھاتے پیتے وقت خداوند کے بدن کو نہ پہچانے وہ اِس کھانے پینے سے سزا پائے گا۔ اِسی سبب سے تم میں سے بہتیرے کمزور اور بیمار ہیں اور بہت سے سو بھی گئے۔"

محبّت کی ضیافت ہے۔ جو مکمّل رفاقت میں قائم ہیں اُنکے لئے خُداوند کی میز محبّت کی ضیافت ہونی چاہیئے (ملاحظہ کیجئے ۱۔یُوحنّا ۱ : ۳-۷)۔ (لیکن افسوس کا مقام ہے کہ انسان کی فطرت ایسی گناہ آلُودہ ہے کہ متی ۱۳ : ۲۴-۳۰ کے مُطابق یہ اعلےٰ مقصد بعض اوقات پورے طَور پر تکمیل نہیں پاتا)۔

یوحنا ۶ : ۴۱-۵۸؛ ۷ : ۳۷؛
۱۰ : ۷-۹
مرقس ۱۴ : ۱۴-۱۶، ۲۲-
متیّ ۲۶ : ۲۶-۲۸-

لوقا ۲۲ : ۱۹-۲۰
اعمال ۲ : ۴۳، ۴۶؛ ۲۰ : ۷، ۱۱-
۱۔کرنتھیوں ۱۰ : ۱۶-۲۱؛ ۱۱ :
۲۰-۳۴-

نوٹ۔ حقیقی حضوری۔ رومن کیتھولک کلیسیا کا یہ عقیدہ ہے کہ روٹی اور شیرہ عشائے ربّانی کے وقت فی الحقیقت مسیح کے بدن اور خُون میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ بات کلام کے مطابق نہیں۔ البتہ جیسا خداوند نے فرمایا کہ "جہاں دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہیں مَیں اُن کے بیچ میں ہوں۔" ظاہر ہے کہ وہ روٹی اور شیرہ میں نہیں بلکہ رُوح اُلقدُس کے وسیلہ سے اپنے لوگوں میں موجود ہوتا ہے۔

عِشائے ربّانی کی تقسیم۔ روٹی توڑنا (عشائے ربّانی کا ابتدائی نام) کلیسیائی عبادت کی طرف نہیں بلکہ ایک سادہ اور بے تکلف اجتماع کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ نیا عہد نامہ عشائے ربانی کے قواعد وضوابط کے بارے میں خاموش ہے کہ اس مَوقع پر صدارت کون کرے، یہ رسم کہاں اور کس جگہ منائی جائے وغیرہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلی صدی میں شام کے کھانے کے بعد میں روٹی اور مَے میں شریک ہونے کا رواج تھا۔ دُوسری صدی کے بعد

کلیسیا کی تنظیم کے تحت یہ رواج ہوگیا کہ بزرگ اس خدمت کو انجام دیں۔

لوقا ۲۴: ۱، ۱۳، ۳۰، ۳۱-۳۶ | اعمال ۲۰: ۷-
یُوحنا ۲۰: ۱۹، ۲۶- | ۱-کرنتھیوں ۱۶: ۲-

خدا کی آمدِ ثانی - عیدِ فسح کے بارے میں ایک دلچسپ یہودی رسم ہے کہ میز کے سرے پر ایک کرسی خالی رکھی جاتی ہے کیونکہ ان کا ایمان ہے کہ عیدِ فسح کی کسی رات کو مسیحِ موعود آجائے گا۔

۴۲- محبّت

کتابِ مُقدّس بتاتی ہے کہ انتہائی اخلاقی معنوں میں محبت خدا کی صفت ہے۔ گناہ دنیا پر عذاب ہے اور محبت کے بالکل برعکس ہے۔ خداوند یسوعؔ مسیح کی زندگی میں انتہا درجے کی محبت ظاہر ہوئی۔ شیطان گناہ کا مجسمہ ہے۔ نفسانی آدمی حقیقی محبت سے بے بہرہ ہوتا ہے یعنی اُس حقیقی محبت سے جو انسان کو اپنے دشمن کے لئے دعا کرنے کے لئے ابھارتی ہے (متی ۵: ۴۴)۔

کتابِ مُقدّس کامل محبت کا انکشاف کرتی ہے اور اس کا اظہار مسیح کی سی زندگی میں ہوتا ہے۔ کاملِ مسیح نما صفات کے لئے محبت ایک جامع اصطلاح ہے۔ کتابِ مُقدّس اس کا یوں بیان کرتی ہے:-

محبت صابر ہے ۱-کرنتھیوں ۱۳: ۴
محبت مہربان ہے ۱-کرنتھیوں ۱۳: ۴
محبت حسد نہیں کرتی ۱-کرنتھیوں ۱۳: ۴
محبت شیخی نہیں مارتی اور پھولتی نہیں ۱-کرنتھیوں ۱۳: ۴
محبت خود غرض نہیں ہے ۱-کرنتھیوں ۱۳: ۵
محبت جھنجلاتی نہیں ۱-کرنتھیوں ۱۳: ۵

محبت بدگمانی نہیں کرتی ۱-کرنتھیوں ۱۳: ۵
یعنی گناہوں کو محسوب نہیں کرتی۔
محبت دوسروں کی غلطی پر خوش نہیں ہوتی . . . ۱-کرنتھیوں ۱۳: ۶
محبت سب باتوں کی برداشت کرتی ہے ۱-کرنتھیوں ۱۳: ۷
سب کچھ یقین کرتی ہے یعنی دوسروں کے متعلق
شک نہیں کرتی بلکہ عمدہ خیال رکھتی ہے ۱-کرنتھیوں ۱۳: ۷
محبت ہمیشہ پُر اُمید ہوتی ہے یعنی محبت میں نہ
گلہ ہے نہ فکر و تردّد ۱-کرنتھیوں ۱۳: ۷
محبت کو زوال نہیں ۱-کرنتھیوں ۱۳: ۸
محبت سب کچھ قربان کر دیتی ہے . . . . . یُوحنا ۱۵: ۱۳
محبت سب خوف کو دور کر دیتی ہے . . . . . ۱-یُوحنا ۴: ۱۸
محبت اپنے پڑوسی سے بدی نہیں کرتی . . . . رومیوں ۱۳: ۱۰
محبت مقروض نہیں ہوتی اور دوسروں کو
مُعاف کرتی ہے۔ رومیوں ۱۳: ۸
محبت خدمت کرتی ہے . . . . گلتیوں ۵: ۱۳
محبت دنیا کی روشیں پسند نہیں کرتی . . . . . ۱-یُوحنا ۲: ۱۵-۱۷
محبت خدا کی طرف سے ہے . . . . . . ۱-یُوحنا ۴: ۷

یہ محبت کیسے حاصل ہوتی ہے؟

حقیقی محبت محض الفاظ و تبلیغ میں نہیں پائی جاتی - ۱-کرنتھیوں ۱۳: ۱
آپ کی زندگی آپ کے الفاظ سے نہیں بلکہ اعمال
سے ظاہر ہوتی ہے ۱-کرنتھیوں ۱۳: ۱
حقیقی محبت منطق اور فلسفے سے حاصل نہیں ہوتی - ۱-کرنتھیوں ۱۳: ۲
محبت کے بغیر ایمان فضول ہے ۱-کرنتھیوں ۱۳: ۲
اپنی دولت خیرات کر دینے سے محبت نہیں خریدی جاسکتی - ۱-کرنتھیوں ۱۳: ۳
اور نہ ہی زندہ جل جانا محبت کی قیمت ہے ۱-کرنتھیوں ۱۳: ۳

اگر خُداوند مسیح دل کو متحرک نہ کرے تو نیک اعمال اور
دوڑ دھوپ فضول ہیں . . . . طِطُس ۳ : ۵
جب تک "اِنسان نئے سرے سے پَیدا نہ ہو" وُہ نہ
اِس محبّت سے آشنا ہو سکتا ہے اور نہ ہی
اِس محبّت کو اپنا سکتا ہے . . . . . ۱۰ - ۱-یُوحنّا ۴ : ۷-۸ ؛ یُوحنّا ۳ : ۳

یہ نئی طبیعت فضل سے ہی ہر ایک ایماندار کو ملتی ہے، اور رُوحُ القُدس سے وہ ترقی پاتی ہے۔ جیسے پھل درخت کی ٹہنی پر لاشعوری حالت میں بڑھتا رہتا ہے اِسی طرح محبّت جو رُوحُ القُدس کے پھل میں سے سب سے افضل پھل ہے یہ ایک نجات یافتہ کی زندگی میں لاشعوری طور پر بڑھتی اور ظاہر ہوتی جائے گی۔ پھل اگر درخت کی ٹہنی سے باندھ دیا جائے تو زندہ نہیں رہ سکتا، اِسی طرح مسیح کی مانند محبّت سے بھرپُور زندگی محض اپنی اصلاح سے پَیدا نہیں ہوتی۔

پولُس رسُول کہتا ہے "محبّت کے طالب ہو" (۱-کرنتھیوں ۱۴ : ۱)۔

۱-یُوحنّا ۴ : ۸ ، ۱۶-
یوحنا ۳ : ۱۶-
رومیوں ۸ : ۳۵ ، ۳۸-۳۹ ؛ ۵ : ۵-

۲-تِمُتھِیُس ۱ : ۱۳-
افسیوں ۲ : ۴-۶ ؛ ۵ : ۲-
۱-کرنتھیوں ۱۲ : ۱، ۳۱ ؛ ۱۳ : ۱۳-
یُوحنّا ۱۳ : ۳۵-

۴۳-خِدمت کی بُلاہٹ

خِدمت کی بُلاہٹ تبدیل شدہ زِندگی کا لازمی نتیجہ ہے۔ جب ہم اِس خِدمت کا بیڑا اُٹھاتے ہیں تو خداوند کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں جس نے فرمایا "جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے، اُسی طرح میں بھی تمہیں بھیجتا ہوں۔" خدمت کی زندگی بسر کرنا اُس رُوحانی

رویا کا نتیجہ ہے، جس میں ایماندار دنیا کی تباہی اور بربادی کو وَیسے ہی دیکھتا ہے، جیسے مسیح خداوند دیکھتا ہے اور اپنے خداوند کے نقشِ قدم پر چلنے پر رضامند ہو جاتا ہے۔ اُس کے کام کرنے کا مَیدان دنیا ہوتا ہے۔ غیر ممالک میں جانے کا موقع تو چند ایک کو نصیب ہوتا ہے مگر سرگرم خدمت ایک مسیحی پر لازم ہے، خواہ وہ اپنے ملک میں رہے یا غیر ممالک کو جائے۔

کتابِ مُقدّس حقیقی بُلاہٹ کی وضاحت کرتی ہے۔ اُن "گواہوں کا . . . بڑا بادل ہمیں گھیرے ہوئے ہے۔" جنہوں نے بلاہٹ کی زندگی بسر کی۔ نئی فطرت یعنی خُداوند یسوعؔ کی فِطرت بلائے ہوئے اِنسان پر قبضہ کر لیتی ہے۔ بُلائے ہوئے لوگ وہ ہیں جنہوں نے آواز سُنی جو کہتا ہے "کون جائے گا" اور اُن کا جواب ہے "میں حاضر ہوں مجھے بھیج۔"

یسعیاہ ۶ : ۱، ۵، ۸ -
خروج ۲ : ۱۱ ؛ ۴ : ۱۲ -
فلپیوں ۲ : ۵، ۷
یُوحنّا ۳ : ۱۶ - ۱۷ ؛ ۴ : ۳۴ - ۳۵ -

امثال ۲۹ : ۱۸ -
گلتیوں ۱ : ۱۵ - ۱۶ -
۱-کرنتھیوں ۹ : ۱۶ -
عامُوس ۷ : ۱۴ - ۱۵ -
متی ۴ : ۱۸ - ۱۹ ؛ ۹ : ۹ -

مقابلہ کیجئے خروج ۳۲ : ۳۲ - مُوسیٰ اپنے بھائیوں کی خاطر اپنا نام کتابِ حیات سے خارج کرانے کو تیار ہو جاتا ہے۔

مقابلہ کیجئے رومیوں ۹ : ۳ - پولُس رسُول جسم کے لحاظ سے اپنے قرابتیوں کی خاطر مسیح سے محروم ہونے کو تیّار ہے۔

یرمیاہ ۱ : ۷ - ۸ -
۱-کرنتھیوں ۲ : ۱ - ۴ -

لُوقا ۴ : ۱۸
یُوحنا ۲ : ۲۱

خدمت کے مقام کے متعلق راہنمائی حاصل کرتے وقت جھوٹی بُلاہٹوں سے خبردار رہنا چاہیئے۔ اگر ہم ایسی جگہ خدمت کے لئے جائیں جہاں خدا نے ہمیں نہ بھیجا ہو تو ہماری خدمت بے پھل ہوگی۔

(۱) تقلیدی بُلاہٹ۔ ایسی بلاہٹ انسانی جذبات اور جسمانی جوش کا نتیجہ ہو سکتی ہے۔ اِس لئے ضروری ہے کہ ہم متواتر خدا کا انتظار کریں۔ جب تک کہ اس کی مرضی رُوحُ القُدس

کے ذریعے صاف صاف ظاہر نہ ہو جائے۔ یہ کلام، دُعا اور بزرگوں کے مشورے سے معلوم ہو سکتی ہے۔

(ب) خود انکاری کی بلاہٹ۔ بعض لوگ جو نجات کے لئے اعمال پر بھروسہ کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں میں خدمت کرنے کے لئے اپنے آپ کو وقف کرتے ہیں اور سب کچھ قربان کرنے کو بھی مستعد ہیں مگر فضل کی بجائے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں، وہ ایک دن پکار اُٹھیں گے "دیکھ ہم نے سب کچھ تیری خاطر چھوڑ دیا"۔ ان کو جواب ملے گا "مَیں تم کو نہیں جانتا"۔

۴۴- آمدِ ثانی

آمدِ ثانی سے مُراد خداوند کی اِس دنیا میں دیدنی آمد ہے جو مستقبل کا واقعہ ہے۔ چونکہ گذشتہ مضامین کے برعکس بائبل کا یہ مُطالعہ بنیادی طور پر مستقبل کے بارے میں ہے۔ لہٰذا اس کا مُطالعہ انکساری اور احتیاط سے کرنا چاہیئے۔ یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ اگرچہ خداوند کے واپس آنے کا واقعہ یقینی اور صاف ہے۔ تاہم تفصیل کے بارے میں حد سے زیادہ بالیقین ہونا یا کوئی بے تکا عقیدہ باندھ لینا غیر دانشمندانہ بات ہوگی۔

یونانی میں آمدِ ثانی کے متعلق جو الفاظ مثلاً "پیروسیا[۱]" "اپوکلپسیس[۲]" اور "ایپفنایا[۳]" وغیرہ استعمال ہوئے ہیں سب کے سب دیدنی یعنی ظاہری آمد کا اظہار کرتے ہیں۔

ہم کیسے جانتے ہیں کہ دنیا میں یسوع مسیح کی آمد دیدنی ہوگی؟

پُرانا عہدنامہ صاف طور پر مسیح کی پہلی آمد کی پیشین گوئی کرتا ہے بلکہ صلیبی موت کی تفصیلات بھی بیان کرتا ہے۔ مگر حیرت کی بات ہے کہ اکثریت ایسے لوگوں

کی تھی جو تیار نہ تھے۔ وہ مسیح کی پہلی آمد کے بارے میں اندھے تھے۔ کتابِ مُقدّس مسیح کی دوسری آمد پر، جو ظاہری ہوگی کافی زور دیتی ہے اور اس کو تفصیلاً بیان کرتی ہے۔ یہ آمد شاہانہ جاہ وجلال کے ساتھ ہوگی۔ مسیح خود اپنے دوبارہ آنے کے بارے میں قریباً بیس[۲۰] مرتبہ سے زیادہ ذکر کرتا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ نئے عہدنامے میں دوسو[۲۰۰] سے زیادہ حوالے ہیں جو دوسری آمد کے متعلق ہیں۔ جیسے خداوند نے اپنی پہلی آمد کے متعلق تمام پیشین گوئیاں پوری کیں، ویسے ہی وہ اپنی دوسری آمد کے متعلق بھی یقینی طور پر سب پیشین گوئیاں پوری کرے گا۔ اِس بات کی تصدیق خاص طور پر اعمال ۱ : ۱۱ اور ۱۔تھسلنیکیوں ۴ : ۱۴ میں کی گئی ہے۔

زبور ۲۲ : ۱، ۷، ۱۳ - ۱۸-
اعمال ۱ : ۱۱
متّی ۲۴ : ۲۱ - ۳۰-
یُوحنا ۱۴ : ۳ -
رومیوں ۱۱ : ۲۵ - ۲۶-
۱-کرنتھیوں ۱ : ۷-

فلپیّوں ۳ : ۲۰ - ۲۱-
۱- تھسلنیکیوں ۱ : ۹-۱۰ ؛ ۲ : ۱۹ ؛ ۳ : ۱۲-۱۳ ؛ ۴ : ۱۶ - ۱۸-
طِطُس ۲ : ۱۳-
عبرانیوں ۹ : ۲۸-

مسیح کی آمدِ ثانی سے پہلے

مسیح کے دوبارہ آنے سے پہلے کچھ واقعات کا پُورا ہونا لازمی ہے۔ مثلاً

(ا) پہلی آمد کے بعد ایک دراز عرصہ (جو خدا کی نظروں میں نسبتاً قلیل عرصہ ہے) گزریگا۔

نوٹ :- لیکن پاک نوشتے اِس بات پر زور دیتے ہیں کہ ہم خداوند کے کسی بھی وقت آنے کے لئے تیار رہیں۔

متی ۲۴ : ۶ - ۸، ۴۸ ؛ ۲۵ : ۵، ۱۹-

(ب) یہودی پراگندگی کے عالم میں بھی ایک قوم رہیں گے۔ وہ دنیا کے خاتمے کے قریب اپنے ملک فلسطین میں واپس آ جائیں گے۔ یہ بات اب پُوری ہو رہی ہے۔

استثنا ۳۰ : ۳-
یسعیاہ ۳۰ : ۱۱، ۱۸ ؛ ۳۱ : ۱۰-۱۳-

حزقی ایل ۳۶ : ۲۴-۳۶ ؛ ۳۷ : ۱-۱۱
لوقا ۲۱ : ۲۴-

یرمیاہ ۳۰ : ۱۱، ۱۸؛ ۳۱ : ۱۰ - ۱۳ | رومیوں ۱۱ : ۲۵ -

(ج) انجیل کی منادی تمام دُنیا میں ہو چکی ہوگی - موجودہ زمانے کی چھپائی کا طریقہ اور ریڈیو اِس شرط کو پُورا کر رہے ہیں - حتیٰ کہ ہر سال کلام مُقدّس کے نسخہ جات کروڑوں کی تعداد میں قریباً بارہ سَو (۱۲) زبانوں میں تقسیم ہو رہے ہیں - چونکہ یہ شرط ابھی مکمّل طور پر پُوری نہیں ہوئی اِس لئے یہ بات ہمیں ابھارتی ہے کہ ہم اس اہم خدمت میں شریک ہوں -

مرقس ۱۶ : ۱۵ | متی ۲۴ : ۱۴ -

(د) مسیح کے نام پر بہت سے مذہب برپا ہو جائیں گے اور بہت سے "جھوٹے نبی" اُٹھ کھڑے ہوں گے - گذشتہ سَو سال میں بدعتی فرقوں نے انتہا درجے کی ترقی کی ہے -

مثال کے طور پر :- مارمینزم[1] - رسلزم[2] - کرسٹاڈیلفینزم[3] - کرسچن سائنس[4] - یہوواہ ڈٹنس[5] - عام برگشتگی وغیرہ، وغیرہ -

متی ۲۴ : ۵، ۱۱، ۲۴ - | ۲ - پطرس ۲ : ۱ - ۲
لوقا ۱۷ : ۲۳ - | ۲ - تھسلنیکیوں ۲ : ۳ -

(ہ) "غیر قوموں کی معیاد" یروشلیم اور فلسطین پر غیر اقوام کا غلبہ ختم ہو چکا ہوگا -
لوقا ۲۱ : ۲۴ -

اُس کے واپس آتے وقت

اُس کے واپس آتے وقت دنیا میں مندرجہ ذیل حالات ہونگے :-

(۱) ایسی زبردست مُصیبتیں جیسی کہ پہلے کبھی وقوع میں نہیں آئیں - بھونچال اور طرح طرح کے حادثات دنیا میں واقع ہوں گے اور ساتھ ہی بے دینی اور ایذا رسانی ہوگی -

---

دانی ایل ۱۲ : ۹ - ۱۰ - | متی ۲۴ : ۹ - ۱۰، ۲۱ -
یوایل ۲ : ۳۱ - | لوقا ۲۱ : ۱۱، ۲۵ -
صفنیاہ ۱ : ۱۴ - ۱۸ | ۲ - تیمتھیس ۳ : ۱ - ۵ -

(ب) دنیاداری مسیحیت پر چھا جائے گی اور ایک ہمہ گیر برگشتگی وقوع میں آئے گی - مسیحیت سرد، رواجی اور خوابیدہ سی ہو جائے گی - جیسے کہ یہودیوں کے مذہبی رہنما مسیح کی پہلی آمد کے لئے تیار نہ تھے، ویسے ہی مسیحی خداوند کی دوسری آمد کے لئے بالکل تیار نہ ہوں گے -

متی ۲۴ : ۳ - ۴، ۹، ۱۲، ۲۴، | مرقس ۱۳ : ۳۶ -
۴۴؛ ۲۵ : ۱ - ۱۳ - | ۱ - تھسلنیکیوں ۵ : ۱ - ۶ -
لوقا ۱۷ : ۲۶ - ۲۷، ۳۰؛ ۱۸ : | ۲ - پطرس ۳ : ۳ - ۴ -
۸؛ ۲۱ : ۳۴ - ۳۵ - | مکاشفہ ۳ : ۱۵ - ۱۸ -

(ج) مستقبل کا خوف و ہراس تمام دنیا پر چھا جائے گا - آج کل یہ کافی نمایاں ہے -
لوقا ۲۱ : ۲۵ - ۲۶ -

(د) بعض مسیحی خداوند کی آمد کے منتظر نہیں ہوں گے - "خداوند کا ایسا پوشیدہ بقیّہ" تمام دنیا میں بکھرا ہوگا جو ہر قوم میں سے برگزیدہ ہو کر اُسکی آمدِ ثانی کا منتظر ہوگا -

دانی ایل ۱۲ : ۹ - ۱۰ | لوقا ۲۱ : ۳۵ - ۳۶ -
متی ۲۵ : ۱ - ۳، ۸

(ہ) یہودی بکثرت فلسطین میں واپس آئیں گے -

یسعیاہ ۱۱ : ۱۱ - ۱۲ | حزقی ایل ۳۷ : ۱۱، ۱۴، ۲۱ - ۲۲ -

(و) شاید یورپ میں ایک ڈکٹیٹر یعنی آمر برپا ہوگا اور دنیا کا اختیار حاصل کریگا - مقابلہ کیجیے "حیوان" "گناہ کا شخص" "چھوٹا سا سینگ" (دانی ایل ۷ : ۸) - لوگ اُس کی اعتقاداً پیروی کریں گے اور اُس سے ڈریں گے - فتح حاصل کرنے کے بعد وہ فلسطین پر قبضہ کرنے کی ٹھانے گا - یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ آمر مخالفِ مسیح کا شریک ہوگا یا شاید وہی ہوگا - یہ مخالفِ مسیح متحدہ برگشتہ مسیحیت کا راہنما ہوگا -

دانی ایل ۷ : ۸ ؛ ۱۱ : ۳۶-۴۵ ؛
۱۲ : ۱
متی ۲۴ : ۱۴ - ۱۶ -

۲- تھسلنیکیوں ۲ : ۳ - ۱۲
مکاشفہ ۱۳ : ۳ - ۱۸ ؛ ۱۹ :
۱۷ - ۲۰ -

(س) دنیا آخری لڑائی کے درد و کرب میں مُبتلا ہوگی - یہ لڑائی خُدا کے خلاف ہوگی - یہودی اِس میں شامل ہونگے اور اس کا مرکز فلسطین ہوگا - اِس کو عبرانی میں "ہر مجدّون" کے نام سے پکارا گیا ہے - کتابِ مُقدّس ایک قوم کے بارے میں بتاتی ہے کہ "تو ایک بُرا منصوبہ باندھے گا" اور نہتا فلسطین جہاں دولت کے انبار ہونگے "شمال کا شکار ہوجائیگا - اپنی مُصیبت میں یہودی مسیح کی جانب رجُوع کریں گے -

حزقی ایل ۳۸ : ۸ - ۱۲، ۱۵، ۲۱ -
۲۲
یوایل ۳ : ۱-۲، ۹-۱۱، ۱۴ -

زکریاہ ۱۲ : ۱-۱۰ ؛ ۱۴ : ۱-۹ -
رومیوں ۱۱ : ۲۶ - ۲۷ -
مکاشفہ ۱۶ : ۱۴، ۱۶ -

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی دوسری آمد کے دو پہلو یا منازل ہونگے

یہ ایک ہی واقعہ نہیں بلکہ دو ہوں گے - مفسّرین اِس بات میں متفق الرائے نہیں - بعض مفسّر اِس خیال کے حامی ہیں کہ ایمانداروں کا اُٹھایا جانا اور مسیح کی دوسری آمد بیک وقت ہوگی - مصنف اس کی یوں تفسیر کرتا ہے - جیسے کہ چور رات کو چھُپ کر آتا ہے - ویسے ہی مسیح پہلے پوشیدہ طور پر آئے گا - یہ آمد وہ ہوگی جب وہ اپنے مُقدّسین کو ہوا میں اٹھالے گا - یہ فوری اور غیر متوقع ہوگا - پھر وہ اپنے مُقدّسین کو اپنے ساتھ اس دنیا میں بڑی قوّت اور جاہ و جلال سے لائے گا - اُس وقت ہر مجدّون کی لڑائی ہوگی - اُس وقت ایک نئے دور کا آغاز ہوگا جس کو ہزار سالہ بادشاہت کہتے ہیں - دوسری آمد کا مقصد خداوند یسوؔع مسیح کو اور اس کی دُلہن یعنی کلیسیا کو جلال دینا ہے - اُس کی دُلہن ہر ایک قبیلہ اور اہلِ زبان اور امّت اور قوم میں سے بُلائی ہوئی ہوگی" اور آخری فتح اُسی کی ہوگی - انسان کی موجودہ نسل کا خاتمہ ہو جائے گا اور دنیا کا موجودہ نظام تباہ ہو جائے گا -

ہوا میں اُٹھایا جانا

۱- کرنتھیوں ۱۵ : ۵۱ - ۵۳ -
۱- تھسلنیکیوں ۴ : ۱۳ - ۱۷

لوقا ۱۷ : ۲۴، ۳۴ - ۳۶ -

دُوسری آمد

۱- تھسلنیکیوں ۳ : ۱۳ -
زکریاہ ۱۴ : ۴ - ۵ -
متی ۲۴ : ۲۷ - ۳۱، ۳۹ ؛ ۳۵ :
۶، ۱۳، ۳۱ - ۳۲ -
لوقا ۱۲ : ۳۹ - ۴۰ ؛ ۲۱ : ۲۷ -

لوقا ۲۸، ۳۴ - ۳۵ -
اعمال ۱ : ۷، ۱۰ - ۱۱ -
کلسیوں ۳ : ۴ -
۱- پطرس ۵ : ۴
۱- یوحنّا ۲ : ۲۸ -

ہزار سالہ بادشاہت

مکاشفہ ۲۰ : ۱ - ۴ -
یسعیاہ ۱۱ : ۶ - ۹ -

یرمیاہ ۲۳ : ۵ - ۶
زکریاہ ۱۴ : ۹ -

بدی کی طاقتوں کی تباہی

مکاشفہ ۲۰ : ۷ - ۱۰ -

آخری عدالت اَور موجُودہ دُنیا کا خاتمہ

عبرانیوں ۱ : ۱۰ - ۱۲
۲- پطرس ۳ : ۱۰ - ۱۳

مکاشفہ ۲۰ : ۱۱ - ۱۴

نیا آسمان اَور زمین

مکاشفہ ۲۱ : ۱ - ۴

"سب میں خدا ہی سب کچھ"

۱۔کرنتھیوں ۱۵ : ۲۴ - ۲۸

آخری دُعا

مکاشفہ ۲۲ : ۲۰ -

"اے خداوند یسوع آ۔"

ختم شد